



بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

علامہ رشید تراثی



عنوان		نمبر	
صفہ			نمبر
۵	رضائے رب	۱	
۱۵	دعا	۲	
۲۰	مجید	۳	
۲۵	یقین	۴	
۳۰	رنج	۵	
۳۵	سلیمان	۶	

عنوان	جستہ ای	نیمار
عقل	۸۲	۷
صبر	۹۲	۹
ہدایت ای	۱۰۴	۱۰
تفوی	۱۱۶	۱۱
اتباع	۱۲۸	۱۲
کلمہ طیبہ	۱۴۰	۱۳
ذکر حسین	۱۵۲	۱۲

رِضَاءُ مُنْتَدِعٍ

**آرْضِيْهُمْ بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا مِنَ الْأُخْرَةِ فَمَا مَتَاعُ
الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فِي الْأُخْرَةِ إِلَّا قَلِيلٌ ۚ ۝ (سورة توبہ آیت ۲۹)**

کیا تم راضی ہو گئے حیاتِ دنیا پر آخرت کے بدلے، کیا تم کو یہ نہیں معلوم ہے کہ
محاربی یہ ساری بساط، یہ ساری کائنات، یہ دنیا کی ساری زندگی، یہ سارا مال متعاق
آخرت میں پہت قلیل ہے۔ اس کی کوئی وقعت نہیں ہے اس دنیا پر تم راضی ہو گئے۔
اس دنیا کو تم نے اپنے ذمکی کوشش کی جس کی کوئی قدماً خرت میں نہیں ہے تو یہ وہ نہیں
فکر ہے جہاں سے ایک مستقل عنوان پر گفتگو مقصود ہے۔ وہ یہ کہ انسان راضی ہوتا ہے
حیاتِ دنیا پر، اور چاہتا ہے کہ یہ حیاتِ دنیا اس کو میر آجائے، حالانکہ آخرت
کے انتصار سے یہ متعاق دنیا بہت ہی قلیل ہے۔ صلوٰات:

اپ نے دیکھا کہ بندوں کی خوشی یہ ہے۔ بندوں کی رضا یہ ہے اپنے
کی خواہش یہ ہے کہ دنیا ملے اور ادھر ذاتِ واجب کی خواہش یہ ہے کہ:
”لَا يَرْضُنِي لِعِبَادِهِ الْكُفَّارُ“ (رسول نبی مصطفیٰ ﷺ)

خدا راضی نہیں اس بات پر کہ بندے کافر ہو جائیں۔ یہ سورہ یونس کی آیت ۷۶
جس کو اب آپ سنیں گے۔ یہ تو اپ نے سن لیا۔ لَا يَرْضُنِي لِعِبَادِهِ الْكُفَّارُ

خدا راضی نہیں ہے پانے بندوں کے لفڑے۔ یہ سورہ زمر کی ساتویں آیت ہے۔ اب سورہ یونس کی آیت میں ارشاد ہوا کہ تم نے حیات دنیا کو اپنلنے کی کوشش کی، اور تم پر سمجھے کہ تم راضی ہو گئے حیات دنیا پر۔ ملک کب ۹۷ اَنَّ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ يَعْمَلَنَا
(سورہ یونس آیت ۹۷)

”وَهُوَ الَّذِي جَوَاهَارِي مُلَاقَاتٍ نَّهِيْسَ چَاهِيْتَ“۔ جو یہ سمجھتے ہیں کہ قیامت نہیں ہے۔ دردی نہیں ہے۔ ان کوہماںی بارگاہ میں نہیں آتا ہے۔ رَضُوْا بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا
یہ دلوگ ہیں جو حیات دنیا سے راضی ہو گئے وَ اطْمَأْتَنُوا بِهَا، اور اہلین ان سے بیٹھ گئے کہ آخرت نہیں ہے تو خدا کی رضا میں اور بندے کی رضا میں جو فتنہ بستلا یا
وہ یہ بستلا یا کہ خدا راضی نہیں ہے کہ بندے کافروں، خدا راضی نہیں ہے کہ بندے
نامق ہوں۔ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَرْضُي عَنِ الْقَوْمِ الظَّفِيقِينَ۔

(سورہ توبہ آیت ۹۷)

خدا راضی نہیں ہے فاسقین سے کہ بندے اس کے فسق و فجور کریں۔ خدا راضی نہیں ہے اپنے بندوں سے کہ وہ کفر کریں۔ بندے راضی ہو رہے ہیں دنیا پر۔ تو ان دو کینفقوں میں مرضی رب میں اور مرضی عبد میں ایک تضاد ہے، ایک منافق پالی جاتی ہے اور اختلاف پایا جاتا ہے اور یہی وہ منزل ہے جہاں آج کی تقریر میں رضاۓ رب کے عنوان سے گھنگھوکرنا چاہتا ہوں کہ اللہ کی مرضی کیا ہے اور اس کو کس طرح سے حاصل کرنا چاہیے آپ کی مرضی تو یہ ہے کہ دنیا میں مگر انشکی مرضی یہ ہے کہ کفر نہ ہو، فجور نہ ہو، بندے رام سے نہیں۔

یہ آئیں بہت بھی غور کے قابل ہیں۔ فراز راسی آئیں کوئی لیا، اس سے
کہ تو جوانوں کو یاد رہے۔ جہاں جہاں آوانہ ہو گئے رہیں ہے یہ آئیں یاد رہیں۔ لَا يَرْضُنَ
رَجَبًا دُوْرَ الْكُفَّرَ۔ خدا راضی نہیں ہے کہ اس کے بندے کافروں۔

اب ایک بات یاد رکھئے۔ رضاۓ پروردگار اس کو حاصل کرنا یہ
بندگی کا کمال ہے، یہ بندگی کا عروج ہے، یہ بندگی کی روح ہے، یہ بندگی کی جان ہے
یہ انسانیت کے قیضی کمال پر وہ جو ہر ہے کہ جہاں انسان یہ محسوس کرتا ہے کہ میں نے
مرضی رب کو حاصل کر لیا ہے اور جیسے جیسے انسان کامل ہوتا جائے گا مرضی رب کو حال
کرنے کے لیے یہ تھیں ہوتا جاتے گا، وہاں مرضی دست اس طرح سے آگئے بڑھ کر استقبل
کرنے ہے کہ تو میری رضاۓ کو ڈھونڈنے چلا گتا، اب میں تیری مرضی کو ڈھونڈتا ہوں، حمد
انسانیت کے کمال پر ہم کو جو انسان نظر آیا کہ جہاں یہ ارشاد ہوا ”وَ لَسْوَتْ
يُعَطِّيلَكَ رَبُّكَ فَتَرُضُّي“ (سورة والضحى آیت ۵) (کہ) اور عنقریب
تیرا رب تھوڑا کو (لے مجھ) آنے اعطایا کرے کہ تو راٹھی ہو جائے گا۔

یعنی مرضی معین و ڈھونڈنے کے اس بندے کو کہ جس بندے کو خدا
راضی کر دے یہ بندگی کا کمال ہے، اور یہ کمال تب ہی ستر ہوتا ہے جب بندہ رضاۓ
رب کا مستلائی ہو کر اپنی خواہشات کو اپنی تھاؤں کو اپنی آزوں کو چندہ مرضی مولا کر دے
تا کر دے راضی مولامیں، تو سحر دہاں ارشاد ہوتا ہے کہ ”اچھا بہم راضی ہونے۔
اور اس طرح سے راضی ہونے کے اب ہم کو یہ دیکھنا پڑے گا کہ تم کس چیز سے راضی ہو؟
کیونکہ اطمینان ہے ذات واجب کو، کہ یہ بندہ وہ نہیں چلتے کہ جو ہم نہیں چاہیں گے
یہ بندہ وہی چلتے گا جو ہم چاہیں گے۔ یہ بندہ وہی چلتے گا جو ہم چاہیں گے۔
اسی لیے الہم۔ ”وَ مَا قَاتَ شَاءَ وَ نَٰتَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ إِذْنَهُ“ (سورة دہراۃت ۶۰)

”تم نہیں چلتے ہو مگر وہی چلتے ہو جو عند اچاہتے ہے۔“

رضاۓ رب کے عنوan پر گفتگو ہے۔ مالک کی مرضی بندے کے
لیے سب سے اہم ہے کہیں رجوع کسی مقام پر لا جو کسی حال میں رجوع مرضی مولا پر نہ
رہے مگر جو کہفی کو کوشش کرو۔ وہ یہ کہ مرضی مولا یہ نہیں ہے کہ جسے دُنیا بھی ہے وینما

بُجھتی ہے کہ کسی قاتل نے کسی کو قتل کر کے اگر مجھے امرضی مولا یہی تھی اور اپنے بچاڑکی کوشش کی کسی نے چوری کی تو وہ کہا کہ امرضی مولا یہی تھی، اگر امرضی نہ ہوتی تو چوری کیوں سکرتا۔ کسی ظالم نے ظلم کیا اور ظلم کرنے کے بعد اس نے کہا کہ امرضی مولا یہی تھی اگر وہ نہیں چاہتا تو سب ظلم کیوں کرتا۔

تو یہی هر فر اتنا بھانا چاہا جوں کہ صحیح ہے بلکہ اُس نے تمہیں پیدا کیا، یہ صحیح ہے کہ اُس نے تم کو ہاتھ دیے، یہ صحیح ہے کہ اُس نے دوہے کو تیر کرنے والی عقل بھی دی۔ یہ صحیح ہے کہ تم کو اخلاق دیا کہ تم لوہے سے خنجر بناؤ، یہ صحیح ہے کہ تم کو خنجر پکھننے کی طاقت بھی دی۔ اتنا سب عطا کر کے بے افتیاد (فراہ بلا خیر) اپنی جمتوں کو بھی بھیجا، انہیاں کو بھیجا، رسولوں کو بھیجا کہ اس سے کہو کہ انسان کے نفس کا احترام کرو۔ یہ کسی کو قتل نہ کرے، ہم راضی نہیں ہیں۔ تو اس حد کو پہچانا کوئے عطا کر کے روکنا ایسا ہے، عطا کر کے کہاں نہیں روکتا، قوت دی، طاقت دی۔ وہ اس لیے نہیں کہ کوئی جرم کرے، اور کوئے اپنے آپ کو بچانے کی کوشش نہ کرے۔ اُس کی امرضی نہیں ہے کہ کسی بندے پر ظلم ہو رہا ہے اختیار کو غلط استعمال کر رہا ہے۔ یہ اپنی آزادی کا غلط استعمال کر رہا ہے۔ یہ تھوڑی سی فرصت دینا، یہ تھوڑی سی ہدایت زندگی ملی ہے اس کا استعمال غلط ہو رہا ہے، ورنہ اس نے قوت اس لیے نہیں دی تھی کہ کوئی جا بکری کمزور پر حیر کرے، اور ظلم کرے۔ اب ایسی حالت میں ظالم یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں نے قتل کیا، یہ اس کی امرضی تھی۔ جو ہونا تھا وہ ہوا۔ چودی نہیں کہہ سکتا کہ میں نے چوری کی، یہ اس کی امرضی تھی، نہیں میگر یہ ضرور ہے کہ جس کا مال چوری ہو گیا، وہ یہ کہہ کر حیر کرے کہ یہ اس کی امرضی تھی۔ صوات۔

جس پر ظلم ہوا وہ یہ کہہ کر حیر کرے کہ ہاں یہ امرضی تھی اور جس کو قتل کیا گیا وہ قتل ہونے سے پہلے کہہ سکتا ہے کہ مالک تیری امرضی کے آنکے سر جو کارہا ہوا۔ قاتل کو حق نہیں ہے کہنے کا یہ امرضی تیری تھی مقتول کو یہ حق ہے کہنے کا کہ یہ تیری امرضی تھی۔

اب آپ سمجھو گئے۔ یہ ہے وہ منزل لا یَرْضُّی لِعِبَادَةِ الْكُفَّارِ
خدا راضی نہیں ہے کہ اس کے بندے کافروں، خدا راضی نہیں ہے عن انہوں
الْفَرِيقَيْنَ، ان فاسق بندوں سے جو فتن و فجور کریں، قوم فاسقین سے خدا
راضی نہیں ہے۔ خدا راضی نہیں ہے کہ وہ فتن و فجور کریں۔

مطلوب یہ ہے کہ اگر اس کے معنی یہ یہے جائیں کہ فتن و فجور کرنے والا
یا کفر کرنے والا اپنے دل کو یہ کہہ کرستی دے کر جو ہزا تھا، وہ تو وہیں نکھولیا گیا۔
اگر تیرا حکم نہ ہوتا تو کیوں قتل کرتا اگر اس خیال سے اور اس عقیدے سے تسلی دے تو یہ
عقیدہ اس یہے غلط ہے کہ یہاں قاتل کو حق نہیں پہنچتا، اب تک کے رسولوں کے ہمتوں کے،
ادھیار کے اولیاء کے آجائے کے بعد اور عقل جسمی جنت کے مل جانے کے بعد حق
نہیں پہنچتا کسی کو کروہ اپنے ظلم کا جواز دھونٹے اور اپنے جبر کا جواز دھونڈتے اور اپنے
تعذی کا جواز دھونٹے۔ مل جیتا کہ میں نے کہا یہ مظلوم کے یہے جائز ہے۔ یہ مظلوم کے
یہے جائز ہے کہ دوپے اختیار کہے کہ یہی مرضی موالیہ۔

اب میں سمجھتا ہوں کہ میرے سُنْتَنَے والے سمجھو گئے مگر کوئی داقعہ کر بلکہ اس طرح
سے سمجھنے کی کوشش کرے کہ یہ اللہ کی مرضی تھی، میں اس مرضی کے دوڑھوں ہوں گے۔
قاتل نہیں کہہ سکتا کہ میں نے قتل اس یہے کیا کہ حیثیں کے مقدار میں قتل تھا، مگر حیثیں
یہ کہ سکتے ہیں اپنے نانا کے روپ پر کہ اپنی آحیئر بیوی و حبیبی و اپنی
میں اب اپنے نانا اور اپنے باہاکی سیرت پر حملہ کروں، رِضا اللہ بِرِضا نَا
آهُلُ الْبَيْتِ اب جو اللہ کی مرضی ہے وہ ہم اہل بیت کی مرضی ہے۔ یہ وہ

یہ وہ گھرانے سے جوانپی جان دے کر اور اپنی جان بیچ کر مرضی حق کا سودا
کرتا ہے۔ وَهِنَّ النَّاسُ مَنْ يُشْرِكُ فَنَفْسُهُ أَيْتَعْلَمُ مَرْضَاتِ اللَّهِ طَ

”اسالوں میں وہ کون ہے جو اپنے نفس کو زیچ کر اشک رضا کو خریدے۔“ یہی تو وہ ہیں جو شہب سمجھتے بستر رسول پر سوکر اپنے نفس کو زیچتے ہیں۔ رضا کے حق کو خریدتے ہیں۔ تو یہ وہ گھر نہ ہے کہ بستر رسول پر رضا کے حق کو خریدے یا حاکِ عینوار پر۔ مگر خدیل رضائے حق ان بندوں نے رضا کے حق کو لے لیا اور اس کی مرضی کے مطابق اپنے آپ کو بندگی کے اس کمال پر پہنچا دیا جہاں یہ کہہ سکتے ہیں کہ حال اب اس کی مرضی۔

ڈرامی بات ہے، میں نے تین آیتوں سے استلال کیا ہے کہ خدا راضی نہیں ہے کہ بندے کافروں، خداراضی نہیں ہے کہ بندے فاسق ہوں، خدا راضی نہیں ہے اس بات پر کہ تم دنیا کے سچھے ٹھجاؤ۔

”وَ أَرْضِيَّنَا يَا الْحَمْوَةَ إِلَىٰ ذِيَا مِنَ الْآخِرَةِ فَمَا هَمَّتْنَا
الْحَمْوَةَ إِلَىٰ ذِيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا قَلِيلٌ“ • (سورہ توبہ آیت ۲۸)

حیات دنیا کی بساط کیا ہے، حیات دنیا کی متاع کیا ہے جس کے سچھے دوڑ ہے ہر یہ مرے کی حکومت کیا ہے۔ یہ کے سچھے دوڑ ہے ہو، تو یہ رضائت کر دی جیسی کے ہو کہ اس کی بندوں کی ہے کہ جو میری مرضی ہے جلتے ہیں، جو ہے سدا نہیں ہیں اُنست رانی ہوں۔ یا ایتھا النفس
الْمُطْهَّيَّةُ • اُرْجُعِي إِلَى زَلْكِ رَاضِيَّةٍ مَرْضِيَّةٍ •

(سورہ الفجر آیت ۲۸-۲۹)

”لَئِنْ هَاجَّنِي نَفْسٌ مِنْهُنَّ لَوْلَىٰ جَاءَنِي رَبٌّ كَيْ طَرَفٌ اُوْلَئِنَّ اپنے رب کی رضا کو خریدیا۔“ ﴿مَا دُخْلِي فِي عَبْدِي وَمَا دُخْلِي حَتَّىٰ﴾

سورہ الفجر آیت ۳۰-۳۱

”میرے بندوں میں داخل ہو جا، میری جنت میں آجا۔“ آپ نے دیکھا کہ وہ بندے سمجھی کہیں جو یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ اللہ کی مرضی ہے۔

ابن عباس نے کہا جاتے ہوئے، کہ ایکیسے جائیے، میربھوں کو کیوں کے
جاری ہے ہیں؟

تو اب جو جواب مل رہا ہے سمجھنا چاہیے آپ کو۔
جواب دیا۔ ابن عباس: اَنَّ اللَّهَ شَاءَ أَنْ يَرَاهُنَّ سَرَايَا
اللہ نے چاہیے کہ یہ (بھنسیں) در بہر پھری۔
قدموں پر گزر گئے۔

عبداللہ را ابن جعفر طیار نے روکا، مولا! نہ جائیے۔
تو یہ اختیار (فوراً) فرمایا: اَنَّ اللَّهَ شَاءَ أَنْ يَرَاهُنَّ
قَتِيلًا۔ ”بیشک، اللہ نے یہ رہا ہے کہ مجھے اپنی راہ میں قتیل (قتل کیا ہوا) دیکھے۔
اس گفتگو سے آپ ہی کے لیے جنت نہیں ہے۔ میری گفتگو کو سمجھنے کی
کوشش کیجیے۔ اس گفتگو سے قاتل کے لیے جنت نہیں کہ جب خدا نے چاہا تو ہم نے قتل
کر دیا۔ اگر یہ نظام میں تو ساری کائنات میں تظامِ عدل کو دہم برہم پائیں گے کہ خدا نے یہ جاہلہ
شخص کوئی کام کر کے میں کہے گا کہ خدا نے یہ چاہا۔ مگر جو آپ یہ نہیں لپسہ نہیں کرتے وہ
آپ اپنے خالق کے لیے کیسے پسند کرتے ہیں؟ اور یہ وہ منزلہ ہے کہ جہاں بار بار آپ
امتِ اہل بہت کے لیے پائیں گے کہ انہیں مرضی یہ ہے، اور یہی ہونا چاہیے۔

گفتگو ختم ہوئی۔ میں نے اس آیت سے شروع کیا تھا: آَكَضِيلُهُ
بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا مِنَ الْأُخْرَةِ قُوٰ ” کیا تم جیات دنیا پر راضی ہو گئے، آخرت
کے بدل۔“

اور میری آخری منزل یہ ہے کہ حسین ابن علیؑ نے سجدہ آخری اس دعا کو
شدود کیا جو رضائے رب کی دعا تھی کہ رِضَاءٌ يَقْصَدُهُ وَلَسْلَمَّا لَدَمُرِّهِ
میں راضی ہوں، اُس کے فیصلے یہ۔

حسین راضی ہیں لا موجود میواہ (اس کے سوالوں اور جوابوں
نہیں ہے) یا غیاث المستغثین اے بے پتا ہوں کوپناہ دینے والٹے
فریاد کرنے والوں کی فریاد کو سنتے والے اتیرے سوالوں میں موجود نہیں ہے میرا۔ رضا
بِقَصَّابُهَا وَتَرْبِيَتُهَا لَا تُرِهَا ۔ میں راضی ہوں اس کے فیصلے پر، میں تسلیم
کرتا ہوں اس کے امر کو۔

مگر وہا کو جس مقام پر ختم کیا وہ جلد یہ تھا۔ ”پروردگارا! میں نے اپنے
وہدے کو پورا کیا۔ اب تو یہ وہدے کو پورا کریں۔“

شام غریبی کی مجلسی ہے جسین این علی کا وعده پورا ہوا، اور میں نے
مسجدہ آخرتے گلکو شروع کی ہے اور یہ چاہتا ہوں کہ یہ بتلاویں کی یہ تھا وقت عصر کا،
اور اس کے بعد کر بلایں شام ہوئی، ظاہر ہے کہ اس بارگاہ میں بڑی رونق تھی، آج یہاں
سب مٹی پہنچتے ہیں۔ میں دیکھ رہا ہوں، انگریز واضح کرنا چاہتا ہوں کہ کل کی رات میں اور
آج کی رات میں کچھ فرق ہے۔ ممکن ہے کہ آپ کو نظر نہ رائے فرق، کوئی زینت کے دل سے
پوچھے، کوئی ام لیلے کے دل سے پوچھے، کوئی ام بیابت کے دل سے پوچھے، کوئی ام فرو
سے پوچھے کہ ان دو راتوں میں فرق کیا ہے۔ کل کی رات کسی گذری، شب عاشورہ کسی
گذری، عباشی خیز کے گرد تھے، علی اکبر بار بار اٹھ کر دیکھ رہے تھے کہ کون ناہر حسین
کہاں ہے۔ قائم ان جسٹن خیبروں کے اطراف تھے۔ پچھے طواری لیے اپنی ماوں کے قریب
تھے، ماوں کو تسلی تھی، پھرے لال ہیں۔ بی بیوں کو تسلی تھی، ہمارے وارث ہیں۔ اور پھر
حسین این علی موجود ہیں۔

ایک دن میں کوئی گھر اس طرح ہیں اجڑا۔ ایک دن میں کوئی گھر اس طرح
سے تباہ ہیں ہوا جو کل کی رات گذری، فرزند رسول ایک ایک کے خیز میں جلتے، دعا
کرتے اور دیکھتے، کوئی بندگی میں مشغول نہیں کوئی دادِ شیاعت دے رہا ہے اور کہہ رہا ہے

کو کمل بساری شب ابعت دیکھنا۔ آپس میں انصار حسین باتیں کر رہے ہیں تو یہی، کہ کمل بستلامیں نگئے کہ کسی جنگ ہوگی؟ حسین اپن علی سبکے لیے وعائیں کر رہے ہیں۔ مل شہزادیاں ہمہن ہیں کہ علیٰ کا بزر ہیں، عون و محمد ہیں۔

میں آپ سے پوچھوں کہ آج گی رہوں کی رات کون ہے؟ آج کون ہے بھروسہ خالی ہو گیا، عباس ہیں، علیٰ اکابر ہیں، عون و محمد ہیں، قاسم، ابن حسن بھی ہیں اور غیر کا دال بھی ہیں، مگر کا دارت بھی ہیں اور الیے میں گیارہوں کی رات آں خیول میں چڑی نہیں تھے اگر روشنی ضرور تھی، اور روشنی تھی خیول کے جلنے ک۔

چراغ شام غربیاں میں کس طرح جلتے

کسی کے کھر کو جلا بایا ہے روشنی یوں ہے

روشنی خیول کے جلنے کی تھی اور کوئی نہ تھا، سہرا ایک یاس کے عالم میں نامیدی کے عالم میں پہنے اپنے دارت کو یاد کرتے ہوئے جلدی خیول کے قریب تھا، سوا ایک بی بی کہ جو نہ بچوں کو یاد کر رہی تھی، نہ بھائی کو یاد کر رہی تھی۔ ایک ایک خیوں میں جاتی اور جیسے جیسے وہ خبر جلتا بی جوں کو باہر لاتی، بچوں کو باہر لاتی، عابر جمار کو کسی صورت سے باہر لاتی اور کہا آؤ سب نزدیک آؤ۔

یہ کنبے کی وارثت ہے زینب، یہ کنبے کا حماقٹ ہے زینب، اب زینب کی ذمہ داری ہے، اب عبائی زینب، علیٰ اکابر زینب، قاسم زینب، حسین زینب، اب سب کی نیابت زینب کرے گی۔ ایک ایک بچوں کو سنبھالا، اور کہا۔ اور صراحت میسرے نزدیک آؤ، مگر اُو نہیں، درد نہیں، کسی کی محابی نہیں ہے کہ اب خیول کے طرف آئے، اب اسراش کی بیٹی موجود ہے۔“

اسراش، کسی کو اس طرح کی پریشانی تھے ہو۔ جہاں جہاں میری آواز پھونک رہی ہے، ممکن ہے وہاں حیرانی ہو، ممکن ہے وہاں پریشانی ہو، ممکن ہے وہاں سے

اسیری ہو، ہمکن ہے کہ وہ لوگ بھی قید و بند کی نہیں جبیل رہے ہوں، مگر تم یاد تو کرو
آج کی رات کو ظاہر ہے کہ تمہارے ہے اے اسیرو! اے قید ہوئے والو! ہمارے
دل دیکھتے ہیں۔ مگر تم کو یاد رکھنا چاہیے کہ بلا والوں کو کہاں والے یاد کئے غبیب ہالمیں
یاد کئے کہ بلا والے۔

منہ نے تقریر خاتم پر پہنچائی۔ بہ قیامت کی رات ہے۔ آؤ! آدمیم
تمل کر آخہ کی مرتبہ رفتائے حق کو پانے والوں کو سلام کریں، اور جہاں جہاں میری
آواز ہماری ہے دہ بھی سلام کریں، سلام ہو علیٰ الکبر پر، سلام ہو ہمارا عباس! پر سلام
ہو ہمارا قاسم! این حسن پر، سلام ہو ہمارا عون! و محمد پر، اور کچھ آگے۔ سلام ہو ہمارا فاطمہ
کے اس لال پر جس کی لاش پامال کر دی گئی۔

دُعَاء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَإِذَا سَأَلْتَ عِبَادِيْ عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ مَا تَجْتَبِي
دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ لَا فَلَيْسَ شَجِيبًا إِلَّا وَلِمَوْمِنْوَانِي
لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ •

(سورة البقرة آیت ۱۴۶)

زندگی بھر بہر بندگی کے اور کچھ نہیں ہے اور روئے بندگی، عزتِ
بندگی، سرمایہ بندگی، نخستین بندگی دعا ہے۔ اس لیے منابع یہی حق کہ
بعنوالی "دعا" "کلامِ الہی" سے استفادہ کیا جائے اور خیر اہم امور اس تاریخ و اتنی
ہماری کے ذیل میں خوسروہ بقرہ کی آیت ہے آپ کی سماحت کے لیے ہے ہریے بنے۔

ارثادھولے ہے۔ اگر اور جب تمہے سے سوال کریں میرے بندے
میرے سملق، تو کہہ دنیا میں نہیں ہیں اُجیبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ
جب دعا کرنے والا دعا کرتا ہے، مجھے پکارتا ہے، ہمیں جواب دیتا ہوں فَلَيْسَ شَجِيبًا
لِّي، لیس مجھے پکارو، مجھے آواز دو، وَلِمَوْمِنْوَانِی، میری بالوں پر قیں رکھو،

بیان لاؤ۔ لَعَلَّهُمْ يَرْسَدُونَ ۝ تاکہ تمہیں راورش ملے، تاکہ تم نیکی کی
نواہ پر بڑھو۔ اس آئیہ واقعی ہلکی پر سپہنے غور کر لیں۔

قرآن مجید میں دو ہزار تن سو یا تین ہزار دو صوڑے سے زیادہ ہی ایسی آیتیں
ہیں کہ جہاں علماء نے اختلاف کے ساتھ گنتی کی ہے رائیوں کی۔ ان آیتوں میں یہ ایک ہی
آیت ہے جس میں سات مرطاب پر گفتگو کی ہے سپہنے دو سات مرطاب آپ سمجھ لیں،
سپہنے سوال، کہ طریقہ سوال کیا ہو اذَا سَأَلَكَ جب تجویزے چوچیں
ملب کریں میرے متعلق معلوم کریں۔ دوسرے فَإِنْ قَرِيبٌ لِّيْسَ مِنْ قَرِيبٍ ہوں،
یعنی قربت تامہ، تمہری منزل اُجیب، احابت دعا، چوتھی منزل اذَا فَعَادَنِ جب
کوئی تجویز پکارے، جب کوئی مجھے درعا میں آواز دے۔ یعنی شرط دعا رفیعیست جبیوْا
لُّ بُ لِسْ اچھا ہے مجھے پکاریں۔ سمجھ سے مالگیں اور اس کے بعد وَلِيُّوْ مِنْوَابِیْ
اور مجرپر لقین رکھیں، ایمان لاویں۔ تیجا آخر میں ساقوان مرطاب ہے، رشاد،
شیکی، سہارت، رہ برشد۔ یہ لازمی ہے اس کے پیسے جو مجھے آواز دے جس کی آواز
کوئی نہ سنا ہوں، اور اس کو میں جواب دیتا ہوں، لبیک کہماوں۔

اب یہاں چند اہم عنوانات ہیں۔ یعنی قربتِ الہی "ایک مستقل عنوان"
”طلب و سوال“ ایک مستقل عنوان ہے۔ ”احابت و دعا“ ایک مستقل عنوان ہے
ایک منظری آیت اتنے معنی پر محیط ہے اور اس کے بعد ایک عجیب بات یہ ہے کہ
قرآن مجید میں صرف ایک ہی آیت ہے جس میں سات مرتبہ ضمیر متكلّم کی استعمال کیا ہے۔
منا، میں، میں۔ اذَا سَأَلَكَ عَبَادِيْ، جب میرے بندے فَإِنْ میرے متعلق
اُجیب میں جواب دوں گا۔ دَعَوَةُ الدَّاعِ اذَا دَعَاهُنِ جب مجھے آوازیں
قَلِيلٌ جَبِيوْا لِيْ ہیں یہ لوگ مجھے پکاریں وَلِيُّوْ مِنْوَابِیْ لیں مجرپر لقین کریں تاکہ
روزہ رشد پڑائیں۔

اب اس منزل پر ہم اس امر کو واضح کر دیتا چاہتے ہیں کہ تجدید مسیحی مومی ہے،
دعا، باتی حیات ہے دعا، رازِ بندگی ہے دعا، شرافت انسان ہے دعا، البشریت
کوئی اولاد نہ ہے، ورثہ کائنات کا ذرہ ذرہ تو اپنی احتیاج کی وجہ سے خود بارگاہ صبرت
میں برست دعاء میگر جو تنک عقل نہیں ہے اس لیے اس کو دعا نہیں کہتے، ورثہ کائنات
کا ذرہ ذرہ اس کی بارگاہ میں بھر طلب کے اور کچھ نہیں ہے۔ اپنی حیات کی سہیک مانگ
رہا ہے۔ ایک ایک ذرہ اور اسی منزل پر یہ کبھی ارشاد ہوا کہ ایسا نہیں کہ کافر ہے اور
نہ مانگ، مشرک ہے اور نہ مانگ، نہیں وہ بھی مانگ رہے ہیں فقط یہی کم زبان کے
میرے وجود کا انکار کر رہے ہیں۔ مگر ان کی رگِ حیات مانگ رہی ہے۔ ان کے نفوس
مانگ رہے ہیں۔ ان کے خون کے اچھلے ہوئے ذرات مانگ رہے ہیں۔ ان کے آلات
نفس مانگ رہے ہیں اور میں دے رہا ہوں۔

ارشاد ہوا " مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعَلْجَلَةَ عَجَلَنَا اللَّهُ
فِيْهَا مَا نَشَاءُ لِمَنْ شُرِيدَ شَغَرَ بَعْلَنَا اللَّهُ جَهَنَّمُ لِصَالِحِينَ
مَنْ مُؤْمِنٌ مَأْمُدٌ خُرُّشًا وَمَنْ أَرَادَ الْآخِرَةَ وَسَعَى لَهَا سَعْيَهَا
وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَئِكَ كَانُوا سَعْيُهُمْ مَقْدُورٌ مَسْكُورٌ (بی امرالله ہبہ)

جو نیز ملنے والی دولت کو مانگے، ہم بھی جلدی سے کچھ دے دیتے ہیں مگر
واقعت میں اس کا انعام اچھا نہیں ہے، اس لیے کرنفع حافظ کو مانگا
اور خدا آخرت کا ارادہ کرے اور اس کے لیے جیسی کوشش کرنی چاہیے
کرے اور وہ مومی (بھی) ہو، یہی وہ منزل ہے جو کسی کو
ہم قدر کی ٹکاہ سے دیکھنے ہیں۔ ہم ان کی بھی مدد کرتے ہیں۔ تیرے رب کے
ٹامین کی نہیں ہے، قید نہیں ہے، فرعون بھی مانگے تو دیں گے، مومی ماشیں تو دیں گے
خروں مانگے تو دیں گے۔ ابراہیم ماشیں تو دیں گے و نرق اتنا ہے کہ فرعون سانی استبلو

سے مانگ رہا ہے، موئی زبانِ بندگی سے مانگ رہے ہیں، غرور بسانِ استعدادے
مانگ رہا ہے، اپنی صلاحیتوں سے مانگ رہا ہے، اُس کا جسم مانگ رہا ہے، اُس کے
لہو کے ذرے مانگ رہے ہیں، اُس کی قیلوں سے کھڑے مانگ رہے ہیں، اُس کی زندگی
جو ہم نے اُس کو عطا کی ہے، اپنے رحمانیت کا تقدیم کر رہا ہے کہ جب وہ مانع توری گے
زبان سے انکار کر رہا ہے غرور نہیں کریں گے۔ مگر فراذِ اسالدی عبادی
اور جب میری عبیدیت میں کوئی آجائے، جب میرا عبید بن گر کوئی آئے، تجویز میرا پر
پوچھے، تجویز میرے متعلق پوچھے تو پہلی منزلِ اپنی قریب، تو کہہ دینا میں
تریب ہوں، دور نہیں ہوں۔ اب آہستہ کہو، دل میں کہو، چھپا کر کہو۔ مانگو، لگر شرماؤ
نہیں۔ اُجھیبہ ہمیشہ قبول کروں گا، مرضیاں کا صیغہ ہے۔ استحرا راجاہت ہمیشہ
قبول کروں گا۔ اُجھیبہ دعوۃ الداعی اذَا دَعَانِ لِپَكَارْنَےِ دَلَلَےِ کی اواز
کو دعا کرنے والے کی دعا کو میں قبول کروں گا پس آواز دو مجھے۔

سورہ مون چالیسوال سورہ ہے قرآن کا، اس میں ارشاد ہوا۔

"أَذْعُونُنِي أَنْتَ بِحَبْ لَكُوكُرْ" (سورہ مون آیت ۹۰)

مانگو تم دعا کرو، مانگو! میں دعا قبول کرنا ہوں

اس لیے کہ ابیاں کا طریقہ سبی تحاکد وہ دعا کی منزل پر تھے تو نامہ ہے، دعا شرافت
السان ہے اگر یہ میری آوازا یک پیغام کی صورت اختیار کریے ہے تو الفاظِ معصوم
یہ ہیں کہ قرآن میں چار مقام ہے ہی کہ جہاں دعا کرنے کی تربیت اس طرح سے ک
کر تم اس طرح سے کہو، اور جیسے ہی وہ دعا ختم ہوگی ہم قبول کریں گے۔

پہلے ارشاد فرمایا کہ جیسے ہی بندہ کہے حَسْبُنَا اللَّهُ وَنَعُمُ الْوَكِيلُ

"بخارے لیے ارشاد کافی ہے، دبی سمارے لیے کافی ہے، فوراً ہی اس کے بعد بلا تردید
کہا، فَإِنْ قُلْبَكُو أَبْنَعْمَةٌ مِنَ اللَّهِ وَفَضْلِي" (سورہ آل عمران آیت ۲۷، ۲۸)

"اُنک نعمت اور فضل نے اسے گھیر لیا۔" آیت کے بعد یہ وعدہ ہے۔

۲) دوسری آیت میں ارشاد ہوا۔ "لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ
إِنِّي كُفُولٌ مِّنَ الظَّالِمِينَ" (رسورہ انہیاء آیت ۸۲) آیت ختم
ہے جس کے بعد یہ وعدہ ہے فاصلہ سمجھنا اللہ "وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمَرِ وَكَذَلِكَ
نَجَّيْنَاهُ الْمُؤْمِنِينَ" (رسورہ انہیاء آیت ۸۳) ہم نے اس کی دعا کو قبول
کر لیا، ہم نے عمر سے بخات دی اور اسی طرح ہم صاحبان ایمان کی دعاؤں کو قبول کرتے
رہتے ہیں:

۳) اس کے بعد ایک عجیب آیت ہے کہ جہاں ارشاد ہوا:

"قَاتَأَ اللَّهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ" (رسورہ کہف آیت ۲۹)

جس کی زبان سے یہ طرز کہتا ہے ہم اس کی لذتوں کو پڑھا رہتے ہیں،
نعتہ کے دنیا سی اضافہ کر رہتے ہیں۔ دو حصے اس کو عطا کرتے ہیں۔ ان تیات کو کوئی نہ
چھوڑے۔ اور آخر میں یہیک آیت ہے اور عجیب آیت ہے۔ حزقیل شنبہ یہ آیت تلاوت
کر لے کیتی وہ آیت ہے "أُقْوِضْ أَمْرِيَ إِنِّي أَنْتَ أَنْتَ أَنْتَ أَنْتَ أَنْتَ
يَا الْعَبَادُ" (رسورہ مون آیت ۷۴) میں اپنا کام انتہ کے حوالے کر رہا ہوں۔ بیشک
الشہر ہر جانتا ہے کہ بندے کیا چاہتے ہیں۔

ارسلو ہوا، جیسے ہی یہ جسد ان کی زبان سے بکلا، ہم نے ان کی دعاؤں
کو قبول کیا۔

امام حبیر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔ "ہمارے درستگان میں سے اور
امم تھیں جن سے ہو کوئی ان چار آیتوں کا وعدہ کئے تو کبھی اس کی دعا روشنی پر ہو گی۔"

یہ کلام مجید بھی کی آتیں ہیں۔ الٰلو رحمائیں بنا کر آگے بڑھا مابے

اللہ کے عزیز بندے، اللہ کے پا خبر بندے، مزانِ الہی کو جانے
ولئے بندے، مشیتِ الہی سے آگاہ بندے چلہتے یہ تھی کہ دنایا میسا وہ کیف یہا
مجو کہ جہاں دعا زبان سے نکلے تو نہنے والے تو خیر مگر ملک یہ کہے کہ "سُبْحَانَ اللَّهِ
عَمَّا يَصِفُونَ إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلُصُونَ" (سورہ صدقات ۱۰۰)
ان کی (متحاری) ہر تعریف سے اللہ بندے ہے مگر عجب مخلص بندے میری
تعریف کرتے ہیں تو مجھے لیستہ آتی ہے۔

آئیے ایک مخلص بندے نے دعا کی ہے۔ " دعائے صبات "

اس کے صرف تین بیکارے پڑھوں ہوں :-

" إِلَهِي كَيْفَ نَطَرْدُ مُشْكِنَنَا التَّجَاهَ الْمُنْدَقَ مِنَ الدُّنْوِ
هَارِبًا أَمْ كَيْفَ نَرْدُ ذَلَّانَ وَرَدَ إِلَى حِيَاضِكَ شَارِبًا
كَلَّا وَحِيَاضُكَ مُثْرِعَةً فِي ضَنْكِ الْمُحْوَلِ وَبِأَيْكَ
مُضْمُودَ لِلِّطَافَ الْوَغْوَلِ " .

پروردگارا! تو اس ملکیں کو کیسے واپس کر دے گا جو پتے گناہوں سے بھاگ
کر تیرے دروازہ پڑایا ہے۔ پروردگارا! تو رہنمائی کو تلاش کرنے والے
کو کیسے محروم کر دے گا جو تیری بارگاہ میں کوششیں کرنا ہوا آیا ہو، اس تنا پر
کراپ مجھے راہ مل جائے گی۔ پروردگارا! اس پیلسے کو کیسے محروم کر دے گا
جو تیری معرفت کو حاصل کرنے کھدا ہوا ہو، تیری چوکھٹ پر۔ کیا تو اس کو واپس
کر دے گا؟ اور حالانکہ تیرا دروازہ ہر ایک طالب و سائل کے لیے کھلا ہوتا ہے۔

یہ " دعائے صبات " ہے۔ شانِ دعاء آپ نے دیکھی! اللہ لے غافر
بندے چاہتے یہ ہی کر دعا، وہ دعا ہو کہ جس میں لذتِ مناجات بھی ہو ان طور پر بندگ

میں مرو شان بندگ بھی ہوا اور اپنا مطلب بھی ادا ہو جائے۔ ایک اور منزل دعا۔
وَإِنْ فِي أَوْ وَأَقْبَلَ بَعْدَ كَوْتَافَةٍ سَكَّهَا يَا كَبَرْ پہنچے معبود کی تعریف ہو، تحریر ہو،
تجھید ہو، بھراں کے بعد دعا ہو۔

ایک اور منزل دعا کر جیاں، ذی الحجہ کو حسین اپن علی دعا کر رہے ہیں۔

اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا فِي الْأَشْأَرِ يُوحَبُ بَعْدَ الْمَزَارِ إِنَّكَ أَيُّكُونُ
نَعِيزُكَ مِنَ الظَّهُورِ إِنَّكَ حَتَّىٰ يَحْكُمَنَّ هُوَ الظَّهُورُ لَكَ
مُثْنَىٰ غَيْبَتَ حَتَّىٰ صَاحِرَةٌ إِنَّ دَلِيلَ بَيْذَلَ عَلَيْكَ وَمَنْفَعَ
بَعْدَكَ حَتَّىٰ تَحْكُمَنَّ الْأَشْأَرُ هُنَّ الْمُبْتَدَأُ تَوْصِلُ إِلَيْكَ وَ

مالک میرے! میں تیری نشانوں کو سیاڑھونڈتا جاؤں، کہیں الباہم ہو
کہ زیارت گاہ دور ہو جائے، میں آثار میں کہاں تک فکر کر دیں۔ ایسا نہ ہو کہ
مورثہ کا ہوں سے ہٹ جائے، پروردگارا! کیا تیرے غیر کے لیے سمجھی کوئی نہ ہو
ہے جو تجھے مدیر نہ ہو۔ پروردگارا! تو غائب کہاں ہے کہ میں کسی کو دلیں بناؤ
تیری بارگاہ میں لاوں، تو دور کہاں ہے کہ میں تجھے دھونڈتا پھر دوں۔ دوس
کے بعد دعا کی شان دیکھئے پروردگارا! اُس نے کیا کھویا جس نے
بچوں کو پایا، اور اُس نے کیا کیا جس نے بچھو کو کھویا۔

یہ شان دعا رہے۔

دعا کی ساری صحت یہی ہے کہ دل بہان حافظ و ناظر ہے۔ دل ہشیہ
طالب وسائل ہے۔ دل ہشیہ اس بات کو محسوس کرتا ہے کہ کوئی قریب ہے اور اس
امتناب سے دعا کی جاتی ہے اور بار بار قرآن یہ کہتا ہے۔ دل کھو، یہ کہتے رہنا:
”رَبَّنَا الْأَتْسْرَعُ قُلُوبُنَا بَعْدَ إِذْ هُنَّ يَدْنَاهُ وَهَبْ لَنَا مِنْ
لَذْنَكَ رِحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَابُ“ (رسولہ آل عمران ۱۰۷)

لے ہمارے پروردگار! تو ہمارے قلوب میں اپنی بہایت کے یقین کبھی پیدا نہ کر اور جیسی اپنی بارگاہ سے رحمت عطا فرماء، جیک تو بڑا عمل فرمائے والا ہے۔

(العنی) پروردگار کہیں میرے قلب میں کوئی ایسی بات نہ ہو کہ کبھی آجائے۔ بہایت کے بعد محض کبھی نہ ہو۔ مجھے ثابت قدم رکھتیری بارگاہ میں چلتے ہوئے، تیری بارگاہ میں حاضری دیتے ہوئے میں ثابت قدم رہوں۔

اسی طرح سرکار رسالت نے ایک دعا کی تھی، صبح روز بدر۔ بدر کی لڑائی چھٹری، عورتی ہجرتی اور عجیب دعا ہے میاد رکھنے کے قابل ہے یہ دعا صرف دو زبانوں پر آئی تھی۔ اللہ کے دو بنزوں نے اس دعا کو دہرا�ا اور یہ تاریخ میں اُنمی کے یہے حدود اور مخصوص ہو کر رہ گئی۔ صبح بدر رسول نے اس دعا کو پڑھا۔ صبح عاشورہ حسین نے اس دعا کو پڑھا۔ اب اس دعا کو مجھے سے بھی سن لیجیے۔ ایک مسیحی دعا تھی تانا اور لوانے کی، بیک بدر اور صبح عاشورہ۔

اللَّهُمَّ أَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ
شَدَّدْتَ وَرَأَيْتَ وَلَيْتَ فِي كُلِّ أَمْرٍ نَزَلَ فِي شَفَقَةٍ
وَعَدَّتَ وَحَكَمْتَ مِنْ كُلِّ حَكْرٍ يَضْعُفُ عَنْدَ الْغَوَادِ نَقْلَ
فِي هَذِهِ الْحِيلَةِ وَتَحْذِلُ فِي هَذِهِ الْقِيَدَ وَلَيَثْمِتَ بِهِ
الْعَدُوُّ وَانْزَلْتَهُ بِكَثْرَةِ شَكْوَتِهِ إِلَيْكَ رَغْبَةً مِنْيَ
إِلَيْكَ عَمَّا يَسْأَلُ فَهَرَجْتَهُ وَكَشَفْتَهُ فَأَنْتَ كُلُّ
نَعْمَةٍ وَصَاحِبُ كُلِّ حَسَنَةٍ وَمُنْتَهِي كُلِّ رِقْبَةٍ
پروردگارا! تو میرا واحد سہارا ہے، پروردگارا! تیرے سوا میرا کوئی سہارا نہیں
ہے۔ پروردگارا! بھی پروردگار سے کیا ہے۔ پروردگارا! کتنی تکلیفیں کبھی کبھی ایسی پریق

ہیں کہ جن سے کبھی کبھی دل کمزور ہو جاتا ہے اور وہ سن اس وقت رہوا کرنا چاہتا ہے کوئی فرمات اس وقت بہتی نہ رہتا ہے کبھی کبھی ایسی گھریوال آتی ہے، اور جب ایسی گھری آئی تو میں نے بلا تاثیر تیری بارگاہ میں توجہ کی تھی، میں نے تجھ کو پکارا ہے میں نے تیری طرف توجہ کی ہے، تو نے اس طرح سے ہر بلا کو مجھ سے ڈال دیا پروردگارا! آج بھی میرے لیے سہارا بن جا۔ یہ صبح بدر کی اعماق ہے۔ اور اسی کے نیکات صبح عاشورہ ہیں نہیں۔

روز عاشورہ حسین نے دُودھائیں کی ہیں۔ ایک دعا میخ عاشورا اور ایک دھماکے عزیزوں کے قتل ہونے کے بعد اور یہ دعا بھی ہے۔ اس دعا کے کیمے ملکاہ نے لکھا ہے کہ اس دعا کو تیری شعبان کی روت، شبِ علود پڑھا جائے۔

وَاللَّهُمَّ أَنْتَ مُسْعَالِي الْمَكَانِ عَظِيمُ الْحِجْرَةِ شَدِيدُ
الْمَحَالِ غَنِيٌّ عَنِ الْخَلَائِقِ عَرِيضُ الْكِبْرِيَّاتِ قَادِرُ عَلَى
غَائِثَاتِهِ فَرِيفُ الرَّحْمَةِ وَشَكُورٌ لِذَاشُكُورٍ رَدُوكُورٍ
إِذَا ذُكِرْتَ أَحْكَمْتَ بَيْتَنَا وَبَيْنَ قَوْمَنَا رَحْمَنْ عِيدَةَ
نَبِيِّكَ وَوَلْدَ خَبِيرِكَ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ الَّذِي
أَضْطَفَنَتْهُ بَالِقَنَالَةَ وَأَنْتَنَتْهُ عَلَى وَخِيفَ.

پروردگارا! تیرا مکان ہندہ ہے، تیرے جبروت میں عظمت ہے۔ پروردگارا! توہرا ایک سے قریب ہے، نے الک میرے؛ توہرا فاتحیں سر شکل میں احمد سہارا ہے۔ عرض کرتے ہیں بالگا و رب العزت میں پروردگارا! تیری ذاتِ گرامی وہ ہے کہ جب تیرا کوئی ذکر کرتا ہے تو اس بدلمی تی خود زدا کر جو جاتا ہے۔ اور جب کوئی تیرا شکرا دا کرتا ہے تو اس کی قدر کرنے لگتا ہے۔ پروردگارا! آج سم میں اور اس قوم میں نیصل فرما، ہم تیرے بیٹی کی عنترت ہیں۔ ہم اس کی اولاد!

ہیں کہ جس کو تو نے امیت بنا یا اسٹا۔ اپنی دھی اور رسالت پر۔

آپ نے دیکھا کہ شانِ دعا وہ ہو کہ چہار رات کی تاریخی میں دل اور رہ رہے۔ مگر صرف ایک بات جب ہم دعا کریں تو یقیناً اس دعا کے ساتھ کوئی اور ایسا واسطہ نہیں رہے کہ دعا پھر روشن ہو سکے۔

چنانچہ یا ربار بار عرض کیا گیا تھے والی جب مریخِ منورہ پہنچتے ہیں اور قبرِ رسولؐ پر آتے ہیں تو سورہ نساء کی اس آیت کی م Laudت کرنے ہی "وَلَوْاَنْهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنفُسُهُمْ جَاءُوكُلَّ فَإِنَّمَا تُغْفِرُ اللَّهُ" وہ لوگ خبریں نہ پہنچنے لے نہیں کیا اور وہ جب تیرے پاس آئیں لے جیب، اور خدا سے سخشن مانگیں "وَإِنَّمَا تُغْفِرُ اللَّهُ الرَّحْمَنُ لَوْجُودُهِ اللَّهُ تَوَاَبُ إِلَيْهِمَا" اور اگر لے رسولؐ! تم ان کے درمیان واسطہ جو دیقتُ الشَّرِكَةِ لوگ بخشنے والا اور حکم کرنے والا پائیں گے۔ ملأَ وَرَبُّكُوكُلَّ لِيُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمَوْلَكُ فِيمَا شَجَرَ بِلِيَمَهْرَ شَهْرَ الْأَيَّامِ ذُو الْحِجَّةِ ذُو الْعِدَّةِ آنْفُسِهِمْ حَسَرَ جَاءُوكُمْ مَا قَضَيْتُ وَمَا سِلِّمُوا تَسْلِيمًا (رسالہ ۱۵۶)

لے مجھے! متحارے رب کی قسم ہوں کبھی نہیں ہو سکے جب تک کہ پہنچنے والے معاملات میں تم کو واسطہ نہیں ادا ہو فیصلہ تم کر دعا سے اپنے دل میں بھی تنگی محسوس نہ کریں بلکہ اس کو خوشی سے مان لیں۔ سر بر تسلیم کریں۔

اوہ سورہ احزاب میں ارشاد ہوا :

"إِنَّ اللَّهَ وَمَلَكُوتَهُ يُصَلِّوْنَ عَلَى الِّتِي يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْلُوْا عَلَيْهِ وَسَلِّلُو الْشَّلِيمَ" (رسورہ احزاب آیت ۱۵۹) یہ آیہ درود ہے جو سورہ احزاب میں موجود ہے تو درود اور دعا کو واسطہ نہ کر دو تو تاکہ دعا روشن ہو سکے۔

یہی وہ منزل ہے کہ محبوبت پہنچانی جاتی ہے اور اسی منزل پر پیوں بھی کر فرزند پرستی نے طولی دعائیں کی ہیں۔ روزِ یا شورہ، مرزا دربار نے وہ دعائیں نظم بھی کی ہیں ایک مقام پر مختصر سی ایک دعا یہ ہے:-

غم کا مجھے غم ہے نہ خوشی مجھ کو خوشی کی تو سرپرہ ہے پرداہیں بندے کے کو کہہ کی
سرنگھے نہ دیکھوں ہیں لواسی کو نجات کی ساری ایکسی حاجت ہے جسیں اہن علیٰ کی

بے پروہ وہ جب ہو کر ہیں ہی یونہر میں ہوں

اور لیل تیری مرضی ہے تو باہر بھی نہیں ہیں

یہ شانِ دعا ہے لعنتی نفسِ ملائکہ آنکھے میڈھر ہا ہے، ظاہر ہے کہ آپ شام غریبان کا احتیام کر رہے ہیں اور مجھ سے بھی یہی موقع کر رہے ہیں کہ ہمیں شام فریباں پر کھٹکوں کروں لیکن شام ہونے سے پہلے کی مرداد یہ ہے۔ جسیں اب ہن علیٰ عزیز دوں کو خدا حافظ کہہ کر انصار کے لائے اٹھا کر جب خیمے میں آئے اور ایک برتہ گھر کی حالت دیجیں اسکی گھروالے کو اس طرح سے گھر کا اجر ٹانہ درکھائے۔ سب کے سب پر شان ہیں۔ سب کے سب حیراں ہیں۔ عاشرہ بیمار کے سرماں نے پھوپخے سورہ حمد کی تلاوت کی، اپنے کو تحفہ کا، عاشرہ بیمار نے آنکھیں کھولیں اور منتظر بات لوچھا:-

پاپا! آپ زخمی ہیں۔ کیا چچا جان مارے گئے؟

کہا۔ ہاں، ہیسا سب گھر کا گھر قتل ہو گیا یہ اتنا کہنے کے لیے آیا ہوں اب یہ گھر تھارے ہوئے ہے یہ کہہ تھارے ہوئے ہے۔ عاشرہ بیمار اس گھر کا فدا خیال رکھا خدا حافظ کہہ کے چھے تھے کہ عاشرہ بیمار نے چاہا کہ کھڑے ہو جائے۔

امام نے فرمایا: میرے حق کی قسم لیٹ چاؤ۔ تم کو اجازت نہیں ہے۔

باہر آئے اور آواز دی زینب وام کھنوم اور فیض اور مکینہ تمہارا
حسین کا آخری سلام۔

اس کے بعد خیسے کا پردہ انٹھایا اور جناب زینب سے بیوی دخست ہوتے
اچانک ایک بھتی نہداں تھام لیا۔ ایسے موقع پر بھتی نے کہا۔
بابا جلتے ہو، جاؤ بابا، جاؤ بابا۔

میرا میں کہتے ہیں بھتی نے کہا:
نیند آئے گی جب آپ کی بوپاؤں کی بابا
میں رات کو مقتل میں چل آؤں گی بابا

فرما یا نکلتی نہیں سید انیاں باہر چھاتی پر مسلمانوں کی تجھیں رات کو مادر
وہ کہتی بھتی سوئیں گے کھاں پھر علی اصرار فرماتے تو بُرہنہ کو وحدتی میں تم پر
شب ہوئے گی اور دشت میں ہم سوئیں گے نیلی
اصرار پر ساختہ آج دی سوئیں گے نیلی
وہ کہتی بُرہنہ دیکھو لیا آپ کا بھی پیار میں آپ سے بولوں گی زتاب یا شہ اہل
اچانک اگر کچھے جلبہ آنے کا اسرار مر جائے گی لاس شب کو طب کر بیل افگار
کیسی ہبہ یہ یا تیں میرا دل روتا ہے بابا
کمر جھوڑ کے جنگل میں کوئی سوتا ہے بابا

اصرار کی ساختہ آپ کے اپنے نیا گرچوک کے روئے
بہلا لیا آمال نیا گرچوک کے روئے
شفقت بھتی بھتی پر کہ یہ بے چین نہ ہوئے یہ پارہ سوئیں پر اُسے لیوں ہاتھ سے کھوئے
جیسے رہیا فرزند کہ سب لخت جبکہ یہ
میں آپ کی بیٹی ہوں وہ آمال کے پسروں
آپ کیا جلوب دیتے ہیں حیثیں۔ ایک مرتبہ گفتگو کے مدرسے کو بدل کر کہ:

لور و ناب صبر کر دبپ کو جانی بکھروتی ہر عباں کو پیغام زیانی
 اُو دے ہیں لپعل یرب لشند بانی ملکا ہے تو بی بی کیسے لاتے ہیں پانی
 محبوب اللہی کے نواسے ہیں سکینہ
 حم سمجھی تو کئی روز کے پایے ہیں سکینہ

اب بچی چپ ہو گئی جب باپ نے پیاس کا تذکرہ کیا بچی چپ ہو گئی۔ حدیث
 کے الفاظ بھی یہی ہیں کہ سکینہ! اب مجھے جانے رو، شاید میں مختار ہے لیے پانچ
 لاکھوں سکینہ میں نہ خبر د۔

حین گئے عصر کا وقت آگیا کہ بلاکے میدان میں شام سو گئی جسین گئے اور
 آنکاپ ڈربا، حین گئے اور کچی نے ٹھانچے کھائے، حین گئے اور بچی کے گوشے والے
 چھین لیے گئے، بچی انتظار میں رہی خیسے چل دیے۔ بی جوں کل چادریں چھین لیں گیں لیکن بچی
 کھنڈی، بابا نہیں آئے۔ بابا کہ کے گئے تھے، بابا نہیں آئے۔

جانبِ زینت جلتے ہوئے خیوں سے بخوبی کونکاں کر لائیں، اور ایک ہر تہہ سب
 کو دیکھنا شروع کیا۔ گلبہ اکے کھدا، ام کلثوم؛ سکینہ بی بی نہیں ہیں، ام کلثوم؛
 سکینہ بی بی نہیں ہیں۔ ام کلثوم؛ تم میاں یعنی میں اڑا جا کر دیکھو آؤں، شاید نہ بردار
 چھپا کے پاس گئی ہو۔ نہ بردار کے قریب گئیں، آواز دی عباشت! ادھار سکینہ تو نہیں ہے
 مالاں سکینہ تو نہیں آئی۔

کوئی جواب نہیں آیا۔ وہاں سے سیدھی تقلیل ہیں ہائی۔ لاش جسین کے قریب میں بھائی وہاں
 نہیں تھے، ایک ہر تہہ ایک آواز پیدا ہوئی، زینت، بہتر لولو، میرے سینے پر سورہ کہا ہے۔ میرے
 سینے پر سورہ کہا ہے، جانبِ زینت تزویہ یک پیروخیں، بی بی کا یاد و تھام کر ہلا، بی سکینہ بی بی جنگل میں
 نہیں موتے۔ ایک در تہہ آنکھیں کھول کر کھا۔ بھوپی اماں! میرے بابا اکیلہ نی سکنے نہیں آؤں
 مگر زینت نے بھا جڑل بی سکینہ گھر جو پسکینہ۔

سجدہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

أَوْلَادُكُلَّ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّاسِ مِنْ
خَلْقِكَلَّةِ آدَمَ وَمِنْ جَمِيعِ نَوْحٍ وَرِبْتَ ذُرْيَةَ
إِبْرَاهِيمَ وَإِسْرَائِيلَ وَمَنْ هَدَيْتَنَا وَاجْتَبَيْتَنَا
لَذَا تَشَدَّدْ عَلَيْهِمْ رَبَّا يَاتَ الرَّحْمَنِ خَشْ وَاسْجُدْ ا
وَبُكِّيَا • (سورہ مریم آیت ۵۸)

یہ سورہ مریم کی آیت ہے۔ اور فامہری ترجمہ آیت کا یہ ہے
کہی دوسری محنت پر افسوس نے العام فرمایا، انبیاء میں سے اولاد آدم میں سے
اور ان میں سے جنہیں ہم نے نوح کے ساتھ (کشتی پر) اٹھایا اور ابراہیم و
اسرائیل (یعقوب) کی اولاد میں سے اور جن میں سے ہم نے بڑیت یا فتنہ بنائے
ملوکہ ختف کیے، جب ان پر رحمن کی آئندگی کی تلاوت کی جائی ہے تو خروج
اسجعیں اور بُکِّیں اور دستے روئے سجدے ہیں گردنے ہیں۔

انبیاء کا شعار سجدہ، انبیاء کا طریقہ سجدہ، اولیا کی زندگی سجدہ، حب

کاراز سبیہ، امیرت کی تلاش سبیہ اور بھرائیں تذکرے کے ساتھ کہ جن پر ہم نے اپنی نعمتوں کو نازل کیا۔ انبیاء میں سے ان کا شعار یہ ہے کہ جن کی آئیں ان پر پی جاتی ہیں تو وہ روتے رہتے مسجدہ میں گزرنے ہیں۔

تفاضلے رحمانیت سبیہ۔ جہاں جو عمل والے ہوں کہ وہ اپنے خوان کم سے فرعون کو بھی سرفراز کرے اور موسیٰ کو بھی، ابراہیم کو بھی عطا کرے، مفرود کو بھی، اسکے خوان کرم پرستی اور دشمن پر درشنا پائیں اور اس ہی کی حوصلے سے موصد اور مشک استفادہ کریں تو وہ جن اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ اے انسان اب تو سبیہ کر دی وہ منزل ہے کہ جہاں میں مختصر می توجہ کا طالب ہوں

قرآن مجید میں الفاظ سبیہ پہنچنے والے مقامات پر آیا ہے۔ اگر آپ قرآن مجید کی تلاوت کے دوران میں مسلسل دیکھتے ہوئے جائیں تو ایک مقام پر آپ کو یہ ارشاد بھی لے گا سورہ رعد میں کہ: وَقِيلُهُ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ طَوْعًا وَظَكْرًا وَظِلَالَ الْهُمَرِ بِالْغُدُرِ وَالْأَصَالِ (سورہ رعد آیت ۱۵) اُسی کو سبیہ کرتے ہیں زمین و آسمان میں جو بھی بے "من" "زدی العقول" کے لیے وَقِيلُهُ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ اور ان کے انداز کے ملئے فقط یہی ہے کہ جہاں آتاب کسی چیز کو اپنے سامنے حاصل دیکھ کر مایہ ڈال رے ان کے اثرات جہاں تک جائیں ان کا الغور جہاں جہاں تک جائیں ان کا خلل بننے کی جو جو کوشش کرے وہ سب کے سب سب کرے ہیں ان کے اندر ان بھی سبیہ کرتے ہیں اُن کے ملتے بھی سبیہ کرتے ہیں۔

اس کے بعد سورہ نحل میں ارشاد ہوا : وَقِيلُهُ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مِنْ كُلِّ أَبْيَانٍ وَالنَّلَّٰئِ كَهْ دَهْمَرْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ۔ (سورہ نحل آیت ۲۹)

یہ نہ۔ فیر ذوی العقول کے لیے ہے۔ « ہر رہ شے سجدہ کرتی ہے جو بھی آسمانوں
میں پہنچا اور جو بھی زمین میں ہے وہ ذوی العقول ہو تو سجدہ کرے، غیر ذوی العقول ہو
تو سہرا کرے۔ کائنات کی کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو سجدے کا انکار کرے۔ ایک ایک
ذمہ دار ہم تسبیحہ پڑے۔ وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسْبِّهُهُمْ وَهُمْ لَا
يَشْعُرُونَ تَسْبِيهُهُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ خَلِيلًا عَفُورًا ۚ ۝

(سورہ بیت اسرائیل آیت ۲۴)

کوئی شے ایسی نہیں ہے جو اپنے رب کی تسبیح نہ کر لی ہو، مگر یہی کہ تم اس کی
تسبیح کو نہیں سمجھ سکتے۔

عَمَّا مِنْ شَيْءٍ إِلَّا لَهُ سَبَابٌ لَكُنْ الشَّيْءُ ۝

کوئی شے ایسی نہیں ہے جس کی زبان ملکوتی نہ ہو جس سے تسبیح و تقدیس تسلیم تسبیح
اللَّهُ تَعَالَى ہوئی ہو

ساری کائنات تسبیح کی منزل پر ہے اور پھر تسبیح و تقدیس کا کمال
انتہائے بندگ، کچھ منازل کے بعد سپنی منزل جہاں توجہ ایک طرف ہو رخیا یا
ایک طرف ہو۔

” يَكُلُّ وِجْهَهُ هُوَ مَوْلَاهَا ۝ ”

تہذیک کے لیے ایک رُخیخیات ہے وہی اس کی طرف ہو تو ہر ہوتا ہے۔ آپ کھڑے ہو گئے یہ
قیام ہے۔

” وَجَهْتُ وَجْهِي لِلَّهِيْ فَطَرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۝ ”

(سورہ النعام آیت ۶۹)

توجہات کو اپنے خالق کی طرف معلوم کر رہا ہوں، آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے
والے کی طرف مبذول کر رہا ہوں، اور یقیناً میرا قیام اسی لیے ہے۔

یہ ایک صورت بدل گئے اور پھر رکوع کر جہاں یہ بھی پسند نہ ہوا
میں حالت قیام ہے اپنے آنا کو مناوؤں ایہ قیام بھی نہیں بلکہ رکوع ہے۔ اور اس
بعد تیری منزل انتہائی منزل عبادت ہے کہ جہاں مذیقیام پسند ہے نہ رکوع۔
اب سجدہ چاہیے اب قلائے ذات چاہیے۔ اب ہمیں اپنی بقاہیں کسی اور کی بقایا منتظر
ہے۔ سجدہ شرافت انسان، سجدہ کمال حیات انسان۔ اب دل طریقے تو سجدہ کرنے
لغتے لے تو سجدہ کرے، دراسی کوئی اچھی بات ہو جائے تو سجدہ کرے۔ یہ سجدہ
کل حالت انسان کو کامران و کامیاب بنائے گی۔ منزل پھر اس سجدے سے زیب اگر
سجدے سے ہے، منہ نہ پھر و سجدے سے۔

حَمْدُهٗ تِبَرَّا خُودِي فِي كُلِّ هُجُونٍ إِلَّا مَعَ ذِكْرِكَ كَارِو بَارِ لَاتِ وَمَنَاتِ
وہ ایک سمجھی جسے تو گلاں کھتائے ہے۔ سہزاد سجدوں سے دنیا بے آدمی کو نیات
اک طرح سے انسان ساری زندگی میں ان نیات کی قدر کرے کہ جہاں
دل طریقے کے یہ چلے ہے کہ چلو سجدہ کر یہ لعینی یہ ضروری نہیں کہ وقت سیدہ آئے پر فروٹ
نہیں کہ وقت عبادت رہے۔ صحیٰ ذرا کی لغت میں سجدہ، دراسی خلائقی سیدہ
ذراسی خوشی معلوم ہوئی سجدہ۔ نہیں ذرا ساغم ایکیا سجدہ، ذرا ساندوہ بیدا ہو یا سجدہ
وہ غم و ہم میں اور خوشی و سرست میں سجدے کی عبادت، یہ انبیاء کا شعار ہے مگر اس
کے ساتھ قرآن تے کہا کہ یوں سجدہ نہیں کرنے، روتنے روتنے سجدے میں گرفتار ہے
ہیں، تو روتا اور سجدے میں گرنا، یہ انبیاء کا شعار ہے۔

وَرَأَدَّ أَشْتَنَى عَلَيْهِمْ رَايَاتُ الرَّحْمَنِ خَرُّوا مُسْجِدًا آتَاهُنَّا.

(سورہ مریم آیت ۵۱)

اور جب ان پر رحمٰن کی آیتوں کی تلاوت کی جاتی ہے تو وہ روتنے روتنے یہ
سمیں گرفتار ہیں۔

سورہ فرقان قرآن مجید کا پچھواں سورہ ہے؛ ارشاد باری تھے ہے:

لَعِبَادُ الرَّحْمَنِ الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هُوَنَا ۝ (فرمان آیت ۶۲)

اور رہن کے بعد زین پر سر جھکا کرتے ہیں۔ **وَإِذَا أَخْرَجَهُمُ الْجَاهِلُونَ**
فَالْوَاسْلَامُ ۝ (سورہ فرقان آیت ۶۳) اور جب کوئی جاہل ان سے
 خطاپ کرتا ہے تو کہتے ہیں تم سلامت رہو اتم لچھے رہو۔
 یعنی ان کی بالتوں میں یہ سٹھاپنہ ہے۔

وَالنَّوَّافِتَ يَسْتَوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَدًا وَرَقِيمًا ۝ (فرمان آیت ۴۰)

(اور وہ جو اپنے رب کے لیے سجدے و قیام میں راتیں لبر کرتے ہیں۔)
 رحمن کا بندہ ہی سجدہ کرتا ہے۔ وہ سجدہ کہ جہاں انسان کبھی کبھی انتہائی
 کفر کے باوجود دن انتہائی عدد ان کے باوجود ایک منزل محسوس کرتا ہے کہ کوئی ہے میرا
 پیداگئے والا، کوئی ہے میرا خالق، اور سجدہ سجدہ بے اختیار۔ فرعون نے موسیٰ
 سے بحث کی۔ **وَرَبَّ الْعَالَمِينَ**۔
 (رب العالمین کیا پیزہ ہے)

مُوسَى نَعَلَى رَبِّ الشَّمَوْاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۝ إِنْ
كُلُّ ذُكْرٍ مُّوْقِنٌ ۝ (سورہ شعرا آیت ۲۳)

(اگر تم یقین کرو تو (سن) وہ رب ہے آسمان اور زمین کا اور جو کچھ ان
 دو لوگوں کے درمیان ہے)

فرعون نے اپنے دربار والوں سے کہا منتهی ہر یہ کیا کہہ رہے ہے؟
 جیسے اغیانیل (فردا) موسیٰ نے کہا۔ **رَبُّكُمْ وَرَبُّ أَنْبِيَاءٍ**
الْأَكْوَافِ ۝ (فرمان آیت ۶۵) (جو عمارت اربب ہے اور محارے پر بھے
 ہائیت دادا کا رب ہے۔

اہل دربار نے کہا کہ یہ تو محنتوں میوگیا ہے۔

بَيْنَ هَارِثٍ كُنْتُرْ تَعْقِلُونَ (سورة شر آیت ۲۸)

دہ مشرق کا بھی رب ہے اور مغرب کا بھی رب ہے اگر تم لیقین کرو
اُس نے کہا کہ ہم تم کو سزا دیں گے اور جو یہ قرار پائی مگر جادوگروں
بلایا جائے تاکہ وہ اپنے سحر سے موسیٰ کو شکست دیں۔ جادوگر جمع ہوئے
فَأَلْقَى مُوسَى عَصَاهُ

"پس موسیٰ نے اپنے حقدا کو پھینک دیا۔"

اور جیسے ہے ان جادوگروں کی رشیاں مانپ بنتی چاری ہیں مٹکا کا حصہ ان سے
کو نکھلا جا رہا تھا۔

اس کیفیت کو دیکھ کر "فَأَلْقَى الشَّجَرَةُ سَجَدِينَ" ۹۴

پس جادوگر مسجدے میں گردی ہے (سورة شر، ۲۶)

او بے حیا، ہما "اَهَنَا بِرَبِّ الْعَالَمِينَ" (شعراء، ۲۶)

ہم عالمین کے رب پر ایمان لائے کون عالمین کا رب۔

لبست بھی چاہیے تھی۔ کہا "رَبِّ مُوسَى وَهَرُونَ" (شعراء، ۲۷)

ہم موسیٰ و مارون کے رب پر ایمان لائے۔

فرعون نے بگڑا کر کہا کہ "اَمْنَذِرْنَاهُ قَبْلَ أَنْ أَذْنَ لَكُمْ

عَمَّا يَرِي احازت کے بغیر آیمان لائے ہو" (شعراء، ۲۸)

وَلَا فَطِيعَنَّ أَيُّدِيَكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ مِنْ خِلَاف (شعراء، ۲۹)

لیتھیتاً، اب میں متحارے یا سخراً اور پاؤں مختلف سمتوں سے کاموں گا لیعنی
سیدھا بارا تھوڑا بیاں پاؤں اور بیاں یا سخرا سیدھا بیا پاؤں۔ وَلَا وَصَلِّيَّنَكُمْ نَجْعَنْ

اوہ تم سب کو صلیب (رسول) پر لٹکا دوں گا
چونکہ رہ سجدہ کر جنکے تھے اور سجدے کی طاقت یہ تھی کہ بے اختیار
مکنے لگئے ۔ "لَأَضْيِّرَ إِنَّا إِلَى رِتْنَا مُنْقَلِبُونَ ۖ" (سورہ شراء ۵۰)
اب ہم کو ڈر نہیں، ہم اپنے رب کی طرف منقلب ہونے والے میں
یہ سجدے کی طاقت تھی کہ جو پیشانی سجدے میں جھک پڑتی ہے،
وہ غیر حق سے اور غیر عبود سے پھر کسی منزل پر اپنی عاجزی یا اپنی تواضع کا الہام
نہیں کرتی، بلکہ اس میں ایک ایسی قوت آتی ہے جو فرعون کی ساری سزاویں کے
اطلان کے بعد بھی اُس کے چادر و گر کہتے ہیں کہ ہم تو منقلب ہو گئے۔
سجدہ بدل دیتی ہے سبھی کو، سجدہ بدل دیتی ہے فطرت کو سجدہ
منقلب کر دیتا ہے اسی ہ ابھی کے گروہ نے کہا، سجدہ اور بیمار کے گروہ نے کیا، سجدہ انہوں نے کہا انہوں نے
رحمن کو رحمٰن مانا۔

پھر اس منزل پر پیغمبر کو سورہ شراء میں حکم ہے کہ ۲۱۶-۲۱۵
الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ إِلَّا إِذَا كَانَ أَذْلِكُمْ فِي أَنْفُسِهِمْ فَلَمْ يَرْجِعُوا
إِنَّمَا يَعْلَمُ اللَّهُ الْعَلِيُّ الْعَلِيُّ الْعَلِيُّ الْعَلِيُّ الْعَلِيُّ الْعَلِيُّ
غَنِيًّا عَنِ الْحِسَابِ ۚ (سورہ شراء آیت ۲۱۶، ۲۱۵)

تو اپنے رب پر بھروسہ کر کر جو تجھے قیام کی حالت میاد کی حساب ہے، جہاں بھی تو کھڑا ہوتا
ہے، جب تو بدل بدل کر سجدہ کرنے لگتا ہے۔

اس کی تفسیر امام فخر المرین رازی نے کہ **تَقْدِيبُكَ فِي الشَّجَدَتِ**
کر تو صاحبین میں کوئی نہ رہا تھا۔

تو انہوں نے کہا کہ آپ ریاضی ہیں، یہ احمد و پیغمبرؐ جو رب کے سب سجدہ
کرنے والے تھے جو سب کے سب رحمن کو رحمٰن مانتے والے تھے جو سب سے سب
لبخالیم کو رب العالمین جانے والے تھے۔ پیغمبرؐ کے آباء و اجداد صاحبین میں تھے

اور وہ حین کو پیغمبر نے ادب سکھایا۔ ان کا یہ عالم ہے کہ جب قرآن نے ان کا قصیدہ شرعاً
کیا تو اُواندی ” اَتَ اَنْتَ اَشْعَرْتَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اَنْفُسَهُمْ وَ
أَمْوَالَهُمْ بِأَنَّ لَهُمْ الْجَنَّةَ ” (سورہ توبہ آیت ۱۱)

اللہ نے صاحبان ایمان سے ان کے نفس کو اور ان کے اموال

کو خوبی لیا ہے یہ کہ کہ ابھی نہیں (جنت) دیتے گئے

” يَقَاطُلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيُقْتَلُونَ وَيُقْتَلُونَ ”

انہیں راہ میں قتل کرتے ہیں قاتل کرتے ہیں اور قتل ہو جاتے ہیں

” وَعَدْتُ اَغْلَبَهُمْ حَقًا فِي الشُّورَى وَالْأُجْمِيلِ وَالْقُرْآنِ ”

یہ وعدہ حق ہے ، تورات میں اور بخیل میں اور قرآن میں

” وَعَنْ أَدُوفٍ يَعْمُدُهُ مِنَ اللَّهِ ” اور اللہ سے بُعد کرو وعدہ پورا نہیں اکوئے
مع فائستہشیر وابیعیکمُ الَّذِي بَايَعَتُهُمْ وَذَلِكَ هُوَ
الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ” (توبہ آیت ۱۱)

اور ستر : یہ تھارہ سلبے فوز عظیم ہے اس سودے پر نازک رو

کون ہی قتل ہونے والے یہ قتل کرنے والے نفسوں کو بھیجئے والے یہ نہیں ہیں :

” الَّتَّاَيُونَ الْعِيْدُونَ الْخَمِيدُونَ الْسَّاَكِحُونَ الرَّاكِعُونَ
الْجَدُونَ ” یہ توبہ کرنے والے یہ روزہ رکھنے والے عبادت گزار یہ حمد
کرنے والے یہ سجدہ کرنے والے ۔

” الْأَمْرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَالثَّاهِرُونَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحَفِظُونَ
رَحْمَدُ وَدِ اَنْتَ هَا وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ ” (سورہ توبہ آیت ۱۱۲)

یہ حکم دینے والے نیکوں کے امنکر و برائیوں سے روکنے والے یہ حمد والی کی خلاف
کرنے والے ہیں ، ان صاحبان ایمان کو خوشخبری دے دو ۔

آپ نے دیکھا کہ یہاں بھی سجدے کی منزل تائیں کے بعد ہے، عابدین کے بعد ہے، حامیں کے بعد ہے، ماتحین کے بعد ہے، راکعین کے بعد ہے، آخری منزل عملِ ساجد ون ہے۔

مسجدہ انتہائے بندگی، سجدہ خلاصہ بندگی ہے، سجدہ انتہائے زندگی اور سجدہ وہ کہ جہاں انسان اگر صحیح معنی میں پہنچے کر لے کہ ہم اپنے رہنمے کے مقامات میں ایک ایسی مخصوص جگہ بنائیں گے، جہاں سر حال، اور سر بخدا، جب دل چاہے ایک سجدہ ہے اختیار رہتا تھا () ہو جائے۔ دعا کی، اور کچھ پڑھنے کی اور سچھ پڑھنے کی اور شیع کو تبدلانے کی چندال ضرورت نہیں ہے۔ سجدہ ہو، دل تڑپ جائے کہ حالی؛ یہ راست کرے کہ سجدے کا موقع صلا، سجدے کی حقیقت کو جانوا، سجدے کو سمجھو تاکہ دل پہ چین ہو، دل میں افسوس ایسی کیفیت ہو، اور انسان چلے کر یہ پیشائی خاک پر رکھ دی جائے۔ ممکن ہے کہ دنیا اس کو دلوانہ ہی سمجھے کریں بار بار سجدہ کرتا ہے۔ مگر ان کو کیا معلوم کہ ساجدین کا سردار کون ہے؟ کیا معلوم کہ عابدین کا سردار کون ہے؟ ان کو کیا معلوم کہ سجدہ کرنے کی تحریک اپنے نعمت ہے۔ مقامِ رکوعِ عظیمتِ الہی کا لصوصی ہے مقامِ سجود، علوٰۃ الہی کا لصوصی ہے، دہاں سبحان ربِ العظیم کہہ کر کے آگے بڑھنے، یہاں سبحان ربِ الاعلیٰ کہہ کر صرف کھردیا۔ علوہ ہے علوہ، مالک تیرے پیسے علوہ ہے اور میری پستی کر تو جانتا ہے اور اس طرح مقامِ تضییع میں جب کسی نے سجدہ کیا تو پھر اس کی حقیقت نہ پوچھو۔

آپ کو معلوم ہے کہ پہلا جھگڑا تو اس سجدہ کا ہوا تھا نا، اور پھر رسولؐ کو نیچہ پڑا کہ ما کانَ لی میث علیم بالملائِ الْأَعْلَیِ ارْبَعْتَ صُوفَ (صَلَّی اللّٰہُ عَلٰیْہِ وَاٰلِہٖہِ وَسَلَّمَ) میں نہیں جانتا تھا کہ ملا و اعلیٰ میں کیا ہے کامہ تھا۔ مجھے وحی آئی کہ **إِنَّ حَالِيَّ إِنْ شَرِّاً قِيمُ طَيْبٍ فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَلَفَخْتُهُ فَيُبَوِّ**

بِسْمِ رَبِّ الْجِنَّاتِ فَتَعَوَّذُ اللَّهُ سَمِيعُ الْمُسْأَلَاتِ ۝ (سورہ ص ۲۰)

میں ایک بشر کو مٹی سے بنار بابوں اور جب میں اس میں اپنی روح ڈال دوں تو تم سب کے سب اس کے سامنے سجدہ میں گرجا۔

فَسَجَدَ الْمُلَكُوكَةُ مُكَلَّهُ أَجْمَعُونَ ۝ لَا إِلَهَ إِلَّا إِنْدِيلِيْسَ ۝

(سورہ ص آیت ۲۱۔ ۲۲)

ثام ملا کھنے سجدہ کیا اگر اپنیں نے سجدہ نہیں کیا۔

آنکھیں حیات ہی سے انسان کا حیلہ رہا ہے اُس نے سجدہ نہیں کیا اور جب اس سے پوچھا گیا کہ : « مَا مَنْعَذَ أَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقَتْ بِسْمِ اللَّهِ تَعَالَى ۝

(سورہ عص ۵۷)

کس چیز نے تجوہ کو اس کے سامنے منع کیا میں نے اس کو اپنی قدرت کا طریقے بنایا (حقیقی کیا) بتتا۔

اس نے پر جواب نہیں دیا کہ تجوہ کو ایک مان کر دوسرے کو سجدہ کیے کروں بلکہ اُس نے جواب دیا کہ خلائق نے مِنْ نَارٍ وَخَلَقْنَاهُ مِنْ طِينٍ ۝ تجوہ تو نہ کسی خلائق کیا ہے اور اس کو مٹی سے

(سورہ ص ۲۶)

میں نے اپنے آپ کو اس سے بہتر جان کر سجدہ نہیں کیا۔

آواز آکی : « قَاتْرُجُونِشْهَا فَائِنَكَ رَجِنِيرُونْ ۝ (می آیت ۲۰)

نکل جائیاں سے کہ بلا شہر تو رانہ بارگاہ ہے

سجدہ کے باہمیں یہ بھیجا ہتا۔ اور یہ سدید بڑھتا ہی چلا گی۔

بتلانا یہ تھا کہ ایک منزل احترام ہے کہ جہاں ہم ہے چلتے ہیں کہ جہاں جس کسی کے احترام کو ظاہر کرے ادنیا کی پیشائیوں کو وہاں ختم کر دے۔ اور زندگی کی نئے حکم دیا تھا سجدہ کا کسی اور نئے نہیں دیا تھا۔ ہم چلتے ہے نئے سجدہ۔

اس طرح سے چھپکا روزِ اول ہی سے چلا آرہا ہے۔ اور بھر ایک ایک نبی کا پیشہ عارف گیا کہ ہم سجدہ سے کسی بھی ردِ گردان نہیں کر سکتے۔ کبھی نہیں جیسے گئے۔ سجدہ کرنے والوں کو ہم نے دیکھا۔ سجدہ کرنے والی کیلئے توں سے ہم روچاہر ہوئے۔ بہر حال ہم اس مشذل پر آئئے جہاں اقبال کہتے ہیں:

اَنْكَهْ زَيْرِ تَبَغْ كُوْيَدْ لَا إِلَهْ

اَنْكَهْ اَزْ خُلُشْ بِرْوِعْ لَا إِلَهْ

وہ جو نسبت کے نیچے لَا إِلَهْ کہے اور وہ جس کے خون سے لَا إِلَهْ نہ مانائے

لَا إِلَهْ کا غواص کے خون سے ہو۔

بھر کہتے ہیں: اُنکہ بخششیہ لقیناں رالیفیں

اُنکہ لرزو از بحود او ز میں

وہ بے لقینوں کو لقین دینے والا ہے وہ جس کے سجدے سے نہیں

کافی گئی۔ میر ترقی میر نے دفترِ حیاتِ میں کس شان سے گفتگو کی ہے کہا کہ:

شیخ پڑے خوابِ حرم میں پہلوں دو گانہ پڑتے رہیں

سجدہ ایک اُس تباخ تلے کا ان سے ہو تو سلام کریں

تو یہ ہے وہ سجدہ کے کامِ عامِ جہاں صبحِ معنی میں بندگی کا ادب سکھلا یا گیا جہاں

پہنچلا یا گیا رازِ صفات کیا ہے۔

بہر حال اگر ذہن میں رہے اور پیغام کی حفاظت کی جائے تو ترب پ کر ایک

سکھا سجدہ حالتِ انتظار میں کر لیا جائے۔ صرف ایک سجدہ۔

پہلی آسانی وحی: اَقْرَأْ يَا سَمِّ رَبِّكَ الْذِي خَلَقَ: اور آخری

آخری سجدہ اس سورے کی جس پر سجدہ و احبابِ موجودات ہے جہاں کہا گیا کہ یہ انسان پاٹی

کہا گیا ہے: كَلَّا إِنَّ الْإِنْسَانَ لَيَعْلَمُ أَنَّ رَبَّهُ أَشْتَغَنَى ۚ

جب انسان کا پیٹ بھر جاتا ہے تو وہ بخاوت کرتا ہے:

كَلَّا لَيْنَ لَكُمْ نَعْلَمُ مَا تَحْكُمُونَ وَلَكُمْ نَسْفًا مَا تَنْهَا

یعنی تو ہے کہ اگر یہ باز نہ آئے کہ تو ہم اس کو پیشائی کے بالوں سے پکڑ کر
یہ سمجھے "نَاصِيَةٌ كَذَبَةٌ خَاطِئَةٌ"

(اس پیشائی سے جو جھوٹ اور خطاكار ہے)

"فَلَيَدْعُ نَادِيَهُ لَا "سَتْلِعُ الرَّازِيَهُ لَا" (سورہ علق

وہ اپنے روستوں کو پکارے، ہم بھی جہنم کے شعلوں کو آواز دیں
لَا تُطْعِهُ : خبردار ! اس کی اطاعت نہ کرنا۔

آخر کے قول لفظ راس آیت کے، اگر میں پڑھتا ہوں تو سجدہ و ایجہ ہو جائے
گا۔ صرف اس کے ترجیح پر اکتفا کرتا ہوں۔ کہ: "خبردار ! اس کی اطاعت
کرنا، سجدہ کر کے مجھ سے تقرب حاصل کر رمحوں سے مل جا۔

پیغمبر کو دھی میں یہ نسخہ بستلایا جسین نے آخری سال سے تک،
پیش کیا یعنی اطاعت نہیں کریں گے بلکہ تقرب ہے کے لیے سجدہ "کلَّا لَا تُطْعِهُ
خبردار ! اس کی اطاعت نہ کرنا، سجدہ کرنا اور قرب پا لینا، اور اس شان سے کوئی
سجدہ کرنے والا، یا جہاں کائنات لرز جائے۔ ایسا سجدہ۔

مسجدے کی تیاری کے لیے قیام ختم ہوا، رکوع ختم ہوا، سجھے کئے
تیاری کے لیے کائنات کو چھوڑ رہا ہے۔ بھی نہیں، بھائی نہیں، بھتیجی نہیں، بھلنجے
نہیں، اب گھر نہیں، اہل حرم نہیں۔ نہیں نہیں بلکہ میں بھی نہیں۔ اب میں اور میرا
معبوود۔ یہ بھی سجدے کی منزل ہے۔ یہ سجدے کا مقام، کس شان میں سجدہ
حسین کو منتظر ہے کس شان سے سجدہ میرے آقا و مولا حسین کو منتظر ہے۔ یہ پیغمبر کا
نام ہے۔ اس نے بہت نانا کو بھی سجدے میں دیکھا ہے۔ بہت نزدیک سے دیکھا ہے

کامنے پر سوار ہو کر دیکھا ہے جسین کو معلوم ہے سجدے کا اخلاص اور اخلاص بندگی کیا،
وہ سجدے کی تیاری میں سب کچھ چھوڑ کر چکے: اور آوازی: یا زینت یا ام کلثوم
یا رقیہ یا سکیشہ علیکم میں السلام۔ تم سب پر میر اسلام، سب کو
رضخت کیا، سوار ہوئے، مقل میں آئے۔ اسے وہ دسوی محرم کی نمازِ غصر، نمازِ ظہرا
وقت ختم ہو چکا، غصر کی تیاری ہے۔ جسین آخری سجدے کے لیے بے جین ہیں۔ کچھ درلو
صلی کیا، خوب لڑے فارغ خبر کا لال تھا، یکے نہ لٹاتا۔ ایک مرتبہ لاش پہنچنے کی وجہ
تم نے نہ دیکھی جنگ پورے کی پور کی جاں!

اس کے بعد تواریخ کو روک لیا۔ زخمی ہوتے چلے گئے: ندا بحاج کی گردان میں باعثہِ فال
کربلا کے میدان میں کون بن کرے اکون فرماد کے۔ خواہ کی بیٹی جنگی ہر فی
کہہ رہی تھی کہ: زینتِ نکل! کبھی کہہ رہی تھی کہ:

جنگل سے آئی فاطمہ زہرا کی پر صدا
امت نے بھو کو لوٹ لیا، دامد

اس وقت کون حق رفاقت کرے ادا
ہے ہے یہ ظلم اور دو عالم کا مفتادا

اُسیں سوہیں زخم تین چاک چاک پر
زینتِ نکل! حسین تڑپڑے خاک پر

لے ارضی کربلا میرا بچتہ ہے بے گناہ
اے دشمن! نبتو امیرا بچتہ ہے بے گناہ

لے نہ عذر! میرا بچتہ ہے بے گناہ
لے دہر بے دفا میرا بچتہ ہے بے گناہ

لگھرا ہے خالموں نے میرے نورِ عین کو
لے دو الغفار بچتہ ہے میں لوں گی حسین کو

حسین ابن علی پشتِ دواخراج پر جگ رہے تھے۔ ددھا تو کافی نہ
ہوئے لکھے زمین کے۔ ایسے میں حسین ابن علی زمین پڑا کے۔ اور آتے ہی وعدہ طفل
یاد آیا۔ انہیاں کی سیرت تھی۔ وہ وارثِ آدم تھے۔ وارثِ نوح و ابراہیم تھے۔ وہ
وارثِ موئی و عیسیٰ تھے۔ وہ وارثِ محمد تھے، وہ وارثِ علی تھے۔ گرتے ہی سجدہ کیا۔
یہی سجدہ ہے جسے اقبال نے بھی ذکر کیا۔ یہی سجدہ ہے جسے صاری شعراء زمینی ذکر کا
یہی سجدہ ہے کہ جلتی رست پر پیشان کو رکھ کر آواز دی۔ "رَضَا بِعَصْنَامَ وَتَسْلِيَّا
لَا مُرْدَةَ" ۱۰ میں تیری قضا پر راضی ہوں اور تیرے امر کو سلیم کرتا ہوں۔ وَصَبَرَا
حَسْنَى بَلَاقْدَقَ اور تیرے امتحان پر صبر کرتا ہوں۔ لَا مَعْبُودَ بِسَوَالٍ ۱۱ تیرے
سواؤ کوئی معبد نہیں ہے۔ يَا عَيَّاتَ الْمُسْتَغْيَثِينَ۔ اور آخری سجدہ میں ایک
دعائی اور عجیب دعا کی کہ: پر در دگارا! میں نے اپنے وحدتے کو پورا کیا۔ اب
تو اپنے وحدتے کو پورا کر۔ ۱۲

مسجدہ ختم ہوا۔ سرخاں اٹھایا گیا۔ کہ جا کے میدان میں شام ہونی ہے اُنے
شام غریبان ایسے موقع پر ہن بھی آئیں، سماں کو سلام کیا۔ رخصت ہو گئیں لمحہ سکریں،
کہہ جی پتھیں کے۔ میں رات کو متعال میں چلی آؤں گی پا یا

جب خیکھے چل پچکے تو زیر شب نے پھوٹ کو گفتا شروع کیا تو دیکھا کہ سکن
نہیں ہے۔ ایک مرتبہ جلد ہوئے خیوں میں ڈھونڈ لی رہی۔ عالمہ بخاری سے پوچھا ہم کھونم
سے پوچھا۔ ایک ایک بی بندے سے پوچھا بعد کیتئے تو نہیں ہے۔

کسی نے جواب نہیں دیا۔ سہ طرف آواز دی۔ سہ طرف ڈھونڈتے ہوئے
بھریا۔ جب کہیں سے کوئی جواب نہ آیا، تو دریا کی طرف گئیں، آواز دی۔ ہماری
سکنی نہیں ہے۔

کوئی جواب نہیں آیا۔ چلمی کی جلدی قتل کاہ میں آئیں۔ کہا۔ بھائی ایسا

سکینہ یہاں آئی ہے؟
آوازِ آئی زینب! آہستہ بولو، سکینہِ ابھی ابھی مسوی ہے۔ سکینہ
بینے پر صورتی ہے۔
زینب نے جا کر سکینہ کا بازو تھاما اور کہا۔ انھوں نے اس طرح سے
راون کو کوئی لگھڑا چھوڑ کر نہیں جاتا۔
کہا۔ پھری آس! میرے بیانِ ابھی تو ایکسے صورت ہے ہیں، ان کو تھا نہیں
چھوڑ دیں گی۔

اللَّهُ أَعْلَمُ عَلَى الظَّالِمِينَ • • •

لِقَنْ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
 فَسْتَكْبِرُ حَمْدٌ لِرَبِّكَ وَكُنْ فِيْنَ السَّاجِدِينَ
 وَلَا يَعْبُدُ رَبِّكَ فَسَعْتَى يَا تَبَّاكَ الْيَقِيْنُ

(سورة الحجر آیت ۹۹، ۹۸)

سورہ حجر کلامِ مجید کا پندرہواں سورہ ہے۔ یہ سورے کی آخری آیتیں ہیں اور آخری آیت کا آخری لفظ میرا موصوع ہے یعنی "لِقَنْ"۔
 عبادت کا کمالِ سجدہ ہے اور سجدہ اس طرح سے مسلسل رہے "اس طرح
 سے با خلوص رہے اور عبادت کی اس طرح سے مرد جن جائے
 ارشاد ہوتا ہے" اتنی عبادت کرانے رب کی "یہاں تک کہ تجھے یقین
 حاصل ہو جائے"۔

"پھر ذہنِ میدار کیجیے"۔ اپنے رب کے نام کی تسبیح کر، اور سجدہ کرنے والوں
 میں سے ہو جا۔ اور اپنے رب کی اتنی احاطت کر، اتنی عبادت کر کہ تجھے یقین آجائے۔
 یقین کی منزلِ عالم کا وہ کمال ہے جہاں غیب، شہود سے بدل جائے۔

جہاں غیب، غیب نہ رہے حضور بن جائے، اب اگر علم پر مشاہدہ دنیا میں عطا کردے تو وہ یقین اور اگر موت اس مشاہدہ کو ہیا کرے تو وہ موت یقین ہے اس لئے تفسیر میں یقین کے دلوں معنی یہ گئے ہیں۔ کہ اتنی عبادت کر کہ علم مشاہدہ کی منزل پر آجائے یا موت آہلے۔ اس لئے کہ موت قفس کے دروانے کو محول دیتے روح کو آزاد کر دیتے ہیں، ماورائے حجاب اہشیار کو سامنے لا تی ہے اور انسان کو ہر شے سے آگاہ کر دیتے ہیں سے وہ یہاں بے خبر تھا۔

اتنی عبادت کر کہ یقین آجائے۔ یقین بڑی دولت ہے۔ یعنی اگر یقین کو سمجھنا ہو، تو خدا کو سمجھو، کہ شک کیلے ہے۔ عنوان کی اہمیت کا اندازہ آپ اس سے لگاسکتے ہیں کہ کتابِ الہی قانونِ ربائی، کہ جو سماں سے یہے قیامت تک دستورِ حیات ہے۔ وہ اس طرح سے شروع نہیں ہوتا، کہ یہ رحمت کی کتاب ہے۔ یا یہ علم کی کتاب ہے یہ معرفت کی کتاب ہے۔ یہ حکمت کی کتاب ہے۔ بلکہ شروع کیا یا اتم ہے اس کتاب کو اس طرح سے "ذلیلُ الْحَیَّ لَا رَبَّ لَهُ فِیْهِ شَفِیْعٌ" یہ وہ کتاب ہے جس میں شک نہیں ہے۔ ریب نہیں ہے۔

آپ نے دیکھا اس کی اہمیت کو۔ ۹۱ اور عجیب بات یہ ہے، اکر قرآن کا یہ دوسرا سورہ، سورہ یقرہ جو سورہ حمد کے بعد ہی شروع ہوتی ہے اس کا جواب بدال حستے وہ صاحبانِ ایمان کی تعریف ہی ہے۔ اس کے بعد کافروں کی تعریف ہے۔ اس کے بعد ان لوگوں کی تعریف ہے جو کبھی کفار کے پاس جاتے ہیں۔ کبھی مسلمانوں کے پاس جاتے ہیں اور چاہتے یہ ہیں کہ کبھی ان کی بائیں نہیں کبھی ان کی باتیں نہیں۔ تو شروعِ انسانی کی تفہیم کی لگتی ہے۔ آغازِ قرآن میں مگر جب ہر منین کا تذکرہ کیا، اور کہا ہے

"لَا رَبَّ لَهُ فِیْهِ شَفِیْعٌ لِّلْمُسْتَقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ

بِالْغَيْفَ وَلَقِيَمُونَ الظَّلَوَةَ وَمِمَّا سَرَّهُمْ يُنْفَعُونَ لَا
كُلُّ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنزَلَ إِلَيْهِ وَمَا أُنزَلَ
مِنْ قَبْلِكَ هُمْ أُولَئِنَّا وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوْقَنُونَ ۝

ہی لوگ ہیں جن کے لیے یہ کتاب برائیت بن کر آئی ہے جو غیر پر
ایمان رکھتے ہیں۔ نماز کا قیام ان کا فرض ہے اور پھر جو کچھ رزق ہم نے دیا ہے اس
میں اتفاق کرتے ہیں۔ یہ رہ لوگ ہیں جو ایمان لاتے ہیں۔ جو کچھ تجوہ پر نماز ہوا جو ہے
قبل ہم نے نماز کیا۔ اور اب آیت یہاں پر ختم ہوئی۔ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوْقَنُونَ ۝
اس بحث میں پر، انعام کا درپر، آخرت پر، نسبت پر، انتہا پر نظر نہیں لیتیں ہے۔
اب آپ نے دیکھا کہ کلامِ معربانی کا آغاز ہی یہ ہے کہ شک نہیں، اس کتاب
پر اور ایمان کا کال یہ ہے کہ یقین کی منزل پر پہنچنے تو سجدے کے بعد جو منزل حاصل ہوتی
ہے۔ وہ مجری یقین کچھ نہیں۔ اب اس طرح سے آپ ملاحظہ کرائیں گے تو قرآنِ کریم میں مختلف
مقامات پر یقین سے گفتگو کی گئی ہے۔ کہیں یعنی یقین پر گفتگو ہے۔ کسی مقام پر یہ
بنتلا یا کہ کس طرح سے انسان مذاہل یقین کو طے کرتا ہے۔

محضر سے وقت میں ایک فردا ساجائزہ لینا چاہتا ہوں۔ قرآن کو بیان کے
ملا کر قرآن نے ۲۷ مقامات پر یقین پر گفتگو کی ہے۔ اور اس طرح سے کلامِ معصوم نے
جو مراحت کی ہے اس کو بھی پیش کرنا چاہتا ہوں۔

ارشاد فرماتے ہیں، سنو! وہ یہ ہے! کہ: عالم اور یقین یہ بڑی دلشیں
ہیں۔ اور اس طرح کی دلشیں ہیں کہ اِذَا عَلِمْتُمُ فَاعْمَلُو (اگر علم ہے تو عمل کرو)
کو اِذَا أَتَيْتُمُ اِقْدَامًا (اگر یقین ہے تو اقدام کرو) یہ علم اور یقین کی
منزل ہے۔ ” لَا تَجْعَلُوا عِلْمَكُمْ جَهَلًا وَلَقِيَتُكُمْ شَكًا ۔“
خبردار اپنے علم کو جعل ہے نہ بلو۔ اور اپنے یقین کو شک ہیں تبدیل نہ کرو

علم اپنی منزل پر ہے۔ علم کی خدشک نہیں۔ علم کی خدشک ہے یقین کی خدشک ہے اور جہاں شک آجائے اور شک پر شک آئے اور مسل شک کئے تو پھر وہ بیمار نہ ہے۔ دل کی بیداری ہے، روح کی بیداری ہے۔

جسم کی چھوٹی حالتیں سیں۔ جسم خواہید ہے یا بیدار، جسم مُرد ہے یا زندگی۔ جسم صحت ہند ہے یا بیمار۔

با مکمل اسی طرح روح کی چھوٹی حالتیں ہیں۔ روح کی زندگی علم ہے۔ موت جعل ہے، روح کے لیے خیر غفت ہے۔ روح کے لیے بیداری انتباہ ہے، تبیرہ کرتے ہاند ہے کہ ہاں ہوشیار۔ اور روح کی بیماری شک ہے، روح کی صحت یقین ہے، صحتِ روح یقین، اور جب انسان کو یہ دولت مل جائے ہے تو روح اپنی صحت کے ساتھ قلب کی بیماریوں کو روک کر کے، اپنے آپ کو معرفت کی راہوں میں پاتا ہے ارشاد فرمایا کہ ایمان کے لیے لازم ہے کہ صبر و یقین، عدل و جہاد، یقین کی خارجی حالتیں۔ ایک تبصرة الفتنۃ، یعنی زمینکی میں ڈوبنا ہوا، عقولندی پی عقلنری پوچھن کی پہلی حالت۔ روسی حالت تاؤل الحکمة۔ حب عقولندی میں ڈوب جائے تو حکمت کے بوئی لائے۔ تیسرا حالت تبصرة الموعظۃ، کہ مرارہ دنیا کو دریگتا جائے اور عبرت مال کرتا جائے۔ صاحب یقین عبرت حاصل کرتا جائے۔ چونکہ ست ما فیتین جانے والوں پر نظر رہے کہ ان کے یقین کا کیا عالم ہے۔ اسیلے کہ ہمارا مستقبل ہمارے مااضی سے کٹا ہوا نہیں ہے۔ مااضی سے کٹ کے جی نہیں سکتے ہیں۔ ہم اپنے یقین کو اسی یقین سے مانا چلے ہے ہیں۔

”اگر حباب لئے آسمانی عیری آنکھوں کے سامنے ہے ہٹا دیے جائیں تو یقین کی منزل سے ہم ہیں گے میں نہیں۔ جو یقین میرا اس وقت ہے اس سے کٹ جے نہیں بڑھے گا۔ تو یہے ما فیتین کا تذکرہ۔“

بیٹے کو وصیت کی یعنی امام حسن عسکریؑ کو صوفیین سے والپسی پر
وصیت نہ لکھا، اس میں ~~اللہ~~ الہ نہ تھا ہی۔

وہ بیٹا! اپنے دل کی زندگی چھپتے ہو تو ہبھٹہ، اس دل کو نصیحت کرتے رہے
اور شریک یا تیس سناؤ کرو سے گوشہ نشین رکھو، اس کو کسی ایک مقام
پر نہ کون سے رہنے دو۔ دل کو زورِ حکمت دو اور اس کو یقین سے قوتِ عطا کرو،
دیکھا آپ نے: دل کی قوت یقین ہے۔ روح کی صحت یقین ہے۔

علیہم السلام یقین ہے، فیض کو شہود ہی بدلنا یقین ہی سے ممکن ہے اور یہ اس طرح سے
نہیں آتا کہ انسان فلسفیانہ افکار میں اپنے آپ کو مبتلا کر کے یقین کو دھونڈ سے نہیں۔
یقین کا تاب ہے کہ اپنے رب کی اُتھی عبادت کر کر یقین آجائے۔ اگر تھوڑی سی توجہ اور
دی مدد، اس بیان پر توارث ادا ہے:

وَعَلِمَ مَعْرِفَتِ الرَّحْمَنِ كَامِارَ كَجْوِ مَسَأَلٍ پِرْهَبَهُ۔ عَارِفُونَ كَيْ بَاتِينَ
عَارِفُونَ كَيْ نَذْلَكَ مِنْ أَصْوَالِنَ پِرْ قَائِمُونَ ہے۔ یا خوف ہے یا امید پر

یا محبت پر۔
عَارِفُونَ كَيْ بَاتِينَ مِنْ امْرِ رَبِّكَ: یا خوف ہے یا امید کے
یا محبت ہے۔

پھر ارشاد فرمایا، خوف نہیں پیدا ہو تا جب تک کہ علم نہ ہو۔ اس دلیلے
”قرآن نے کہہ دیا۔“ اللہ سے درستے والے وہی ہیں جو صاحبانِ علم ہیں
خوف ضروری ہے انسان کے دل میں، ”اللہ کے لیے یہ خوف ہو، اور
خوف پیدا نہیں ہو تا جب تک علم نہ ہو۔“

اور اس کے بعد ارشاد ہوا، ”امید نہیں کیسے ہے؟“ گریتین نہ ہو تو کوئی
امید نہ ہے یا نہ سچے جس کی ذات میں یقین ہو تا سبے اسکے امیدیں بھی

والبستہ ہوتی ہیں، جس کی ذات پر یقین نہیں ہوتا اُس سے امید ہیں والبستہ نہیں جو تو اس سے یہے کہ لازم ہے امید کا طلب اور طلب کسی الیسے سے نہ ہو کہ جو خالی ہاتھ لوٹا مارے یہ س مقام پر شاقب الحسنی مرحوم نے کہا تھا۔

فے صدائے دل مگر لغتش پر قدم کو دیکھ کر

ایسے بھی درہ ہی بھی جن پر کوئی سائل نہ تھا

تو امید وہی ہے کہ جہاں انسان اپنی طلب کے لیے آگئے بڑھے اور طلب اسی وقت لٹکنے ہے کہ جہاں انسان کو یقین آ جائے کہ جس سے مانگ رہا ہوں اُس میں صلاحیت بھی ہے۔

اس لیے فرمایا کہ ”پانے رب کی عبادت کرو، رب ہے بڑھ کر کون ہے؟“
یہاں تک کہ تجھے یقین آ جائے، تاکہ رجا معموریتی سے ہو، طلب اُسی کی پار کاوسے ہو،
سو آپ نے دیکھا، یہ خوف ہے! یہ رجاء ہے کہ جہاں انسان اپنے آپ
کو عارفین میں شامل کرتا ہے۔

”یسری منزل“ خوف فرعی علم ہے، رجاء، فرع یقین ہے، محبت
فرعی معرفت ہے۔ معرفت نہیں تو محبت نہیں۔ یقین نہیں تو امید نہیں، علم نہیں تو خوف خدا نہیں۔

تو یہ منزل ہے یقین کی کہ جہاں انسان پانے آپ کو ایک ایسی راہ پر
پا لسکے کہ جہاں اگر یہ یقین صٹ جائے تو پھر سامنا ہے شک کا اور شک کی حالت یہ
ہے کہ اس میں تما روکی ہے، تردد ہے، ہول ہے، فرار ہے۔ یہ چار بائیں۔

تماری ”یعنی“ بیکار ہے موقع نبے محل گفت و شنبید۔ شک اگر ہے
تو بائیں ہی بائیں ہی۔ دوسرا، اگر شک نہ ہے تو ہر ان ہول ہے۔

دیکھیے! اول لفظ خوف استعمال کیا، یہاں لفظ ہوں استعمال

کیا۔ خوت کیجاو دوسرے، ہول کچھ اور سے۔ محبت کی منزل پر خوف ہے اور جہاں انسان اپنی جان کی حفاظت کے لیے دن رات پریشان ہوا وہ ہول ہے خوت نہیں۔ انسان اپنی جان کی حفاظت کے لیے دن رات پریشان ہوا وہ ہول ہے خوت نہیں۔ ہول سے تماری ہے اس کا لازمی نیجہ تردید ہے۔ آگئے بڑھوں، نہ بڑھوں۔ پچھے ہٹوں کریاں چاؤں؟ جہاں شک پیدا ہوا، تردید پیدا ہوا۔ جہاں تردید آیا نیجہ یہ کہ حق کی راہ میں آئے پڑھنا ممکن نہیں بجز فرار کے، جہاں فرار پاؤ تو سمجھو کہ لقین مٹ گیا۔ جہاں حق سے فرار ہے سمجھو کہ لقین نہیں ہے۔

آپ نے چب ان منازل کو طے کیا تو یقیناً آپ کو علم ہو چکا ہوا گا کہ اب یا کو اثر نے یقین کی دولت ہٹا لک اور اس منزل پر چوقابیں ذکر دولت ہے جس کو قرآن مجید نے بہت ہی خاص انداز میں بیان کیا ہے:

وَدَّ هُمْ نَعَمَّا إِبْرَاهِيمَ كُو زَمِينَ وَرَأَ سَمَانَ كَهْوَلَهْ لَهَمَادَهْ سَلَّا يَا، كَنْطَرُولْ بَلَلَادِيَا، اَرْتِبَاطْ بَسَطَادِيَا، هَكَائِنَاتَ کَا تَعْلَقَ بَاهِي سَبَلَلَا يَا اُورَيْه سَبَلَلَا يَا کہ اس کا ارتباط و اقتدار اس کے مَحْمُومِ ہے۔ نقطہ اس لیے کہ ابراہیم کے دل میں یقین پیدا ہو۔ نبی اولو العزائم اشیخ الانبیاء، صاحب شریعت، خلعت و درع، ثبوت، ورسالت و امامت کی منزل پر فائز ہیں جن کے لیے خطاب ان کے لیے ارشاد ہوا:

”ہم نے ابراہیم کو آسمان و زمین کے ملکوت دکھانیئے تاکہ وہ یقین کی منزل پر آجائے یاں یقین موت نہیں ہے۔ بلکہ قلب ابراہیم میں وہ صحت درج پیدا ہو جائے کہ ادازہ ہو سب کا مالک نہیں ہے۔ اب اگر خروج ہے کہ کہتے ہیں اس کا مکان بناؤ، چہار دیواری بناؤ۔ اس میں گگن سمجھو، اس کو آگ میں ڈال دو۔ تو یقین ابراہیم منزل نہیں ہوتا جس کو یقین ہوتا ہے وہی آگ میں جا کر محفوظ رہ سکتا ہے۔

خروج نے حکم دیا۔ اس کو آگ میں ڈال دو۔

اور پھر یاں یقین کا یہ عالم کہ جیسا یہ کہا گیا کہ حقیقت میں یقین جان قابل

ہر شیئن ہے کہ وہ روحِ خلیل ہے اُگل میں بیٹھنے والا ہے۔ اُسے علوم ہے کہ وہ
نے ملکوتِ سماءاتِ والارض کو دیکھا ہے۔

اُگل اُس نے جدائی ہے کہ نہ درل اُس کلبے ہو لے اس کا ہے آوازا
سے آتی ہے۔ تو یقین مثلِ خدیلِ آتشِ شیئن ہے۔ اور یقین مثلِ خدیلِ آتشِ شیئن
یقینِ ارشادی، اخود گزینی، ایک کیون ہے، ایک مستی ہے، ایک سر در یہ یقین
جس کا اندازہ فہمی کر سکتا ہے جس کو اللہ نے یہ دولت دیا ہے۔

شنا لے تہذیبِ حاضر کے گرفتار! ”نلامی سے ہے بدتر بے یقینی
ظاہر ہے کہ وہ کون سلمان ہے جس نے صحیح سے شام تک ایک آدمی
کسی سے یہ نہ سُٹا ہوا جس کو یہ آواز نہ پہنچائی جاتی ہو، اقبال کے“
وَ يَقِينُ حِكْمَمْ، عَملٌ يَهِيمْ، حِجَّتٌ فَاتِحَ عَالَمْ ۝

یقینِ حکم نہ ہو تو عمل کس کام کا، اسی منزلِ یقین پر حب ابراہیم کو وہ کہ
خطا ہوا کہ اُگل کی طرف چلے اور ملکوتِ سماءاتِ والارض کو دیکھ کر اس کا یقین کر لے
کہا جبریل ہبٹ جاؤ امیرِ اخالی تم سے بہتر جانتا ہے کہ وہ کب میری مدد کرے۔
رب نے حکم دیا، اے اُگل! مُخْتَدِی اہو جا پسلاخت رکھا بر اہمی،
اب میں جا رہا ہوں لپٹنے رب کی طرف، اب وہی میری ہدایت کرے کہ
ابراہیم! تھارا رب کہاں خسین ہے؟

پیشیں مشریق میں آپ کی معرفتِ ملب نگاہوں اور دلوں کے لیے۔ یہ
مزید روشنی دیتا کرتے ہیں: اِنِّی ذَاهِبٌ میں جا رہا ہوں رب کی طرف۔ لے
جہاں ہوں وہیں ہوں۔ مگر سفر کمالِ انسانیت کی منازل کے کر رہا ہوں۔ خیر کمالِ بشر
آنکے بُرہ رہا ہوں، اور وہیں ہوں مجھے حرکت کرنے کی فروخت نہیں ہے۔ قدمِ اُنمٹا
رکھنا نہیں ہے۔ میشو اور سفر کرو اپنی جگہ پر رہو اور ترقی کرو۔

پروردگار ! تیری طرف آ رہا ہوں۔

اب ایک بیٹا آتھے۔ آپ فرماتے ہیں یقین کا عالم ہے یقین
نہ دل یقین ہیں، اب ہم منعیت ہیں اور اولاد نہیں ہے، ابراہیم کی بیوی ضعیفہ ہیں
اور اولاد نہیں ہے، مگر جانتے ہیں یقین اُس پر ہے پروردگار ! مجھے ایک بیٹا عطا کر
کر۔ ہملاشم : اشر کی طرف جانے میں اور بیٹے کے لیے دعا میں کیا ربط ہے ؟ میں
جہاں پہنچ پانے رب کی طرف۔ مجھے بیٹا تو عطا کرنا کہ میرے یقین کا اور محیی استحان موجود
ب اس صریل پڑ رکتا ہوں۔ امیر المؤمنین یقین کی تعریف فرماتے ہیں۔

وہ اسلام تسیم ہے یہ تسیم یقین ہے یقین نام ہے تصدیق کا
وہ تصدیق اعتراف ہے اعتراف فرض کی بجا آوری ہے اور فرض کی
بجا آوری عمل کو کہتے ہیں۔

تو اسلام نہیں ہے کہ گز تسیم، تسیم نہیں ہے مگر یقین۔ اور جہاں یقین آیا۔ تصدیق کی۔
جہاں یقین نہیں آیا تصدیق نہیں کی گئی۔

اس لیے کہا گیا ہے کہ عقل کو جو بہترین دولت دی گئی ہے وہ یقین کی دللت
ہے یعنی اس کا کام یہ ہے کہ وہ یقین کے ساتھ ہے پہچانے کہ اشریف کون بول رہا ہے
اُنہیں کی تصدیق کرے اور اشریف چھوٹ کون بول رہا ہے اور نکذیب کرے۔ تصدیق و
نکذیب عقل کا کام ہے اور یا اسی وقت ممکن ہے جبکہ یقیناً ہو۔

اسلام نہیں ہے مگر یقین۔ صحیح سے شام تک کوئی "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ"
ہزاروں مرتبہ کہہ جائے مگر یقین نہ ہوتا۔ اور صحیح سے شام تک کوئی "مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ"
اٹھوں کہہ جائے اور اگر یقین نہ ہوتا کیا ہو گا۔ ایک مرتبہ کوئی یقین سے کہہ دے تو وہ
ہزاروں مرتبہ کی یہ یقینی کے عالم میں کہنے سے بہتر ہے۔
اس لیے ارشاد فرمایا جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے:

”عَمَلُ الْقَلِيلِ بِالْيَقِينِ خَيْرٌ مِنْ كُثُرِ الْعَملِ بِالْيَقِينِ“
) یقین کے ساتھ عمل قليل کا نجام دینا اُس کثیر عمل سے کہیں
 بہتر ہے جو بے یقینی کے عالم میں کیا جائے۔)

”عِبَادَةُ كَرْنَےِ كَاشُوقَ اگر شک کے ساتھ ہے پر یقینی
 کے ساتھ ہے تو اس سے یقین کے عالم میں سوچانا
 بہتر ہے۔“

بے یقینی کی عبادت نہ قوام شک کو پسند ہے، نہ فرشتے اس عبادت کو
 قبول کر کے جلتے ہیں اور نہ اپنی امور کو یہ عبادت پسند ہے مگر ان کی امتشروں کی رہ
 بے یقینی میں عبادت کی گئی۔

نیم یقین ہے تو مجھے ایک بیٹا عطا کر۔

بیٹا عطا ہوا ارجمند یہ بچہ پنے باپ کے ساتھ جتنے بھرنے کے قابل
 ہو گیا تو اس سے کہا۔ ”بیٹے ہم دیکھ رہا ہوں خواب میں کہ میں تم کو ذمہ کر رہا ہوں
 تھاری کیا رہے؟“

باپ نے خواب کا ذکر کیا بیٹے سے رائے پوچھی۔ باپ ہر تو ایسا ہوا وہ
 بیٹا ہو تو ایسا ہو۔ یہ ابراہیم کے لھرانے کی دولت یقین کہ جہاں بیٹے نے بے اختیار (فردا)
 بابا! بھال لیئے، جو حکم آپ کو ملا ہے۔

بیٹے نے یہ نہیں کہا کہ آپ نے خواب دیکھا ہے۔ بیٹا خواب کو حکم الہی سمجھ
 رہا ہے۔ کہا ہے کہ ”انشاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔ آپ حکم
 تو بھالائیں۔“

باپ کے یقین کا یہ عالم کر خواب کو حکم الہی جانے۔ اور بیٹا جتنے
 خواب نہیں دیکھا، باپ کی زبان سے سُن رہا ہے، باپ پر اتنا یقین کہ میرا بیٹا غلطی نہیں

گر سکتا۔ ذبح کی منزل پر کئے۔ یہ وہ منزل تھی جب دونوں نے تسلیم کیا۔

” التسلیم هو اليقین ”

(الرثایار الہی ہرام)

” ہم نے آوارڈی۔ اب تاہم نے خواب کو سچا کر دکھایا۔ ہم سنی کرنے والوں کو یہی صدر دیتے ہیں۔ یہ کھلا امتحان ہے، ہم نے اسے ذبح عظیم سے بدل دیا ہے اور ہم نے چھوڑ دیا اسے آخر زمانے کے لیے۔ سلام بوسماں ابراہیم پر ۔ ”

یقین کی منزل ہے جہاں یا پ خواب میں حکمر پائے اور جنے کو ذبح کرنے پر ماحدہ ہو جائے جیسا انکار نہ کرے اور کہے اپنے آپ عمل کیجیے اس گھرانے سے اگر تمہاری ہس لیقین کی دولت کو آگئے لیکر رہتے ہیں اور اگر اپنے چھوٹے نواسے سے یہ کہتے ہیں کہ ہمیں مجھ سے ہوں تو مجھے اس لیے حیرانی نہیں کہ قرآن نے پہلے ہی کہہ دیا تھا۔ ابراہیم سے قرب رکھنے والا وہ جو ابراہیم پر بیان لائے۔

یہ سبی پاکی سزا بربریں کے بعد آتے ہیں اور ابراہیم کی منیت میں جاتے ہیں لہاؤں ہی سب سے زیادہ قریب ابراہیم سے وہ ہے جو ان پر بیان لائے۔ یا یہ نبی۔ اور یہ نبی کہتا ہے وہ تو مجھ سے ہے اور میں مجھ سے ہوں ۔ ”

دیکھا آپ نے یہ لیقین نسل بعد نسل آیا اس گھرانے میں آیا۔ اب کیا ڈھونڈتے کہ بیان کیا، کیا نہ تھا، اسلام کیا تھا، کیا نہ تھا۔

یہ گھرانہ لیقین کا گھرانہ، صدق و عدالت کا گھرانہ، اور اس گھرانے کے

کیفیت ہی یہ ہے کہ جہاں بے لیقینوں کو لیقین عطا ہو۔

اسی منزل پر بیقرار ہو کر اقبال نے ایک عجیب فصل کیا: ۔

” انکے بخشیدے لیقناں را لیقین ہے، انکے لرزواز سخودِ اوزیں ۔ ”

وہ انسان جو بے لیقینوں کو لیقین عطا کرتا ہے ذیر وہ انسان ہے جس کے سجدہ

سے زمین کا نیتی ہے۔

” لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ كَنْ خوارِكَ سَانَ مِنْ جِبَسِ كَافُونَ بَيْتَ تَوْأَسْ
كَنْ خونَ كَلْ بُونَدَسَ آوازَكَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ . وَ حَسَنَ بَعْ
جوبَلْ يَقِينُوںْ كُولْ يَقِينَ بَخْشَتَابَے . ”

۲۸ مرجب کو مدینے سے نکلے، ہر کارنگ فرندے کے بعد
روضہ رسول پڑائے، ٹیڑے لقین سے آئے اور ایک مرتبہ روضہ رسول کو ہاتھ
میں ہفاما اور آسمان کی طرف سراہما کر کہا:

” پرو رگارا ! یہ تیرے نبی محمدؐ کی قبر سے ہے۔ میں تیرے
نبیؐ کی بیٹی کا بیٹا ہوں۔ اب دیکھیے یقین کا عالم الہی ! وہ
وقت آنچھی ہے جس کا تجوہ کو علم ہے۔ ”

یہ لقین می کی منزل ہے۔ ابن عباس نے حسین سے پوچھا:
مولا ! کہاں جائیں گے ؟
کہا ، عراق جاؤں گا۔

کہا مولا ! دشمن بہت ہی سچے ساتھ ہی۔
فرمایا ، ابن عباس ! حکم الہی ہی سے ہے۔
عرض کیا: بہنوں کو تو چھوڑتے جائیے۔

ناگاہ کسی بی بی کا تحریر دہ محل پڑیا اور آدا زائی۔ ” ابن عباس !
کیا تم بہن کو بھائی سے جُدا کرنا چاہتے ہو ؟ ”
ابن عباس نے مناسب نہیں چانا۔

آپ نے لستی روی۔ ” ابن عباس ! میرے نانا کا حکم ہے:
اس حاصل اپنے پدر گرامی کا حسکم لے رہے ہیں۔
حسین ابن علی کہتے ہیں نانا کا حسکم ہے۔ انہوں نے بھی یہی چاہا

بے کر قم اس کی راہ میں قتل ہو جاؤ

” یقین کی منزل ہے ۔“

منزلوں پر منزلیں بٹے کرتے ہوئے تیسری شعبان کو کوکہ سعظت سے
چاہ، منزل صعلبیہ پر پہنچ چکے۔ بیٹھنے آ کر سلام کیا۔ اور عرض کیا: بابا! میں
نے خواب دیکھا ہے کہ آپ کا بایاں ہاتھ کٹ گیا ہے، اور دایاں ہاتھ بھی کٹ
گیا ہے، آپ کی کریڈٹ نہیں ہے۔

کہا۔ پہنچ ہے۔ وہ قاتم ہیا جو قتل کیے جائیں گے، وہ عبا اس میں
جو اسے جائیں گے، میرے اعز ام قتل کیے جائیں گے۔ میں کریاںک طرف
جاء رہا ہوں۔

آہستہ سے کہا، بابا! وہ آپ کا سیدھا ہاتھ کون ہے؟
حسین ابن علی تیزی سے کھڑے ہوئے علی الکبر کا ہاتھ تھا،
اور میہان کی طرف چلے اور کہا۔ ”علی الکبر! انعامی ماں سن رہی ہیں، بیٹا
آہستہ لولو۔ وہ سیدھا ہاتھ تم ہو میرے لال!“

یقین کی منزل

تو علی الکبر نے برجستہ کہا، بابا! کیا ہم حق پر نہیں ہیں؟

ہم حق پر میں بیٹا۔!

” عرض کیا، جب ہم حق پر نہیں تو ہم کو موت پر ڈر کیا ہے۔“
وہ جس کو یقین کی منزل حاصل ہے، موت سے نہیں ڈرتا، اس
کو تیر و سنان و خجروں شیر نہیں ڈرا سکتے، اس کو شکروں کا ہجوم خالف نہیں
کرتا، اس طرح سے میدان کر لایا میں آئے جو محنی لذ سے لشکر پر شکر آنے لگے جیسیں
کے خیمے دریلے سے ہٹائے گئے، سالویں سے پانی بند ہوا، آٹھویں اور تیسیں کو حسن

شکر دل کی کثرت کی وجہ سے گھرتے چلنے لگئے۔ توں ترمذ کو حسین ابن علیؑ
محصور ہو چکے تھے۔

اللہ! دسویں کا دن آیا قیامت کا دن تھا۔ ابکے لئے یقین نے
۷۲ کے دلوں میں یقین پیدا کر دیا۔ اب سب یقین کے عاملین آگئے بڑت۔
جانئے گئے، بھیجئے گئے، اعزاز میں گئے، احباب گئے، امدادہ برس کا لال گی،
تیسرا برس کا بھائی گیا، اور اب میرے امام اپنے رہ لئے۔ سر سے پاؤں کے
زخم تھے، خیبر میں آئے سب کو خدا حافظ کہا۔ حادثہ جمایہ کا ہوا۔ تھا۔ سر ہمدرک
تلادت کی۔ جیسا نے آنحضرت کو ٹھیک کیا تھا بازار خیبر ہیں۔ پڑھنا، بابا! کیا پڑھنا۔
کے؟ کہا۔ جیسا! سب مارے گئے۔

بخار نے کہا، بابا! مجھے اجازت دی کیے۔

”کہا نہیں بیٹا، نسلِ محمد کو باقی رہتا ہے۔ خدا حافظ کہہ کر چلے۔ جلتے
چلتے یہی سے صرف اتنا کہا کہ عالم بیمار کا خیال رکھنا۔ اور عابدِ جایا تم سب کا خیال
رکھیں گے، مگر زینب بدر عاصہ نہ کرنا۔ یہ کہہ کر ایک مرتبہ خیجے کے قریب آئے گھوڑے
کو آواز دی۔ کوئی بے میری سواری کا لانے والا۔ گھوڑا چل کر آیا۔ بین نے آگئے
ٹڑھ کر رکاب کو تھاما۔ حسین گھوڑے پر آگئے ٹڑھے، خیجے سے آگئے ٹڑھے گھوڑے
نے چلنے سے انکار کر دیا۔

پوچھا، تو گھوڑے نے گروں کو جھکایا۔ دیکھا تو گھوڑے کے پاؤں
میں سکینہ لیتی ہیں۔ اس منزل پر بھی کو رفتہ کیا کہا۔ سکینہ نہ روکی بیٹے۔ شاید کہ
میں پانی لاسکوں۔“

سکینہ نے صرف اتنا کہا: چھا عباش بھی بھی کہہ کر گئے تھے:

حسین نگئے کر بلکے میدان میں شام ہوئی تھی۔ سکینہ دروازے پر کھڑی

رہی، یا باشام اب آئیں گے، اب آئیں گے،
 میرے کوئی بھی اس طرح سے منتظر نہ ہو۔ شام چوگئی۔ یا باز کے
 درود کے بھوپی کے پاس گئیں۔ بھوپی اماں میرے یا باختیں آئے۔
 کہا۔ ”بھی یا باختیں آئے تو بھوپی جاتی ہے۔ بھوپی میدان میں آئیں
 ہر طرف آواز دستی چلیں، میرا بھائی کیا ہے؟
 ایک لاش کے قریب پہنچ کر آواز کئی، ادھر آؤ بھین، ادھر آؤ۔
 بھائی کو خدا حافظ کہا، بھائی نے کہا، جاؤ، اب خیمے میں چاوتیکے
 سے یا سہرا آنا۔ اتھا بھتی تاشہادتِ حسین امتوان تھا۔ قتلِ حسین، اس کے بعد
 ضرورت کیا رہی بھتی۔ شکرِ شام نے کہا، ”دل تو سارے اسیر ہو چکا، خیمے تو جل چکے،
 بختنے طلبی کھل چکے، بی بیاں لٹ چکیں، اب اتنی اجازت اور دی کہ قومِ عرب جس
 کو ذلیل کرتے ہیں، اس کی لاش کو گھوڑوں سے روشنئے ہیں۔ پامال کرتے ہیں۔
 اجازت مل چکی، خُر کا قبیلہ سلمتے آیا ان طواریں بھیج لیں کہا ہے، را
 صڑار اسیرِ قوم تھا، بڑی دلت کی بات ہے اگر اس کا لاش پامال ہو۔ ہم اس کی اجازت
 نہ دیں گے، کہا، اچھا ہے جاؤ، ایک ایک قبیلہ تھا تھا۔ ایک ایک کی لاش کو اُھنا
 کر لے جانا تھا۔ ساری لاشیں اُھو گئیں، مگر کون تھا، دارث اس لاش کو اُھانے
 را لا اگر بلکہ میدان میں۔

رزق

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَالَّذِينَ هَا جَرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ قُتْلُوا أَوْ مَا تُوَلِّ الْبَرْزُقُهُمْ
اللَّهُ رَبُّ الْأَرْضَاتِ وَإِنَّ اللَّهَ لَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ (سورة حج آیت ۷۵)
سورہ حج میں ارشاد میں یہ کہ اور روزگاروں نے اللہ کی راہ پر بھرت کی
پھر تسلی کر دیے گئے۔ اُو مَا تُوَلِّ اَوْ مَا تَوَلَّ اَوْ مَا تَوَلَّ اُو مَا تَوَلَّ اُو مَا تَوَلَّ کے لئے
وہ یہ ہے کہ خداون کو رزقِ حسن عطا کرتا ہے۔ اور یہ سی سان سے وہی اللہ
لَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ۔ ذاتِ واجبِ توبہ ترین رزق دینے والی ذات ہے۔
مسئلہ چونکہ ہماری آپ کی اور مخلوقاتِ عالم کی نعمتی سے والبت
ہے اس لیے التقاضات کے قابل ہے مسئلہ رزق، ذاتِ واجب نے اپنے آپ
کو خَيْرُ الرَّازِقِينَ کہا ہے۔ اور یہاں شادی فرمائی میں رزقِ متین ہوں۔
دیتا ہوں سب کو اور یہ سب بگرانے ہیں۔

سورہ هود میں ارشاد ہوا ۹۴۰۰ مِنْ دَآئِتَهِ فِي الْأَرْضِ
إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا۔ (سورہ هود آیت ۹۴)۔ زمین پر کوئی پہنچے والا اس
نہیں ہے، مگر اسینکہ اس کے رزق کی فہانت ہم نے لے لئے
اور سورہ عکلیوت میں ارشاد ہوا۔ کامیں مِنْ دَآئِتَهِ إِلَّا

تَحْمِلُ رِزْقَهَا مَنْ أَنْتَهُ يَرْزُقُهَا (سورہ عنكبوت آیت ۴۰)

کتنے ہیں زمین پر حسرت کرت کرنے والے کہ جو اپنا رزق اپنے کا اندر ھوں پر لیے ہوئے نہیں پھرتے، بلکہ ہم ان کو رزق عطا کرتے ہیں وہ اپنے کا اندر حصہ پر اپنا رزق لیکے ہوئے نہیں پھرتے۔

تَوَالَّيْ مِنْهُ مِنْ إِعْطَانِي رِزْقَنِي کی ذمہ داری ذات و حب

نے لی ہے۔ کبھی کبھی جب دعوت فکر دے تو آپ کو غور کرنا پڑتا ہے کہ پوری نوع انسانی نفس واحد ہے، مودتے زمین پر کہیں انسان رہے مَا خَلَقُكُمْ لَا
بُعْثَكُمْ إِلَّا كَنْفُسٍ قَدْ أَحْيَدَ قَدْ

(سورہ نفان آیت ۲۸) ”تمہاری خلقت اور تمہاری بعثت، محکما را پیدا کیا جانا، تمہارا اٹھا یا جانا، نفس واحد کی طرح سے ہے“

وجب تم کو پیدا کیا اور زمین میں جگہ دی اُزمیں میں تمہارے رزق

کا نظم کرو دیا۔ اب ساری زمین پر ہتھے بھی بندے جی رہے ہیں، جسی بھی مخلوق بُل رہا ہے۔ زمین میں اتنی سلاحت ہے، زمین میں اتنی استعداد ہے، اتنی قابلیت ہے کہ ان سب جیسے والوں کے لیے وہ سامان رزق فراہم کرے، زمین کو اس قابل بنایا، لیکن اگر زمین پر عمارتی نظم و نسق رکھنے والے اور زمین پر انسانی حکومت کے مختلف منظاہر ہے آپ کو تجارت کے انداز میں اور قیمتیوں کے اترنے اور چڑھنے کی صورت میں غور و فکر کرنے ہوئے کسی جگہ غلکی فسروالی کو دیکھ کر لاکھوں ڈالرین اس سیلے خرچ کریں کرنا فضل عمل جلدی بیجا ہائے، یا فاضل غذا بیکار کر دی جائے، تو میں الشیر پر تو کوئی الزام نہیں آتا، آپ اپنے ہاتھوں رزق تباہ کر رہے ہیں، آپ مجھ سے زیادہ واقعہ ہی کرتے کر دیں والحضرتؐ کیسے جا رہے ہیں کہ غلے کو تباہ کرو، فاضل رزق کو تباہ کرو، اس لیے کہیں بازار بگڑ نہ جائے۔ کہیں قیمت پر اثر نہ آئے۔

اس طرح سے بندے اپنے نکھوں سے عطا کیا ہوا مرق بر باد
مگر ہیں، تو یہ اُس کی رِزاقیت پر تو الزام نہیں گا سکتے۔ یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ اگر وہ
رِزاق ہے تو بندے بھوکے کیوں مرتے ہیں۔ کس کی وجہ سے بندے بھوکے مرتے ہیں؟
تمہارے نظرِ نسم کی وجہ سے ذاتِ واجب پر ان واحد کے لیے عجی شاستہ الزام
نہیں آسکتا کہ اُس نے اپنے بندوں کو کہیں مرق سے محروم رکھا یا بھوکار کھا، صرف یہی
نہیں کہ اس نے صرف معدہ کے لیے رزق بنایا۔ اس نے جس چیز کو خلائق کیا۔ اس کے لیے
جزق بنایا۔ درما غ بنا یا تو دما غ کے لیے رزق الگ ہے، آنکھیں دیں تو آنکھوں کے لیے
رزق الگ ہے، کان بنائے تو کانوں کے لیے رزق الگ ہے، ناک بنائی تو ناک کے
لیے رزق الگ ہے۔ لس پیدا کیا تو قوتِ لاس کا رزق الگ ہے۔ آنکھے ٹڑھکے
عقل دی، تو رزقِ عقل کیجاور ہے۔

ملا حظہ فرمایا! وہ رِزاقِ میں ہے۔ وہ جس چیز کو پیدا کرتا ہے، اس
چیز کو بغیر رزق کے نہیں رکھتا۔ اجھا منتظرِ نکھوں کے لیے رزق ہے، اپنی آور ان
کانوں کے لیے رزق ہے، اجھا ذا الفریان کے لیے رزق ہے۔ حکمت کی باتیں عفتل
کے لیے رزق ہیں۔ اور اس طرح سے ذاتِ واجب نے کسی کو بغیر رزق نہیں رکھا۔

وہ خَيْرُ الْأَنْوَافِ قیمٌ ہے۔ بہترین رزق دینے والی ہے اور پھر
رحم ہے، موسیٰ کو عجی رزق دیتا ہے، فرعون کو عجی رزق دیتا ہے، رحم ہے ابریشم
کو عجی رزق دیتا ہے نمرود کو عجی رزق دیتا ہے۔ یہ نہیں کہ اپنے بندے کو رزق دے
اور جو اس سے سرتاہی کرے اس کا رزق بند کر دے، یہ رحمانیت کا نقاصاً نہیں ہے۔
اس نے طے کر لیا کہ حب تک جیو گے رزق میں دوں گا۔ اس لیے رزق کی شکایت
گز نہ سب سے بڑی انسان کی ناشکری یہ ہے کہ وہ ذاتِ واجب پرِ الزام لگائے کہ
وہ رِزاق ہوتے ہوئے پختے بندوں کو بھوکار دیکھتا ہے۔ بندے اگر بھوکے رہتے ہیں تو وہ

ہمارا اپنا بنا یا ہوا نظمِ نسق کا ایک راستہ ہے کہ جیساں جاگریت سے انسان صحیح معنی میں وہ رزق نہیں پائے جو ان کو پہنچانا چاہیے۔ دینے والا تو سب کو دے رہا ہے۔ اس منزل پر آگے بڑھ کر ارشاد فرمایا "فَضَلَّ بَعْضُكُمْ عَلَىٰ
بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ" (سرہ نحل آیت ۱۷)

بعن کو بعض پر رزق میں فضیلت دی

یعنی نہ محض اک سب کے لئے طے کرو دیا ہے کہ سب کو ایک ہی طرح سے رزق دیں گے۔ نہیں۔ فَضَلَّ بَعْضُكُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ بعض کو بعض پر رزق میں فضیلت دے دی ہے۔

ویکھیے! اب اس شبیہے کو بھی نکال دیجیئے کہ وہ کسی کو زیادہ رزق دیتا ہے، کسی کو کم رزق دیتا ہے کیون اظر کو دیکھتے ہے۔ صلاحیت کو دیکھتا ہے اور حیر رزق عطا کرتا ہے۔ ارشاد فرمایا، ہم نے کسی کو زیادہ رزق دیا کسی کو کم رزق دیا۔ مگر حکم یہ ہے۔ "فَمَا الَّذِينَ فُضِلُوا مِنْ رِزْقٍ وَمُغْرِبَةً مَا نَدَّكُتْ أَبْيَهَا نُهُرُّ" (سرہ نحل آیت ۱۸)

جن کو زیادہ رزق دیا گیا ہے، وہ دوسروں پر اس رزق کو تقسیم کیوں نہیں کرتے، ان لوگوں پر جو ان کے دست نہ ہیں۔

انکا نہیں قرمایا، یہ نہیں کہا کہ ہم نے رزق نہیں دیا، یہ نہیں کہا، بلکہ یہ کہا، ہم نے سب کو برابر دیا۔ درجات ہیں جیسے عقل کے درجات ہیں، فکر کے درجات ہیں، انسانیت کے درجات ہیں، اسی طرح ان عطاٹے رزق کے درجات ہیں۔ اہل طلاقے رزق کی وجہ سے ذاتِ واجب پر کوئی تہمت نہیں لگائی جاسکتی جس کو جس قابل پاتا ہے اتنا رزق دیتا ہے۔

ہم نے تم کو رزق و یا اعم نے فضیلت پائی اگر رزق کے استعمال میں تو

سب پر ایریں نا، تو ایسی منزل پر ایک اور مسئلہ کو قرآن نے حل کر دیا۔ ہم بہت ہے لوگوں کے رزق میں اضافہ کر دیتے ہیں، مگر جب ان کے پاس اضافے سے رزق پھر پہنچا کر جان کے دست میں گرسنگا وہ اُن تک تو رزق پھونچا دیں، اس لیے کہ داسطہ جایا ہے ہم نے ان کو ذرائعہ بنایا ہے کہ ہمارے فیض کے لیے ایک ذرائعہ بن کر رہی ہمارے کرم کے لیے ایک راستہ بن کر رہی۔

یہ مارجع رزق ہیں۔ اس کے بعد ارشاد ہوا، بڑی وضاحت کے ساتھ ادھیخو! ایک مثال ہے اس مثال کو نہ بھولو: "فَرَبَّبِ اللَّهُ مَثَلًا عَيْنَ أَمْمُلُوكَةً لَا يَقُولُ مَا عَلِيَ شَيْءٌ وَمَنْ زَرَقْنَاهُ مِنَ الْرِّزْقِ لَخَسَنَاهُ فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرَّاً وَجَهْرًا أَهْلُ يَنْتَوْنَ" ۔

(رسورہ نحل آیت ۵، ۶)

الشیخ ایک غلام کی مثال بیان کرتا ہے، وہ کسی بات پر قادر ہی نہیں ہے، دوسرا شخص ہے جس کو ہم نے اپنے پاس سے رزقِ حسن دیا ہے، تو اس کا عالم یہ ہے کہ وہ کبھی چھپا کر دیتا ہے کبھی اعلانیہ دیتا ہے، کیا وہ دلوں پر ایری ہو سکتے ہیں۔ جس کو ہم نے رزقِ حسن دیا ہے وہ کبھی رات کی تاریکی میں دیتا ہے کبھی دن کی رُخنی میں دیتا ہے، وہ کبھی روزگار کو دکتا نہیں، جو ملک ہے لوگ غلام ہے، وہ رزق کو روک رکھتا ہے، آزاد اور غلام کی مثال آپ نے منسقی۔ آزاد وہ کہ دے تو تقیم کرے، غلام وہ کہ دے تو روک رکھے۔

اس منزل پر عنوان کی آیت پڑھو اپنے جائیں" وَ الَّذِينَ هَاجَرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَمْ قُتِلُوا أَوْ مَاتُوا أَلَيْزَرْقَنْهُمْ رَبُّهُمْ اللَّهُ لَرِزْقًا خَسَنًا" (رسورہ جمع آیت ۵۸)

جنہوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی پھر وہ قتل کر دیے جائیں یا مر جائیں تو وہ

یہ ہے کہ خداوند کو رزقِ حسن دیتے ہیں۔ تو وہ خلام نہیں ہیں، وہ ملک نہیں ہیں، وہ فکر آزاد نہیں ہیں، ان کی موت اُن کے لیے تقسیمِ رزق میں مانع نہیں ہے۔ خداوند کو رزقِ حسن دیتا ہے، اگر، قتل بوجائیں یا مر جائیں۔ دیکھیے رزق کا تصور تو جینے کے ساتھ ہے نازمگانی کے ساتھ ہے، پر ارشادِ موتا ہے مرنے کا بعد رزق دیتے ہیں مرنے کے بعد بھی رزقِ حسن دیتے جائیں یہ تو وہ خلام نہیں ہیں، وہ ملک نہیں ہیں جب مرنے کے بعد رزق دیتے ہیں تو وہ اور رزقِ تقسیم کو رہا ہو گا۔

بڑی اپنے فکر پر کو رہا ہوں، جس کو تم لیجئے ہیں کہ وہ راهِ خداوند ہجرت کے آیا ہے تو انہیں سچے مکان کی طرف ہجرت نہیں بلکہ ملوکاتِ قیوم کو تھوڑا کو خداوند کی طرف کرایا ہے، نحلات کو تھوڑا کو دیکھ طرف آرایا ہے، بدی کو تھوڑا کو دیکھ طرف آرایا ہے۔ اگر چنانے خام پر ٹوکری ہو، مگر وہاں پر ہے اس لیے کہ حرکتِ مسلسل ہے، مسلسل ہے سی عقلانی خلقت سے ہٹ رہا ہے اور کوئی طرف آرایا ہے۔ باطل سے ہٹ رہا ہے، حسن کی طرف آرایا ہے، خیر، حسن سے ہٹ رہا ہے حسن کی طرف جا رہا ہے۔ ایسے سوچ پر مہما جو ہے اور اسی عالم میں قتل بوجائے یا مر جائے، تو اس کے معنی یہ ہیں کہ دشمن نے ما را اور راگہ مر گیا تو کسی کی نعمت سے مر گیا۔

اب دیکھیے، ہم اس کو رزقِ حسن دیتے ہیں، یعنی اب ایسے قتل ہونے والوں کو مایا یہ مرنے والوں کو مردہ نہ سمجھنا۔ کیا دلیل دی ہے اور اس کو ہم رزقِ حسن دیتے ہیں، وہ رزق کو روکنے والوں کو رکھنا اور کبھی جھپٹا کر دیتا ہے کبھی اعلان کر کے دیتا ہے۔ تو دینے کے لیے نعماتِ دنیا کی ہی ضرورت نہیں، سالش کے چلنے کی ضرورت نہیں، جسم کے متھن کی ہوئے کھروت نہیں، قتل ہونے کے بعد بھی رزق بانت سکتا ہے۔ مرنے کے بعد کسی رزق پاٹ سے سکتا ہے۔ اب آپ نے دیکھا اس منزلِ رزق پر پہنچنے کی چیز باتیں واضح ہو گئیں سب سے پہلے یہ کہ کائنات کے ذریعے ذریعے کے لیے اس کے لیے اس کا اپنا رزق ہے۔ رزق دینے والا امر زادِ میمنا ہے۔ اُس نے ہرستے کو اس کی استعداد کی مطابق رزق دیا ہے تو اسی طرح سے ہجرت کرنے والے کو بھی رزق دیتا ہے۔ تو وہ رزق پلٹنے والا رزق کو رکھتا نہیں، وہ انصاف

کہے جا رہے ہے تو یہ جاری ہے کسی بھی چھپا کر دے رہے ہے کسی اعلان کر کے دے رہے ہے۔
اب اس نہ لے پر ایک مرتبہ والیں آگرا یک اور آیت کو دیکھیں۔ یہ آیت
صورة آل عمران کے ہے۔ آخر وہ رزق دیتا کس کو ہے، وہ رزق دیتا کس کو ہے۔

اوْتَادُوا ۝ وَلَا تَحْكِمُنَّ الظِّنَّ فَتَلُوْا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَالًا ۝ إِنَّ
أَخْيَارَهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ نِيزَقُونَ ۝ فَرِحْمَنَ بِمَا أَتَاهُمُ اللَّهُ مُنْ
فَضِيلٌ ۝ وَلَيَسْكُنُنَّ دُونَ بِالظِّنَّ لَمْ يَلْعَفُوا بِهِمْ مِنْ خَلْفِهِمْ ۝
إِلَّا حَوْنَ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَلُونَ ۝ رَأْلِ عمران ۱۶۹ - ۱۷۰

السر کی راہ میں قتل ہو جانے والوں کو مردہ نہ کہنا، گمان بھی نہ کرنا، ترجمہ صحیح یہ ہے
اگر گمان بھی نہ کرنا کہ وہ مردہ ہیں، نہیں وہ زندہ ہیں اور زندگی کی خلاستہ یہ ہے کہ
دوہاپنے رب کے پاس رزق پا رہے ہیں۔ کشتگان را وحده خوش ہیں رہنماء کے فضل
ہے اس نے ان کو یہ دیا ہے۔ یہ منزلمت خطاگی ہے۔ ان کو فرحت ہے اور بیارت ہے
گوہمارے بعد آئے والوں کو نہ خون رہے گا، نہ حزن رہے گا۔

ملا حافظ فرمایا۔ یہ کون سی منزل ہے کہ راہ نہاد میں قتل ہونے والا رزق
پا رہا ہے، خوش اس لیے ہے کہ اس کا فضل یوں شامل حال ہے، بشارت و فرحت
اس لیے ہے کہ بعد میں آئے والوں کو ڈنگھیں رہا۔

اب جس کو جہاں ضرورت پڑے نام لے لے شہید کا۔ اس میں کوئی قیسہ
نہیں ہے عقیدے کی۔ سبھی یہ کہتا ہے ہم حسین کے نقشی قدم پہنچیں گے، عقیدے کی
قیمتیں ہیں ہے کہ اسکی عقیدے کا ہو تو کہے۔ وہاں رزق بیٹھ رہا ہے۔ سمجھی کی بارگاہ ہے۔
جیسا کہ جسم عنصری مادی میں ان کی روشنگر سی تھی اس وقت بھی سی تھے۔ روٹیاں اٹھائیں
جسکے دینے تھے اور هل اپنے کو لے لیتے تھے۔

مرنے کے بعد بھی رزق رکا نہیں ہے۔ شہیدوں نے رزق دیا، شور کو رزق

دیا، عقل کو رزق دیا، فکر کو رزق دیا، اور آگے بڑھ کے پھر ادب کو رزق دیا، سخن کو رزق دیا، فہم انسانی کو رزق دیا، تہذیب کو رزق دیا، پیشہ دوں کا رزق ہے جس میں ہم جی رہے، وہ مسل عرضی کے چار ہے میں۔ منزل، سہ را کتاب کرنے والے ہر استعداد رکھنے والے نے حسبِ حوصلہ شہید سے رزق لیا۔

آل عمران کی آیت آپ سن چکے، گمان بھی نہ کرنا کہ کتنا کان را
مردہ ہیں، بلکہ رہ نہ رہ ہیں۔ العذر کی نگاہ میں زندگی اور موت کا وہ مفہوم نہیں ہے جو آپ کی اور ہماری نگاہ میں ہے کہ سانس چلے تو زندہ ہیں، ہم حرکت کریں تو ہیں، قرآن کی نظر میں تو موت اور حیات کا ال صورت ہی اور ہے۔

سورہ جاثیہ کی آیت ہے "أَمْ حَيْبَ الَّذِينَ لَجَّاَتِ
السَّيَّاتُ أَنْ تَجْعَلَهُمْ كَائِنِيْنَ أَمْ نُوَا وَعَيْلُوا الظَّلِيلَ حَتَّى
تَسْوَّلُوا مَحْيَا هُمْ وَمَمَاتَهُمْ ط" (سورہ جاثیہ آیت ۲۱) سیا بد کاری کرنے والے یہ سمجھتے ہیں کہ ہم ان کو ایمان داروں کی فہرست میں لا کھڑا کریں گے۔ ان کی حیات و موت ہمارے نزدیک یکساں ہے، خدا کی نظر میں ان کی حیات و موت دونوں برابر ہیں۔

تریکاری کی زندگی قرآن کے نزدیک مستحب ہے۔ سالسیتی ہو زیعی چیزیں چھریتیں ہیں، حرکت کرتے ہوئے جنازے ہیں، مگر ان قرآن جس ای زندگی کہتا ہے، وہ زندگ وہ ہے جہاں ایمان لور عملِ صالح کے بعد انسان عہد ہبھرت کرے، نظمت سے نور کی طرف آئے، اپنے قتل ہو جائے یا مر جائے، ہم اس کے رزقِ حسن رہیں گے، تو مقتل ہو جانے والے کے لیے شہادت لازم، شہادت کی زندگی ثابت، مگر اس نے والے کے کہ لیے؟ تو مرنے والے کے لیے کہا "مَنْ عَمَّا

علیٰ حَقْتُ اَلِ مُحَمَّدِ مَاتَ شَهِيدًا جَوَّالِ مُحَمَّدِ کِیْجَتْ پِر مَرْجَلَه
دَشِیْدَه مَرْتَابَه۔

مجبت نے کیا کیا؟ مہاجر بنا یا، لگھنہیں چھوڑا آپ نے، مکان
بھی بیٹھا آپ نے، مجبت نے تجدید سیاستی کی کیفیت پسیداں، آپ کی زندگی کو منصب.
روایا، آپ کو ہریں سے کہیں پہنچنے پار یا پستیوں سے بلند پولوں تک ملے جانے والے
لپتھے ہے، مجبت نام ہے تجدید سیاستی مومن کا جہاں یہ مجبت آئے تو وہاں بھی شہاد
چہلہ تہہ خوبصورت کوئی جائے دیاں بھی شہادت۔

رزق ملتا ہے سہ طرح سے رزق ملتا ہے۔ تو سہ طرح سے ہم اسی رزق
کو حاصل کر رہے ہیں۔ جب شہیدوں کی یاد مناتے ہیں تو فدا گواہ ہے یہ محجہ کر یاد نہیں
مانتے کہ مر جائے۔ شہیدوں کی زندگی اعظم ہے رزق کے لیے لازم ہے۔ دنیا میں جن
کو سبھر لپور رزق ملتا ہے، ماں ہوں کو اپنے روک لیتے ہیں اور دنیا کو فاتحہ کشی پر محصور کرنے
ہیں، مگر اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والا اور شہادت پلنے والا وہ رزق کو روکتا نہیں
ہے۔ وہ زندہ ہے۔ ان سے رزق انوں عقل کے لیے مانگتے ہو رزق مانگو، نفس کے
لیے مانگتے ہو رزق مانگو، شعور کے لیے مانگتے ہو رزق مانگو، ادب کے لیے رزق مانگتے
ہو رزق مانگو۔ پسچینے کے لیے بھی رزق مانگتے ہو تو مانگو۔ اس میں بعدت کی بات نہیں
ہو رزق مانگو۔ دینے والا وہ مالک گھل، دینے والا خالق گھل، دینے والا خیر الرازین
حیات ثابت ہے، دینے والا وہ مالک گھل، دینے والا خالق گھل، دینے والا خیر الرازین
ہے، دینے والا رزق متنی، اُس نے راستے بتا دیے اور یہ بتا یا جس نامہ میں رزق گر
چکے ہماچھین کر دوسرے کے ہاتھ میں دے دوں گا خبردار! روکو نہیں، دیتے جاؤ
اُنہیں کہ یہ کرم ہے کہ رزق مل رہا ہے۔

۱۳۹۰ء کا عہدہ ہے ابھی تک رہا مل رہا ہے اور قیامت تک ملنا

کیا ہے کہ یوں رزق پلتے ہیں، عقل کو رزق دیا، شعور کو رزق دیا، اور بتلا یا کہ دیکھو اگر کہ

یہے راہیں دھونڈ سکتے ہو تو رزق لورہ رفتادی نے کے لیے تیار ہیں، اگر قبیل اس کے کوہ فکر ہو کہ ہم ان کے بستلاستہ ہوئے راستے پر چلیں گے یا ان کے آثار قدیمتی کو دھونڈنے ہوئے، یا ان کے جذباتی قربانی کو دیکھتے ہوئے ہم بھی اسی منزل پر پہنچ کر اپنی قربانی اور قدیمت کو پیش کریں گے تو اس سے پہلے ایک یہ مرتبہ ضروری ہے کہ شہید کو کوئی پہچان تو لے۔ کس منزل پر گفتگو چارہ ہے۔ اوسے شہید کو پہلے پہچانو، پھر یہ کہو کہ ہم ان کے قدم ہو قدم حلپ رہے ہیں۔ کون ہے شہید؟ اسلام میں ایک کی ذات عظمت کے قابل ہے، اسلام میں ایک ہی روح ایمان ہے، اسلام میں ایک ہی روحِ کمال ہے۔ اسلام مکمل ایک ہی قدسی صفات ہے اور وہ ذاتِ گرامی، احمد مجتبی محمد صطفیٰ صل اللہ علیہ وآلہ وسلم، اُنھی کا کفر نہ ہے، اُنھی سے اذان ہے، اُنھی سے تشہد ہے اُنھی کے لیے سلام ہے، اُنھی کے لیے درود ہے، وہی منظہر صفاتِ جلال و جمال الہی ہیں، سب بکھرو ہیں۔

امنول نے الشرک کے پیغام کو آخری صورت دے کر یہ بدلایا کہ قیامت تک اسی پیغام کو رہنا ہے۔ لواب ایسی صورت میں جی یہ چلتے تھے کہ اس کام کی تکمیل کے لیے میں کسی ایسے کو خپل لوں اس کام کی تکمیل کے لیے قدیمت اور قربانی کی منزل آئے تو تزوہ اپنا خیال کرے، نہ بھوک کا خیال کرے، نہ گھروالوں کا خیال کرے، نہ ترک وطن کا خیال کرے کیسی کا خیال نہ کرے، اس لیے اپنی چہری بیٹی کے بیٹے کو پسند کر کے بنتے رہا کہ کہا، حسین میں وانا من الحسین۔ حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں یہ وہ منزلِ حقی کر جاؤں حسین ابن علیؑ نے دیکھا کہ نانا کے مقصد کی تکمیل اسی میں ہے کہ گھرِ حجوجے مصیحِ معنی میں پھرست واقع ہو جائے۔ مدینہ حجوجے امریئے کا احترام بھی رہ جائے مسکن اُنہیں اور مسکنے کی عنعت بھی باقی رہ جائے۔ نہ بیہاں لڑائی ہو، نہ وہاں لڑائی ہو وہاں جنگ کی رواں کو حسین پسند نہیں کرتے تھے۔ اس لیے نہیں پسند کرتے تھے کہ آئے چل کر

ہمیں تاریخ یہ کہہ دے کہ قاتل کا پتہ نہیں چلا، معلوم نہیں کس نے قتل کیا۔ معلوم نہیں
چاہیوں کے رہاں میں کون تھا، معلوم نہیں مریئے ہیں کون سی سازش تھی۔ اس لیے جیسے
چاہیئے تھے کہ اب جو لڑائی ہو کر میدان میں لڑائی ہو، تقسیم برکتی ہو، اپنا پرانا معلوم
ہو جائے، لیکن نہ سیکھا۔ پہچانا جائے۔ آنے والا کوئی آتے تو حسرت بن کے آئے۔
اور ایسے موقع پر حسرت مم کی دسویں تاریخ ۷ صفر کا پہلا صہیتہ حسین ابن علی
ذکر کر دیا کہ آج قربانی کی منزل ہے۔ اور اس قربانی کی منزل پر انہیار و مرسلین کو علی دیکھا
ہے قربانی کی منزل پر ہٹھنے دنیا کے بڑے بڑے تحفہ ہندوؤں کو علی دیکھا، مگر اس شان سے
اپنی منزل کو سرکرتے ہوئے کسی کو نہ پایا۔ ابراہیم ایک منزل پر ڈک گئے، از کریما ایک منزل
پر ڈک گئے، موسیٰ ایک منزل پر ڈک گئے، مگر جو بہاں دیکھا ایک دن میں اتنی لاشیں
انٹھائیں ہیں کہ برس کا سن بہے کبھی بھاجنگوں کی لاشیں لارہے ہیں، کبھی بھیجے کی لاش لادہے
ہیں، اُختر میں وہ منزل بھی آئی کہ انٹھاڑہ برس کے جوان بیٹے کی لاش انٹھائی۔ اور یہ کہہ کر
انٹھائی "علی الدنیا بعدك العفا" "علی الْبَرِّ تیرے بعد تو جیسے پر خاک ہے
اب جو فرمات ملی تو جیسے برس کے بھائی کی لاش انٹھائی اور یہ کہہ کر چکے۔ جاؤ عباس
جاو۔ اب ہماری کمرٹوٹ گئی، جانے والے جا چکے اب تھوڑی دریں ہم بھی آرہے ہیں۔
بھی قضاۓ الہی ہے۔ یہ کہ کہ قتل گاہ میں آتے، زخمی تو ہو چکے تھے۔ تھوڑے کی گردان میں
دولپیں مل تھوں کوڑاں دیا اور کہنے لگے، ذوالجناح! آخری سواری ہے۔ آہستہ آہستہ
چل جگہ ہم خود پسند کر لیں گے۔

ایک مقام پر پہنچ کر جگہ کو پسند کیا اور بیقراری میں زمین پر سجدہ باری
ہیں گرٹے اور آوازوی۔ "تیرے حکم پر راضی ہوں مالک میرے مجدد میرے! تیرے
امروز مان رہا ہوں، تیرے مسا میرا کوئی معبود نہیں ہے۔ یہ بناہ نہ رکھتے والوں کو نیا
سمیئے والے! اب میری مدد کر۔"

حسین زمین پر آئے، اور صحریے کا پردہ اٹھ کر بہن بھلی، دیکھتی ہوئی جلی
سچائی نظر نہیں آتا کہ بلا کے میدان میں شام ہو رہی ہے، بہن سچائی کو ڈھونڈ رہی ہے کہ
ایسے میں ایک مرتبہ آواز آئی۔ جاؤ بہن والپس جاؤ والپس جاؤ، جاؤ بہن والپس جاؤ
عابدِ سبیار کی حفاظت کرو، سکینہ کی حفاظت کرو۔ گمراہوں کی حفاظت کرو۔
اب جو والپس آئیں دیکھا خیجے جل رہے ہیں، تو گمراہوں کو باہر کھینچنا
عابدِ سبیار کا سجادہ باہر لائیں، سکینہ بی بی کو سنبھالا۔ اور ایسے عالم میں جبکہ خیجے
جل رہے تھے اور اولاد صحر کر جائے میدان میں شام ہو رہی تھی۔

ہائے رہے زینت کی پریشانی، ام کلشوم سے کہا، بہن کل کی پات تھی نا
اسی خیجے کے اطراف عون و محمد بھی تھے، عیاس بھی تھے، علی اکبر بھی تھے، قاسم ابن حسن
بھی تھے۔ بہن آج کون ہے، چلو! تم ہم مل کر آج بچوں کی حفاظت کریں۔

یہ کہ کے ایک مرتبہ بچوں کو ربی پر بھاکرا اطراف گھونٹنے لگیں، تھوڑی دیر تر گزری
تھی، ایک مرتبہ بھاکرا تاریکی شب میں کسی کے آنے کی آواز آرہی ہے۔

گمراہ کے کب اسے کون آرہے؟

پتھر چلا کر کوئی سوار آرہے۔ تیزی سے آرہے، پکار کر کہا، علی کی بیٹی تجوہ سے
کہتی ہے، رُک جا، میرے بچے اسی بھی گمراہ کے سوئے ہیں، اولاد نہ آ۔

مگر وہ سوارہ ڈرکنا تھا نہ رُکا، علی کی بیٹی کو جلال آیا۔ آگے بڑھتیں، بگھوڑے
کے سامنے کھڑی ہو گئیں اور ایک مرتبہ بگھوڑے کی گلگام پر بانٹہ ڈال دیا اور کہا، تجھے دھیان
نہیں آتا، فاطمہ کی بیٹی تجوہ سے کہتی ہے رُک جا۔

سوار نے ایک مرتبہ نقاب کو اٹھ کر کہا، زینت علی آیا ہے، علی آیا ہے
حفاظت کے لیے، جاؤ زینت آرام کرو آج علی حفاظت کرے گا۔

تبلیغ

**وَلَئِنْ كُنَّا مُؤْمِنُونَ لَا يُخَرَّابَ لَا يَأْتُوا هُنَّا مَعَنْ دُنَيَا
أَهُلُّهُ وَرَسُولُهُ وَرَسُولُهُ وَمَا زَادَهُمْ إِلَّا
إِيمَانًا وَتَسْلِيمًا ۝** (رسورہ الاحزاب آیت ۲۱)

رسورہ الاحزاب کی اس آیت سے جس کی میں نے ابھی تکاریت کی نفیت
حاصل کی یہ پتہ چلتا ہے کہ جنگ کے میدان میں قشون کی کثرت بھی اور ہر طرف سے
دشمن ٹوٹ پڑ رہے تھے۔ اور اس کی تفصیل اس سے پہلے آیتوں میں مل جو دیتے ہے۔
إِذَا أَجَاءُوكُمْ مِنْ قَوْقَازْ كُلُّهُ وَمِنْ أَسْفَالِ مِنْكُمْ (الاحزاب ۱۰)
وپہاڑوں پر سے اُتر رہے تھے، داولیوں سے نکل رہے تھے، انہمارے مختلف
اطراف کے دیہات سے یہ جمع ہو رہے تھے، اور ایسی منزل پر کہ جب پرانشکر اس
کثرت کے ساتھ احزاب میں جمیع ہوراہ سما جس کو خندق کہتے ہیں تو ارشاد ہوتا ہے
هَنَالِئَقَ أَبْشِرِيَ الْمُؤْمِنُونَ وَرُزْلِزُوا زِلْزَالًا شَدِيدًا (الاحزاب ۱۱)
صاحبین ایمان کا استعوان تھا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ مشدید
زلزلے دلوں میں آسے ہیں۔ **بَلَغَتِ الْقُلُوبُ الْخَنَاجِرَ (رسورہ احزاب آیت ۱۲)**
لکھیں مژ کو آچکے تھے اور ایسے موقع پر اڑ دیکھوں **الْمُنْفِقُونَ وَالَّذِينَ**
فِي قُلُوبِهِمْ مَرْضٌ (احزاب آیت ۱۳) اور منافق یہ کہہ دے ہے تھے اور

جن کے دلوں میں ہماریاں تھیں وہ یہ کہ رہے تھے مَا وَعَدْنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ إِلَّا أَغْرِيَنَا (احزاب آیت ۱۲)۔

”آج انہوں نے اور اس کے رسول نے ہم کو دھوکا دے دیا۔ آج انہوں نے اور اس کے رسول نے فتح کا وعدہ کیا تھا۔ مگر فوجوں کی بیشترت، فوجوں کی یہ کثرت اور ان کی یہ طاقت اور ان کی یہ عسکری قوت دیکھ کر اب ہم کو یہ لفظیں ہو گیں ہے کہ آج ہم مر گئے۔

لیکن ابھی جب آیت کی تلاوت کی گئی وَلَمَّا زَارَ الْمُؤْمِنُونَ الْأَخْرَابَ، مگر جب صاحبان ایمان نے شکر دل کو دیکھا، قَالُوا هَذَا مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ ”ان لوگوں نے کہا، یہ ہے وہ جس کا اللہ اور اس کے رسول نے وعدہ کیا تھا۔ وَصَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ“ اور اللہ ہی سچا ہے اور اس کا رسول بھی سچا ہے۔ وَمَا زَادَهُرُ إِلَّا إِيمَانًا وَتَثْبِيتًا اور ان میں افسافر ہوا تو ایمان ہی کا اضافہ ہوا، تسلیم ہی کا اضافہ ہوا۔“ تسلیم نیادی ہوئی مگر ایمان میں اور تسلیم میں

اسی منزل پر دل نے یہ چاہا کہ آج ملتِ اسلام یہ کوپیغام دیتے ہوئے تسلیم پر گفتگو ہو جائے۔ تسلیم، پروگی۔ تسلیم، اپنے آپ کو کسی کی مرضی کے حوالے کر دینا۔ تسلیم، جہاں انسان قبول کرے اور مانے کسی چون وچرا کے بغیر کسی حکم کو جس کو درہ چاہتا ہے، جس کو وہ مانتا ہے، جس سے وہ محبت رکھتا ہے، جس کی وہ عبادت کرتا ہے، جس کی وہ پرسش کرتا ہے، اس کو قبول کرے۔ یہ مقام تسلیم ہے اسی سے اسلام ہے، اگر اس میں سلم ہو اسلام پروگی کی وہ منزل ہے کہ جہاں انسان صلح آشنا کا اعلان کرتے ہوئے معبود کے حکم کے آگے، معبود کے فرمان کے آگے اپنے تسلیم کو ختم کر دے۔ تسلیم۔ قرآن مجید میں عجیب بات یہ ہے کہ لفظ

تسلیم تین مفہومات پر استعمال ہوا ہے۔

پہلے یہ آیت ہے اُرَادَهُمْ إِلَّا إِيمَانًا وَتَسْلِيمًا۔ انصاف ہیں ہوا مگر ایمان اور تسلیم میں، کب فرجوں کی قوتیں کو دیکھ کر، کب حیثیت میانقوں کے دل۔ اکھر پڑھ کے تھے، جب ان کے لیے مجھے منہ کو آپنے کہتے تھے۔ تو اپنے موقعے پر صاحبان ایمان یہ کہہ رہے تھے کہ تم تو تسلیم کی منزل پر ہیں، ہم کو مرضی مولا چاہیے۔

دوسرے مقام سورة نساء۔ کہ جہاں پستلایا کہ تجوہ! تسلیم کی منزل ہے وَ قَدْ أَرَى وَرَبِّكَ لَرَبِّ الْمُمْنُونَ حَتَّىٰ يُكَبِّرُ كُلَّ فِيْحَا شَجَرٌ بَعْدَهُمْ تَحْرُرُ لَا يَجِدُ دُّلْقَافِيْنَ أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِنَ افْضَلَتِ وَيُبَشِّرُهُمُ الْمُسْلِمُونَ۔

(سورہ نساء آیت ۹۵) ”نہیں ہے، تیرے رب کی قسم وہ صاحب ایمان نہیں ہے، جب تک کہ تجوہ کو اپنے مسائل میں حکم نہ بنالے، اور جب تو کوئی فیصلہ کرے تو اس فیصلے کو اپنے دل سے تبول کرے۔ وہ فیصلہ ان کے دل پر گراں نہ ہو، اباد نہ ہے، اور تسلیم کرے تجوہ کو جو حق تسلیم کرنے کا ہے۔“

سورہ احزاب میں تسلیم، سورہ نزار میں تسلیم۔

اب تیری منزل ہے۔ إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلِّونَ عَلَى النَّبِيِّ طَرِيقًا يَأْتِيهَا الَّذِينَ أَهْمَلُوا أَصْلَوْا عَلَيْهِ وَسَلَّمُوا وَاللَّهُمَّ أَسْلِمْهُمْ (سورہ احزاب آیت ۶۵) ”بیشک الشزاد رامس کے ملائکہ رسول پر حستوں کو نازل کرتے ہیں، الشرحت نازل کرتا ہے اور ملائکہ رحمت طلب ہیں۔ اولیے صاحبان ایمان! تم جسی رسول کے لیے رحمت کو طلب کرو۔“

یہاں تک تو بات ختم ہوئی مگر عمل پستلایا، تسلیم کر، جو حق تسلیم کرنے کا ہے۔ حق تسلیم کیا ہے؟ مسلمان کے لیے تسلیم کی منزل کیا ہے؟ کدرہ اس طرح سے تسلیم کر جو حق ہے تسلیم کرنے کا۔ یا پھر جس طرح سے مان ترجیہ کرنے والوں نے ترجیہ کیا ہے خصوصاً

انگریزی کے ترجمہ کرنے والوں نے انگریزی زبان کے۔ انہوں نے کہا اس کو سلام کرو جو حق سلام کرنے کا ہے، اولوں صورتوں میں سلام ہو یا تسلیم اس کے معنی یہ ہے کہ نبی کو ماتسلی ہے، نبی کو تسلیم کرنے ہے۔

چنانچہ اب اس آیت کے پہلے اور اس آیت کے بعد، جس کی میں نے تلاوت کی **وَلَعَلَّا مِنَ الْمُؤْمِنُونَ إِلَّا خَرَابٌ لَا قَاتُواهُذَا مَا قَعَدَ نَأَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَصَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَفَازَادَهُو إِلَّا إِيمَانًا وَتَثْلِيلًا** (سورہ الانڑاپ آیت ۲۲)

اس آیت کے پہلے ایک سبق ہے، ایک سیاق۔ اس سے پہلے ہے، ایک بعد۔ پہلی آیت یہ ہے۔ "لَقَدْ كَانَ لَكُفُرُ فِي رَسُولِ اللَّهِ أَشَدُّ حَسَنَةً" (انڑاپ آیت ۲۰) "محارے پے اندھے کے رسول کی ذات گرامی بہتری مخون ہے۔ اور تیسرا آیت جو اس کے بعد ہے وہ یہ ہے۔" مِنَ الْمُؤْمِنِينَ سِرْجَالٌ صَدَقَ وَمَا عَاهَدَ وَاللَّهُ عَلَيْهِ فِيمَا هُمْ مَنْ فَحَضَنَ خَيْرٌ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْهَا ظِلْلٌ وَمَا يَدْعُ لِوَاقِعٍ بِإِلَّا

(سورہ الانڑاپ آیت ۲۳)

"صاحب ایمان میں وہ لوگ بھی ہیں، وہ مردان خدا بھی ہیں، صاحبان ایمان میں وہ رجال ہیں کہ جو پڑے وعدوں کو سچا کر دکھاتے ہیں۔ ان میں سترے ولے مردجے انتظار کرنے والے انتظار کر رہے ہیں، کبھی ان کی فطرت نہیں بلتی، کبھی ان کی حاجت نہیں بلتی، کبھی ان کی نیت نہیں بلتی، کبھی ان کی کیفیت باطنی نہیں بلتی۔"

یہ تین آیتیں ہیں سورہ انڑاپ کی۔ پہلی آیت میں یہ ذکر ہے کہ رسول کی ذات گرامی میں اسوہ حسنہ ہے۔ دوسری آیت میں یہ ہے کہ شکر پر شکر آئے ہجاءں

ایک اور سیمیں اضافہ ہوا وہ تیسرا آیت میں یہ ہے کہ کچھ لوگ مر گئے اور کچھ لوگ انتظار کر رہے ہیں۔ اب ان نین آئتوں کو ملا کر پڑ جائے۔

پہلی آیت حکم بھی ہوتی ہے، حکومت کر رہی ہے کہ رسول کی ذات میں یہ ساری چیزیں موجود ہیں۔ رسول کی ذات ہی، رسول کے اسوہ صفت میں استقامت بھی ہے، قیام بھی ہے ایسے خوف زندگی بھی ہے، شکروں کو دیکھ کر سکون و اطمینان کی کیفیت بھی ہے۔ رسول اُفران کا رسول ہے رسول اُمران کا رسول کا رسول ہے رسول اُمّۃ اسلامیہ کا رسول جن کے متعلق کبھی بھی یہ سوچا جاتا ہے کہ مدینے میں آئے تو طبیعت میں چار ہیئت اُنکی اور مکر میں رہے تو خاموش رہے اصلح جوڑ رہے کوئی لڑائی ہیں ہوئی کوئی جنگ کرنا تمہیں ہوا۔ یہ تھری قرآن کے اعتبار سے انتہائی غلط ہے اس کی وجہ ہے کہ قرآن میں ایک سورہ سورہ سوچودہ سے ہیں قرآن میں اور اس میں آپ کو تعجب سوچو گا کہ بہت کم سورے ہیں جو مدنی ہیں اور باقی سب مکنی سورتیں ہیں۔ یہ سورہ ہائے طوال مرنی ہیں۔ سورہ بقرہ ہے سورہ آل عمران ہے۔ اور اسی طرح سے آپ آئے ٹرپتے چاہیں گے۔ تجوہ سورہ طوال ہیں وہ مدنی سورتیں ہیں مکنے میں نازل ہونے والی سورتیں ہیں۔ ان کا عالم یہ ہے کہ ان میں الفاظ میں جلالات، غفران، جوشن، دعکیاں اتنیں ہیں متنی سورتوں سے کہیں زیادہ ہے۔ آپ اگر تجزیہ کرتے ہیں، ان تمام سورتوں کا تو ہر فر روئین سورتوں پر غور کیجیے۔

پہلی سورت، سورہ علق۔ اس میں جلال دیکھیے، اکیلانی کفار فریش کو مذاہب کر کے کپڑے رہے۔ ہاں ! انسان کا پیٹ جب بھرتا ہے تو وہ کفر کی طرف مائل ہو جاتا ہے اور جلال کے الفاظ کَلَا لَئِنْ لَئِنَّهُ

حیب اکبر دو اگر یا زندہ نہیں آئے گا" **نَسْفُهَا يَا النَّاصِيَةُ** ناصیۃ
کا ذبۂ خاطر ہے ہے (سورہ علق آیت ۵۰-۵۱) تو ہم اس کلب پیشانی پر کر کھینچیں گے جبتو پیشان خط کار پیشان گمراہ کرنے والے پیشان۔ پہلا سورہ پہلی وحی جلال کا یہ عالم۔

دوسری وحی لون والقلم اور بلارعایت ارشاد ہوا جس کو اپنے محفوظ بھی کیا ہے اپنے دامغوں میں کہ: خبردار اے رسول "ذَلَّاتُطَّعْنَ كُلَّ
خَلْقٍ مَّهِينٍ لَا هَمَّازٌ مَّشَاءٌ بِنَهِيمٍ لَا مَنَاعٌ لِّلْحَمْدِ مُعْتَدِ
أَشْيَمٍ لَا عُنْتِلٍ لَّا بَعْدَ ذَلِكَ زَنْبِيرٌ" (سورہ القلم آیات ۲۳-۲۴)
پنجمراہ سہیان تراشنا والے کی (زیارت قسمیں کھانے والے کی) اطاعت نہ
کرنا، لبکار کی اطاعت نہ کرنا، ہدر سے آئے پڑنے والے کی اطاعت نہ کرنا، پنجمراہ کی
نیکوں میں حاصل ہونے والے کی اطاعت نہ کرنا، اور پھر جس کافر صحیح نہ ہو اس کی
اطاعت نہ کرنا، اور پھر جو بڑ جائے اپنے راستے سے اپنے محل سے، اسی غلطیوں سے
اپنے خواہیشات نفس سے، اُس کی اطاعت نہ کرنا۔

یہ سورہ لون والقلم اور پیسارے الفاظ کہ اگر آج کوئی عرب دوسرے
عرب کو ان الفاظ سے لے کرے تو تواریخ کھیج جائیں گی، مگر اکیلانی صنادیہ قریش کو خط
کر کے آئیں پڑھ رہے ہیں۔

پنجمراہی وحی سورہ مدثر۔

"كَلَّا وَالْقَمَرُ لَا إِلَيْلٍ إِذَا دُبَرَ لَا وَالصُّبْحُ إِذَا
أَشَفَرَ لَا إِنَّهَا الْأَحْدَى الْكُبَرَ لَا نَذِيرًا لِّلْبَشَرَةِ
لِمَنْ شَاءَ مِنْ مُكْرَمَانْ يَتَفَدَّى مَرَادِيَنَّا خَرَهُ كُلَّ
نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةً لَا أَضْحِيْبَ الْيَمِينَ"

فِي جَنَّةٍ قُتُلَ أَكْرَوْنَ لَا عَنِ الْمُجْرِمِينَ لَا مَا سَلَكُكُمْ
فِي سَقَرَ • قَالُوا هُنَّا لِهُنَّا مِنَ الْمُصَلَّيِّينَ • (رسالة مدح آيات)

یہ مسئلہ ہے آئیوں کا کہ جب سب جہنم میں چلتے جائیں گے اور ان سے
پوچھنے والے پوچھیں گے کہ تم کیوں آئے ؟ تو کہا ہم نے سماں نہیں پڑھی تھی، اور۔

وَلَعْنَكُمْ لَطْعَمُ الْمُشْكِرِينَ لَا هُمْ مِنَ الْمُصَلَّيِّينَ • (رسالة مدح آيات)
دو سکنان خوض مَعَ الْخَالِضِيْنَ • (رسالة مدح آيات) اور ہنسی اللہ نے دلوں
کے ساتھ مل کر رسول کی ہنسی اڑایا کرتے تھے۔ ایسے موقع پر ارشاد فرماتے ہیں۔

وَفَدَالَّهُ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُغْرِضِيْنَ • (رسالة مدح آيات ۴۹)۔
سکیا بوجیا انصیں۔ یہ تذکرے سے کیوں بھاگ رہے ہیں؟ کانہم حمس
مُهَمَّسِيْنَ آءُوا فَرَأَتُ مِنْ قَسْوَرَةً • (رسالة مدح آيات ۵۰-۵۱) تیسرا
وہی، اور عرب کے وہ قبائل۔ وہ عرب کے کہدھی، وہ عرب کے سردار جو ایک شیر
سے بھاگ رہے ہیں۔ قسورة جس کا معنی نہیں ہے۔ واحد کا صیغہ ہے، ایک شیر
اکیک شیر۔

کسی نے امیر المؤمنین سے پوچھا "مولانا آپ نے اپنے آپ سے بڑھ کر تھی کی
کوشیدج پایا؟"
کہا۔ مار، مجھ سے زیادہ شجاع، وہ میر سے بھیا تھے، اسٹر کے رسول تھے،
محمد عربی تھے۔

آپ نے دیکھا اب اس کی اصلاح کیجیے۔ جا رحمت طلب نہیں ہے۔ وہاں
جا رحمت تھی، سہاں صلح جوئی تھی۔ ایسا نہیں ہے پیغمبر اعلانِ حق کے لیے آیا ہے۔ الگ قیام
حق کے لیے کوئی دل دکھلبے ہے کافروں کا توڑ کھے۔ مرنے میں دل ذکھتا ہے تو دل کھے اگر
یہاں قیامِ حق میں کافر استین چڑھاتے ہیں اور الجواب الگ سے کہئے ہیں کہ ابوطالب!

بھیجے کی خبر لو۔ تو ابوطالب یہ نہیں کہئے کہ بیٹے! تم جو کام کر رہے ہو گیے ہے مگر کوئی دریاں راستہ اختیار کرونا۔

کیا یہ کہا ابوطالب نے کہ کوئی دریا اسی راستہ اختیار کرو۔ یہ کیوں ان کو بُرا کہنے ہو؟

” نہیں ۔ کہا بیٹے ! جو آپ چاہیں، جس طرح سے آپ چاہیں تبدیل کریں۔
بیٹے کو نہیں دو کا۔ مگر اس طرف کہا کہ ” خبردار ! خبردار ! اگر کسی نے
انی نگاہ کو بدلتے کی کوشش کی تو وہ ابوطالب پر کے مقابلے کے لیے تیار ہو جائے۔

بھیجا ایسا اپ چھا ایسے ॥

اب آپ بیکھرے میکتی زندگی۔ میں خیر بھی ہے میں خندق بھی ہے میں
خینہ بھی ہے، میں بدر بھی ہے۔ اس کی بنیادی سب تکہ میں ہیں آپ یہ نہ سمجھے گا کہ
مریضہ میں جا کر نبی مولیٰ گیا۔ نہیں جو مکر میں ہتا، وہی مریضہ میں ہتا کیوں انتظا اس لیے کہ
چہلی مرتبہ تسلیم کی منزل پر چکی مرتبہ نے انی گردن کو جگکا یا ہتا، اور یہ کہا تھا کہ :
إِنَّ صَلَاتَنَا وَنُكْرِيْ وَفَهْيَايَ وَمَهْيَايَ يَلْهُوْرَتِ الْعَالَمِيْنَ ۝
لَا شَرِيكَ لَهُ ۝ وَمِنْذِلَكَ أُنْزَثَ وَأَنَا أَوْلُ الْمُسْلِمِيْنَ ۝

رسورہ النعام آیات ۱۶۲-۱۶۳

” بشیک، میری نماز، اور میری عبادت، اور میری زندگی اور میری موت العذر
ہی کے لیے ہے جو عالمیں کا رب ہے، اُس کا کوئی شریک نہیں، اور اسی کو مجھے
حکم دیا گیا ہے۔ اور میں مسلم تو ہیں ہوں ۔“ تسلیم کی منزل پر تو ہیں ہوں۔

آپ نے دیکھا کہ یہ وہ نبی ہے کہ یہاں وقت کے ساتھ کیفیت نہیں بلکہ
آغاز تسلیم، انجام تسلیم، اکٹھ میں تسلیم، مذہب میں تسلیم، ہجرت کے موقع پر تسلیم اور پھر بعد میں کر
اوہ خندق میں کہ خیر، وہ خینہ کی منزل ہو یا سورہ براءت کی آیتوں کا لے جانا، تسلیم تسلیم

لیے رسول نے یہ چاہا کہ تسلیم کا پیغام جائے۔ نواسے کو بیالا اور سینے بچاکر کہا، حسین میں وانا میں الحسین۔ حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے تسلیم۔ حسین تسلیم کی منزل ہے اور یہ وہی منزل ہے کہ جہاں فاطمہ کا لال آخری پڑھتا آج روزِ عاشورہ یہ ہی کہتا ہے۔

صَبَرَأَعْلَمَ بَلَادِكَ وَتَسْلِيْحًا لِأَمْرِكَ وَرِضَا بِقَضَاءِكَ
میں تیرے حکم کے سامنے تسلیم کر رہا ہوں تیری رضا پر راضی ہوں تسلیمًا
مُرِّقَ يَا غَيَّاثَ الْمُسْتَغْيَثِينَ۔ لے لے پنا ہوں کوئی نہ دینے والے دو
اور یہاں سجدہ کیا۔ یہ تسلیم کی منزل تھی۔

میری میرتے کہا:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ مَتَّرَّزٌ طَرِپَانِی کیا ہے۔ سر جھی تسلیمِ محبت میں ملایا نہ گیا
مسجدہ کیا تسلیم کا سجدہ تھا اور تسلیم کے سجدے میں جان کھی تو یہ پہلے
نہ ہیں اور اگر تسلیم کے معنی وہ ہیں جو کہا سلام کرو، جو سلام کرنے کا حق ہے تو پھر سلام
بڑے سلام اور علی نوْجَہِ فِی الْعَلَمَيْنَ عالمین میں فوج پر سلام۔ سلام
لئی اِبْرَاهِیْمَ، ابْرَاهِیْمَ پر سلام، سَلَامٌ عَلَى مُرْسَلِ وَهَارُونَ۔ مولیٰ
ہارون پر سلام۔ سَلَامٌ عَلَى عَبَادِهِ الَّذِينَ احْصَطَفَهُ۔ اللہ کے متعلق
ہوں پر سلام۔ حسین ہمارا سلام قبول ہو۔ ہمارا سلام قبول ہو فاطمہ کی جان!
لگوار جسے ہیں جہاں جہاں آوازِ خار ہی ہے وہاں وہاں سب سلام کریں حسین کو
ہم، عبادت کو سلام، علی اکابر کو سلام، عوائیں وہم کو سلام، نہیں آج گئے ٹھیک کر عابد ہماری کو سلام ہائے
انصراف کی نعمت میں سلام، یہی امکنہ ترمی خدمت میں سلام، سلام ہمارا ان مسروں پر جن سے چل دیں
ندلگیں سلام ہمارا ان رُخاروں پر جن پر طما پنجے لکھے گئے، سلام ہمارا ان بی بیوں پر جو جنے
بچیوں سے مگبر اکبر اک بخون کو زکاں رہی تھیں۔

جستہ الٰہی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

إِنَّا أَنَوْكَيْنَا لَهُمْ كَنَّا أَوْ مَيْنَانَ إِلَى نُونِ وَالْأَنْبَقَ مِنْ أَبْعَدِهِ وَأَوْخَيْنَا
إِلَى هَبْرَاهِيمَ وَإِسْعَلَ وَالْكَوْبَ وَالْأَنْبَاطَ وَعُبْلَ وَالْأَوْبَ وَ
لُوكَ وَهَارَوْنَ وَسَلِيْمَانَ وَالْأَنْبَاطَ وَأَوْكَ مَنْ بُوْشَ وَ623 وَمَنْ مَلَاقَ فَلَقَ
عُبْلَ وَمَنْ قَبْلَ وَمَنْ سَلَّهَ وَفَصَقَّهُمْ رَبِّكَ وَكَلَمَ اللّٰهُمَّ مَنْ يُنْهَا فَمَنْ سَلَّهَا
مُتَبَرِّزَ مِنْ كَوْنَةِ مِنْ بَلَادِ الْمَكَوْنَ بَلَادِ مَلَى اللّٰہُ جَعَلَهُ بَعْدَ التَّرْشِيلَ وَكَوْنَ
كَوْنَ اللّٰہِ حَمْزَ نِیْزَ اَکِیْمَا دَسَرَوْنَ سَعَہَ (۱۴۵) ۷۱۹

میں جستہ الٰہی کے خواں پر گھلر رہا ہوں۔ یہ سورۂ ن کی آیات ہیں یہاں
ارشاد ہوتا ہے کہ ہم نے تیری طرف وحی کی۔ یہی مرضح کی طرف اور فوج کے بعد
جو اپنیا آئے۔ ابراہیم، اسماعیل، اسماعیل، یعقوب، یوسف، الیوب، یوسف، یاہوہ
سليمان، داؤد اور داؤد کو ہم نے زبر عطا کی۔ اس طرح اسے ہم نے شپشی
طرف وحی کی، ہم نے بہت سے رسول مجیسے جس کا حال تم سے پہلے ہی بیان
کر دیا اور بہت سے اپنے رسول مجیسے جس کا حال تم سے چھٹے بیان نہیں کیا اور ہم
نے اسی طرح موئی سے بہت سی باتیں کیں، ہم نے ڈنڈ لئے رائے رسول مجیسے،
ہم نے بثارت دیئے رائے رسول مجیسے فقلہ ایک مقصد منا کر رسولوں کا آجائے

کے بعد پھر انہاں اللہ کے سامنے کوئی جمعت نہ کے کہ بھارے پاس کوئی ہادی یا تیری ٹھیکی ہوئی جمعت نہیں آئی یہ بھارے پاس تیر کوئی باری نہیں آیا۔ بہم اس جمعت کو ختم کرنا چاہئے تھے اس نے یہ سلسلہ نبوت اور اس سلسلہ درجی کو باقی باقی رکھا۔

اور جب تیری طرف بھئے وقی کی، بخوبی فاقہم بنایا تھوڑا آفرینشیا، تھے اشرف المخلوقات بنایا، انہاں کو کائنات کا شرف بنایا اور انہاں کا شرف بخوبی کو بنایا۔ مگر یہ عالم میں سب سے بہتر۔ یعنی ایسا معلوم ہوا کہ اگر بھارام مقصد عالم بخوبی میں ہے تو وہ مقصد محیم ہو اصولت گرد میں اور شاد ہوا آئندیں یَسْعَوْنَ اللَّهُ مَسْوُلُ الَّذِي أَمْرَى الَّذِي يَجْدُ دُونَهُ مَكْفُوِيَاً عِنْدَ هُمْ فِي الْوَرَاثَةِ وَلَوْلَا يُحِيلُّ يَا مَوْهُومُ بِالْمَعْوُوفِ وَيَنْهَا هُمْ عَنِ الْمُكْبَرِ وَيَحْلِلُ لَهُمُ الْكِبَرُ وَيُخْرِجُهُمْ إِلَيْهِ وَلَعْنَهُمْ مَنْلُومُ الْعَبَّاتُ وَلَعْنَهُمْ مَنْسُمٌ أَصْرَهُمْ وَأَلَّا نُفَلَّ الَّتِي لَمْ تَعْلَمْهُمْ أَدْسُرُهُمْ أَغْرَافُهُمْ (۱۷) وہ لوگ جو رسول کل پیروزی کرتے ہیں اس کا ذکر توریت میں بھی پائے ہیں۔ اس کا دکرانیخیل میں بھی ہاتے ہیں اس کا کام یہ ہے کہ وہ طیب پیروزی کو صاف کرتا ہے۔ اور جنیت پیروزی کو ناٹاک پیروزی کی حرمت کا حکم دیتا ہے، تھا اس کا ذمہ سے بوجھوٹا ہتا ہے، جن زیخروں میں تم گرن رہتے ان زیخروں سے تم کو الگ کرتا ہے۔ اس کو یہ اتفاق پارہ ہے کہ قیامِ نیات ملک کا جائزہ لے کر میں پیروزی حقیقت کر پڑتا ہے، اس لئے کہ اس نبیؐ نے دعا کی تھی کہ اے پروردگار مجھے حقیقت اشیاء و کیا تو یہی کہہ سکتا ہے کہ یہ حلول ہے اس میں حرمت کا پہلو پڑھیں یہ عزم ہے اس میں حرمت کا پہلو پڑھیں۔ یہ جنت بالی بن کر آیا اور قرآن مجید اسکا قبیله ہے میں گلی۔

قرآن مجید میں بزرگ جگہ اس کی قسمیت کی اور یہ بخلافے کی کوششیں کی ہیں

پڑھنی چکے کہ جہاں ہم نے اس کو اپنی مرضی کا نام لندہ بنانکر اور پھر اکیاسی ستر سر فراز کر دی کہ اس کا تلق و حی بنا گی ار شاد ہوا اور مایا تلق میں الحی دسو رہا الجم ع ۲۳) اور رہہ تراہی نفسان خواہش سے پھر براں ہیں نہیں، ان مُحَوِّلًا وَ مُحَمَّلًا لَوْحَدَتِ رَبِّ الْجَمَع ۲۴) یہ ترویجی ہے جو اس پر صحی جاتی ہے: میں کہ وہ ہو اوہوس سے بات نہیں کرتا توہا دی کافر یعنی کیا ہے۔ ہادی کافر یعنی یہ ہے، ہادی کا کام یہ ہے کہ لوگوں کی ہوا و ہوس کو، بدایت کی طرف لائے جب کر دیا جدایت کو ہوا و ہوس کی طرف لے جائے۔

ہادی کا کام یہ ہے کہ جب وہ پاہتا ہے انسانیت کی رائے کو قرآن کا پابند کر دیتا ہے۔ جب دنہایہ چاہتی ہے کہ قرآن، انسان کی رائے کا پابند ہو جائے ہادی کا کام ہے اور اس فریضہ کو ادا کرتا ہو اچلا اور اس کے بعد اس کو نسلی ورے دری گئی آخر بکلا کے اے عیوب! ایک بات ہے تم کو ایک جنیزہ کا ڈر ہے اور ہم بھی اس کے متعلق سچیے ہی کہہ دیتے ہیں۔ ار شاد ہوا زان گلکذہ زد و نکل کلذہ بیٹ قبیلہم قوم فوج و غاد و نمون و قوم ایہ را اینہم و نونم لوط و عاد اسے بے مدد مین و کلذہ بھوسن فائدیتے بلکفرین نم آخذ تکمیل کیف کان نیکیزہ نکریت متن عجزیتہ اکٹلائی دھی غالیہ تاریخی خادیہ مصل عروشہ دوہی پر مولانا ت و قصیر میشد۔ ائتم رسیرو دا لی اندریں فتوں لمح قلعہ ت عقلاں بھاڑا زان بکھون پھا۔ فیا شتا لا تکمی الابدا مہ و کلیں تغی انقلوب الیتی ن السدادیہ۔

دسو رہا تج آیت ۲۳ کا ہم پھر صورہ تجی ہے اور اگر یہ تجھے جھٹلائیں اور اگر یہ تجھیں کریں اگر یہ تجھے چھاڑے نہیں، اگر تم یہ سمجھنے بروکہ تم کو جھٹلایا تو جن جن پر ہم نے وہی کی تھی پھر تم سے پہلے انھوں نے تجھ کو جھٹلایا ہے، اب رائیم کو جھٹلایا ہے، انھوں نے صاف گولوڑ کو اور موسیٰ کو جھٹلایا ہے، میں نے ان کو بہلت

دی مغرب یہم نے ان کی گرد بیان پکڑا میں بپ چار سے پنجہ قدرت میں وہ آئے تو قم نے دیکھا کہ ہم نے لیا، ہم نے کتنے شہر تباہ کر دیئے، کتنے تندان تباہ کر دیئے، کتنی تندان میں تباہ کر دیں، کتوں تھے سنان اور دیران، مکاتب تھے لٹھ ہوئے جن کی حصیں زمین پر پڑی ہوتی تھیں، سارے تندان ہم نے تباہ کر دلے، اس نے کہ انہوں نے جوستوا الہی کو نہ عانانا تھا، انہوں نے جوستوا الہی کو تھکرا یا عطا، انہوں نے جوستوا الہی کی توہین کی تھی، ہم کچھ بہت دیتے ہیں اس بہلت کو اگر کوئی ملکت کو اگر کوئی شاہی سمجھو دے تو اور بہت بے گر ہم نے تو بہلت دی تھی کہ دیکھو جیتنیں ہماری آجی ہیں بخوبی کو پیدا کیا تو بے راہ جانے کے لئے پیدا نہیں کیا رملوق کو پیدا کیا ہے تو اس دو اسے نہیں کہ الی کوٹان اپنی منزل کا نہ بنتا ہیں، بنی پربنی بھی ہے، ہم نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک دے دیا ہے کہ ایک سے بجد ایک آیا اور ایک سے بعد ایک صحبت را ہی آیا۔ سی بیس آئیں، اور اگر اس سے بعد بھی تیری تکذیب کریں اور تجھے جھٹلا نہیں تو گبرانہیں اور وہ کوئی جھٹلا پایا ہے۔ اور ہم نے بہلت دے گر سزادی قرآنی کا ایک نوری دن ہزاروں برس سے کے برابر ہوتا ہے ارشاد ہو ایش یوْمَ عِنْدَ رَبِّكَ وَ كَافِ سَبَبَةَ مِنَ الْعَذَابِ دُنْ رسم رہ جی آیت، ہم ہمارے رہت کے باں کا ایک دن ہمارے شمار کے ہزاروں برس سے کے برابر ہوا کرتا ہے ۹ معلوم نہیں کتنی بہلت وہ اور معلوم نہیں کہ یہ کس مرتبہ کاس کے پنجہ قدرت میں سب آجا ہیں، یہی وہ منزل ہے کہ بدترین سنہ انہیں کا تکذیب رسول ہے تکذیب صحبت ہے، تکذیب آیات الہی ہے۔

اَرْشَادٌ ہو ایشَ الَّذِیْنَ كَفَرُ دُنْ ایا یتِ هشیْرَ نَعَمْ عَذَابَ شَدِیدَ دُنْ
مُرَان آیت ۴۳) پہترین مذکوب ہے الی کے لئے جو اللہ کی آیتوں کا مذاق اڑائیں

جو اللہ کی آیتوں کی تو ہیں گریں، یہ محبتِ الہی بن کرتے اور یہ بتلایا کرتا۔ انتہیار میں کرا آیا ہوں کہ جو پھا بھوں وہ بھوں جس راتے پڑاں دل اسے مانتا پڑے سکا۔ اور پھر یہ انتہیار مجھے سلسلے سے ملے ہے، آدم کو ملا، نوح کو ملا، ابراہیم کو ملا، موسیٰ کو ملا، ایوب کو ملا سیلیمان کو ملا اور سواد کو ملا، سب کو ملا مجھے ملا، اور اگر یہ انتہیار میں کسی کے ہوا ہے کروں تو اس بیعتیں کے ساتھ تو اسے کر دیں گا کہ کس کو اپنا بدلتا نہیں، کس کو اپنی بیتت کی منزل پر لا دیں تو بیعتیں مجھے اس بات کے بتلانے کا حق ہے کہ محبتِ الہی کے بغیر جو نکلے نہیں رہتا اس لئے اگر بیلت ملے تو کوئی اُکھر سمجھاتے، کوئی اُکھر بتاتے، اس واسطے اپنی گود میں پروردش کر کے جیسا نہ اسٹ کے ہو لے کیا ہے جسیں گو۔ یہ مفہام بیتت ہے، محبتِ الہی بن کر آیا ہے۔ اسی منزل پر اقبال کو کہتا ہے۔

در میانِ امت آں گروں جناب

ہمچو عرقِ قل ہو التر در کتاب

حسین امت کے درمیان ایسے ہیں جیسے قل بوالث قرآن کے درمیان ہے
حسین نے یہ بتلادیا کہ تکذیبِ ایاتِ الہی کا انجام پڑا اور دنک بے جسین بن یحییٰ
رسولؐ کو آئئے پڑھانے والے میں جسین مقدمہ رسولؐ کو باقی رکھنے والے ہیں
حسین جو حبِ رسولؐ کی دلیل ہیں، جسین نے واضح کر دیا کہ جس کو عدال کی ختنی ہزب
نے اب وہ قیامتیک عدال ہے، جس کو حرام کیا تھا وہ تہمت کا حرام ہے
اب شاہی کو اس امر کی اجازت نہیں دی جائے گی اب طوکیت کو اس امکی اجازت
نہیں دی جائے گی، اب طوکیت کر اس امر کی اجازت نہیں دی جائے گی کہ وہ
قرآن کو راتے کا پاندھ کر دے، وہ قرآن کیا پنی بوس کا پاندھ کر دے اس لئے
میں محبتِ الہی کی بیکری ہوں۔ جہاں کہ اقبال کہتے ہیں

پول خلافت و شفہ از قرآن گنجنت

حربت را نہ ہر اندر کام ریخت

خاست آں سر جلوہ خسیر الامم
بند میں کھڑا پارید و رفت بکل سحابہ قبلہ پاراں در قدم
لالہ در در میراث پا کارید و رفت

تاپامت تفع استبداد کرو

مرج خون او چین ایجاد کرد

جب مسلموں کی خلافت سے قرآن سے رشتہ توڑا اور طویلت کی بسیار
پڑی آفران ناطق کافو اسہ اندر کھڑا ہوا اور اپنا فون سے کرہیشہ ہمیشہ کے لئے
استبداد کے نذر کو توڑ دیا۔ ثوبیادل تعالیٰ سحرانتے کر بلائیں پرسا اور در پرانے میں
لالہ کاری کر کے بھیشہ ہمیشہ کے لئے گھنیں اسلام کی سیرابی کا سامان کر دیا۔

حسین ابن علی نے کر بلائیں اس انداز سے قیام کیا اور اس قیام کی منوار
ہر امام کا یہ ارشاد کہ اگر محمدؐ کا دین بغیر زیرے مغل کے قائم نہیں رہ سکتا تو اسے نلوارو
سیرے ملکوڑے ملکوڑے کر دیا۔

ان حسان و بن محمد لم یستقم

الا بقتلی یا میسون خزینی

اولین و آخرین ٹیکسی نے یہ آواز نہیں دی کہ اگر دین محمدؐ محاشرے قتل کے
قائم نہیں ہو سکتا تو اسے نلوار دیسرے ملکوڑے ملکوڑے کر دو، جس پر غل کرو اور مجھے
تم جس طرح سے چاہو زخمی کرو، جس طرح سے چاہو ہو جاؤ، جس نے عزیز دل کو چاہو
قتل کر دلو، مگر میں چاہتا ہوں کہ دین محمدؐ جا سئے۔

اوسر دین محمدؐ کی زبرد کا بھرا گھر ان کو بلائیں کٹ گیا، ان میں ایک پو

ہمیت دلایا گی تھا، کون؟ وہ رباب کا اہل علی اصغر شہادت ختمی پر ایک کتاب
صین نے لکھ دی۔ بہت غور ہے سنتے چاہیے، مارے جب کو مدد نہ ہے سفر کی
یسری شبیان کو ملکہ پہنچے، صدیئے ہے نکلتے ہوئے خطبہ دیا، ملک میں پہنچ کر خطبہ
پا، مارے جو کو ملکے سے پہلے خطبہ دیا، راستے میں خطبہ دیا، وہ روسی محرم کو کہا
پہنچے خطبہ دیا، نویں محرم کو خطبہ دیا۔ صین نے ایک کتاب لکھی، جس میں ابواب
الہ کرتے ہیں پاپ شہادت پیاس ہے، پاپ شہادت عوّن و نجف ہے، پاپ
شہادت قائم ہے، پاپ شہادت علی اکبر ہے۔ اب کتاب شہادت جب ختم
کے قریب آئی تو اس کتاب کا آخری پاپ تھا، چھو بیٹے کے پیے کی شہادت۔
پیارے معاحب رشید مر جوہم، میر امیں کے نواسے، مشہور شاعر مشہور مرثیہ
شہور ربانی گوٹا عزیز بہتر عن سلام پیارے معاحب رشید نے کہے ہیں، اک
سلام میں کہا اگر آپ پادر کو سکیں

یہ سمجھ کر لے گئے ہمراہ اصغر کو حصہ میں

قید میں باز ہے یہ پچھہ نہ پالا جائیں گا

شہزادے کے متعلق ہیت اسی باشندی ہیں، انگریز اس منزل پر بے عرض کروں
دل ہورا ام رباب بکار، بچو پیاس تھا، ماں نے پاپ کے جوابے کر دیا جو
ہت تیز تھی، صین نے علی اصغر کو عبا کے دامن میں پھیا بانہا۔ پچھے کوئے
خوش شام کے سامنے آئے، میرا علی اصغر پیاس اپنے اسے تھوڑا پانی پلا دو۔
امیں مر جوہم کہتے ہیں۔

مدے سے پیاس کے رخ مضموم تھا جو زرد

حضرت نلک کو وکھ کے بھرتے تھے آہ سرد

بچل جب اس کو آئی تھی اٹھتا تھا انہیں درد

امتوروں نے اسکھوں سے رنگ پر جبی تھی مگر
پان کی جس بونخی شد خوش صفات کو
ٹھنکتے تھے جسم یا سے نہیں فرات کو

اس منزل پر کہا ہلی اس فرم ہبت الہی کے پس رہ، مل اسٹریان پر جنت کو تا امکرد
دیکھا آپ نہیں ہے جنت الہی جو بیٹے ہے کہہ دیا ہے، پھرے وال ان پر جنت کتنا
کرد، بچے نے فلک زبان سر کھے جوئے ہو توں پر جھیکی، پھر ہلی اس فرم کا بھاری تھا۔
فلک کے لوگ من پھیر کر رونے لگتے، اس منزل کے لئے مر جنم فریاد لاوی نے شور کیا تھا
اعتراف کل جو تھا میرے رہنے ہے فوج شام
تم تیر کی کے آئے ہو یا تم رہا کے
مر ملنے جستِ الہی کریم جواب دیا اڑھ

تیرا برد لکان کو مارا
چھ بیٹے کی جان کو مارا

صین بچے کی لاش بینے سے لگائے ہوئے در خیبر پر آئے، سمجھی آئے
بڑھتے سمجھی پہنچے ہئے اور ہر قدم پر کھتے جاتے۔ اَنْذَلَ شَعُورًا إِنَّمَا يَرَى أَعْوَانَ
إِنْفَاقَةٍ قَاتِلَهُ شَدِيدٌ لَا نَمِرَّهُ۔

اور ایک مرتبہ عزم و ثابت کے ساتھ در خیبر پر آواز دی، اُتم رہا بے اپنے
بچے کو لے جاء، اُتم رہا بے در خیبر پر آئیں تو بے احتیار حصین نے کہا، اُتم رہا بے
ٹھنڈ کرن ہوں! لب لئے جواب دیا کہ آپ امام دفت میں، کہا رہا بے جو کھوں جاؤ،
صبر کر دی! آپ میرے آقا ہیں۔ کہا اپھا یہ امانت پر در دکار ہے اسے گرد میں
سبھالو، اب بچہ اُتم رہا بے کی گرد میں ہے۔ صین نے زیر ناہت ایک نغمی سی
لحدنا ایک چھوٹی سی تبریزی، رہا بے لامیرے بچے کو مجھے دے دے،

ل میں آنکھوں کے سامنے پھر دفن ہو گیا۔
 اُن مدرسین جب بچے کو دفن کرنے لئے دریا کی طرف رخ کر کے عباشت
 نے وازدہ، یہ بیٹے کو دفن کرنے پر یوئے تھوڑے بھائی کو آزاد کیوں دی دی
 جب ختنی مرمت کے فرزند ابراہیم کا انقاں ہوا تو رسول نے علی کو بلا
 رکھا، علی اپ کے لئے بہت محبت ہے کہ وہ بیٹے کو دفن کرے، علی جاؤ،
 پر ہے اللہ کو علی دکش دے کر تم دفن کرو، تھوڑا بھائی موجود تھا، پڑے بھائی
 نے حکم دیا، تھوڑے بھائی نے بھیپ کو دفن کیا۔
 میں تبارہ سکتے علی اس فرد دفن پر سکتے تھے
 کہتے کہتے کچھ زبان بے نبان رہ گئی
 تیر کھائے سوئے اس فریبانی رہ گئی

عقل

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اَرْسَادُ هُوَ اَعْقَلُ الْاَيْتَ بِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ رَحْمَةً رَوْمَ آیَتٍ ۖ ۸۷

ہم عقل والوں کے لئے اپنی آیات مفصل سالا کرتے ہیں۔ یہ براہ راست عقل ہے۔
 اس لئے انسان اپنے ہر عمل میں تابع عقل ہوتا ہے۔ اس کا خواب دیداری اُس کی محنت درپیش۔ اس کا سکون و امنtrap، وسائل رزق کی عافی، تو الدرجات میں اس کا ہر حکم عقل کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور اسی وجہ سے وہ جیوانات سے ممتاز ہے۔ درآمد کیکہ یہی نام اعمال جیوالوں سے بھی تعلق ہیں۔ انسان کو جیوان اس لئے شبیں پہتے کہ وہ زیور عقل سے اُرانتہ ہے۔ جب طرح انسان تابع عقل ہو کر اپنے ہر عمل میں جیوانات سے ممتاز ہے۔ اس طرح بینی تابع وہی ہو کر اپنے ہر کام میں دنی کے انسانوں سے بلند ہو گا ہے۔ اگرچہ وہ بشر مثلكہ کہہ کر جنس کا اعلان کرتا ہے مگر وہ جیائی کے مسئلہ کے ساتھ جیوان و انسان میں عقل عقل ہے اور انسان وہی میں عقل وہی ہے۔ اور جو نکد و می شارج اسرار حیات ہے اور وہو کی حقیقتیں کو مشکلت کرتی ہے۔ اور ہم جو زمان و مکان کے اسیں ہیں۔ اس وہی کی بدولت ہر فیض سے فریب ہو جائے ہیں اس لئے صاحب وہی کو یہ مکر بیکد کہیں انسان اپنے عقل کو جذبات بہبیت و جیوانیت کا ساتھ بنانکر جاہلیت کا شکار نہ پوچھائے۔ یہ

یقین ہے کہ ہندو ہوتے انسان کے قریب ہیں۔ اگر پرانا ہوا وہ سکس کی مندی میں آہائے
یہ خواہ شدت نفس کا ہا بندہ ہے تو وہ چونکہ صورت میں انسان بی رپٹھے کا اس سے
روحی معیار مغلل کو راضی نہ کر دے تو دوسرے انسان نے اس خور کا انسان کی جنوبی
ہم آگاہ ہو سکیں گے اور نہ اپنے آپ کو مستحد (الوں) کے اثر سے پھا سکیں گے۔ یہی
بے شخصی کو روحي ربانی نے مختلف مقامات پہانچانی عقل سے ایکلیک عقل و تعقل کی
یستاد کو واضح فرمایا۔

إِنَّ خُلُقَ الشَّمَوَاتِ وَالْأَنْعَامِ مِنْ مَا رَاخِيَةُ الْأَيْمَانِ وَالْأَيْمَانُ وَالْأَنْفُكُ وَالْأَنْفُكُ وَالْأَنْجُورُ
مَا يَسْعُحُ أَنْشَاءٌ وَمَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنْ إِشْكَارٍ مِنْ مَا هُوَ فَلَخَّا يَعْدُوا لَأَنَّهُمْ بَعْدَ مُؤْتَهِبِي
بَعْضِ زَيْنَهُمْ كُلُّهُمْ ذَاهِبُونَ وَتَصْرِيفُ الْبَرِيَّاتِ وَالشَّجَرِيَّاتِ وَالْمُحْرَمَاتِ وَالْمُنْهَمَاتِ
يَلْكِتُ تَقْوَاهُمْ تَقْيِيقُهُنَّ (سورہ بقرۃ ۱۷۳)

زمین و آسمان کی خلقت، رات اور دن کا اختلاف، دریاؤں میں کشتوں
فائدہ مند حرکت، بلندیوں سے پانی کا نزول، مردہ زیسوں کی دوبارہ زندگی
بیویوں کی حیات ہواؤں کا لفڑ، پادلوں کا زمین و آسمان میں سفر ہونا۔ ان
بے میں نہایاں ہیں مگر اس قوم کے لئے بھو عقل سے کام ہے۔

صورہ رعد اور سورہ روم میں دیگر مظاہروں میں قدرت کو بیش کیا گی اور
بیکی ارشاد ہوا کہ یہ آجیں عقل سے کام لینے والی قوم کے لئے ہیں سورہ
یہی ارشاد ہوا۔

أَنَّهُمْ لَمْ يُبَيِّنُوا فِي الْأَنْعَامِ مِنْ كُلُّ كُوْنٍ لِّمَمْ قُلُوبُهُنَّ يَقْتُلُونَ بَهَا أَوْ لِذَانَ يُسْعِكُنَ بَهَا هُنَّ
يَا لَا تَعْنِي الْأَنْجَهُدُ وَإِنَّكُنْ تَعْنِي الْقُلُوبُ إِنَّهُنْ فِي الصَّدْرِ — سورہ حجہ آیت ۱۴۰
کیوں وہ زمین میں سیر نہیں کرتے، زمین پر لینے والوں کے ماضی و حال
کی خلائقوں تھیں۔ اگر ایسا ہوتا تو ان کے ول عقل کرستے۔ ان کے کام سے

اور بخوبی کرتے۔ اس لئے کہ آنکھیں اندر نہیں ہوتیں جیسے بیس دل اندر میں
بوجلتے ہیں۔

سورہ البقرہ میں ارشاد ہوا۔

وَمَنْ كُفِرَ مِنْ الظَّالِمِينَ فَلَا يُعِيشُ الْذِي يُشْعِقُ بِهَا كَيْفَ يُسْمِعُ رَأْوِينَ
وَمَنْ لَا آتَهُ مِثْمَةً بِكَيْدٍ مُّكْيَدٍ لَا يُعْقِلُونَ (سورہ بقرۃ آیت ۱۸۱)

زندگانی والوں کی مثال یہ ہے کہ جیسے جا لوز جو سوا اس آواز کے اور
کچھ نہیں سخت جس سے اس کو بلا جائاتے۔ یہ رے گوئے اور اندر میں ہیں اس
لئے کہ وہ عقل سے کام نہیں لیتے۔

سورہ الفاتحہ میں ارشاد ہوا۔

إِنَّ شَرَّ الدُّرُجَاتِ هِيَ أَنْتَهِيَ النَّعْمَانِ إِنَّمَا يُعْقِلُونَ (سورہ الفاتحہ آیت ۲)
الشے کے خردیک پر پاؤں سے برداشتہ ہے اور گوئے ہیں جو طفیل ہیں کچھ
سورہ الحلقہ میں ارشاد ہوا۔

وَلَئِنْ شَرِقْتُ أَذْنَابَكُمْ فَإِنَّمَا يُبَيِّنُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ أَنْتَمْ (سورہ الحلقہ آیت ۱۰)
اگر ہم سختے اور عقل سے کام لیتے تو ہم اپنے جہنم سے نہ ہو سکتے۔

سورہ حشر میں ارشاد ہوا۔

عَبَدُوكُمْ جَبِيجِيَا وَ قَدْرُوكُمْ شَتِيْ ذَلِكُمْ بِآثَمِهِمْ فَوْمَ لَا يُعْقِلُونَ (سورہ
الحضر آیت ۱۶)

تم جیاں کر دئے کہ سب کے سب کچھ جان ہیں تگران کے دل ایک وسرے
سے پہنچتے ہیں۔ میراں درج سے کہ یہ لوگ یہ عقل ہیں۔

فَبَشِّرْ رَبِيعَ الْقَبْعَنَ مِنْ شَهْرِ حُمُودَ الْعَوَلَ مِنْ شَهْرِ حُمُودَ حَتَّىٰ اَنْتَ الَّذِي حَدَّمْ
الْمَهْمَمْ اُولَئِكَ هُمُ اُولُو الْأَيْمَانِ (سورہ زمر آیت ۱۵)

بشارت و دمیرے ان بندوں کو جو ذلیل کر سکتے ہیں اور راجحی بات کی پروپریتی تھے ہیں جس کی اثر نہ ہدایت کی جئے تو وہ سبی مسامب عقل ہیں۔

انان پر امیر تعالیٰ کا سب سے بڑا کرم یہ ہے کہ اس نے ان ان کو عقل مطا سے بچائے اور فدا کے دریاں اس کو محبت ہاٹھن فرار رہا اور بخلاف اشاؤ کو دیکھ کر درجستہ نظام و دوام انتظام عالم کا انذار نہ کر کے کوئی ذی مغل اثاثاں و جو رہا دری مگر نہ پختہ اور پھر اس پر لطف الہی یہ ہے کہ ان ان لوں میں سے ان بندوں کو نیاد کی جن کی مغل نا بیع و جی ہو کر جسی ہو اور اس کا شکار نہیں ہوتا۔ ایسے بچے زا دریاں اوز کے دریاں جگت ظاہری ترا رہا سائے۔ اس لئے درس میلستے نافی کو کتاب العقل سے شروع کرنا چاہیے۔ ناک عقل تو تجدید کی طرف مائل ہو در پھر خداوند اس ان ان کو اپنی بند دنال پسند اپنی خوشی و نیاز ارضی کے اسرابھ کاہ کرے اور پہلے دلخواہ اپنے آگئی دخیر بذریعہ انبیاء انسانوں تک پہنچے پہنچے ہیں سادہ نوالمیں منتظر ہر چیزے والا ان ان بند عہدی، جھوٹ، نکل، چوری، تسلک کو را سمجھنے والا انظرتاً زین صیف کی طرف مائل ہوتا ہے اس سائے کو عقل آسی میں اس پاپنی اور جما علی خفا ثابت اور ترقی کا امکان ہے۔

إِنَّ وَجْهَنَّمَ وَجِهَنَّمُ يَلْدِي فَلَرَا الشَّمَاءُ مُرَوَّةٌ كَمْ مِنْ حَبْقَانَةَ أَنَّا

مِنْ الْمُكْثِرِ كَمْيُونَ د سورة العنكبوت آیت ۷۶

میں نے کل کے پر ورگار کی طرف توجہ کی جس کا دیوارہ میرا رخ صربنہ آسمان و زمین کے خالی کی طرف متوجه ہے میں مشکل نہیں ہوں۔ ایک جستہ است ایک سکتی ہیجے جب خالی کے رہتے ہو۔ اور ان ان اسی محنت پر حرکت کرے تو اس ان ان کی حیات مغل کا آغاز ہوتا ہے اور جسی حیات مغلیں محنت و طہارت کی نہیں کریں کریں اخلاقی و معنوی بن کر مرد کے حیثیں حسماڑ آؤ ہو جائیں ہے۔ زمانہ مغلیں

ک قید سے رہا بکراں کا اثر تازہ لاحدہ دیوبھاتا ہے۔

اَنْ تَأْصِبُ اَنْ ذَبِّ سَيَهِدِ مُرْسَلٍ وَسُورَةُ الْمَانَاتِ آیت ۹۶

میں اپنے سب کی طرف جا رہا ہوں البتہ وہی سیری ہدایت کرے گا۔ پس از این
ابراہیم ملکی نہیں اُنہیں ایسا ہیم کے ہر شخص کی ہے جو علم سعد درہ ہا جس نے فرقی
کی پروافہ نہ کی جس کو کوئی ڈر لئے والا دُنہ سکا۔ اور نہ ملامت کرنے والوں
کی غائبی کو راہ حق سے ہٹا سکی اور وہ غیر ابراہیم آواز دیتا رہا
قُلْ هُنَّ بَنُوتُ سَلَاتِ وَكُنُكَيْ وَعَجَبًا يَوْمَ حِلَالٍ لَّذُو رَبِّيَا عَلَيْهِنَّ لَا مُشْتَرِكَ لَهُنَّ
وَلِلَّادِ لَكَ أُمُّكُمْ يَوْمًا أَوْلَى الْمُبْلِلِينَ (سورہ ملکم آیت ۱۶۲) (۱۴۳)

میری نمازوں دعا میری اطاعت میری موت میری حیات سب اللہی کے
لئے ہے جو عالمیں کارب ہے جس کا کوئی شریک نہیں اسی کا مجھے حکم دیا گی اور
تمہارا اسم مول۔ یتسلیم کی وہ نزل ہے جہاں ارادۃ الحدوڑ پسپارا ہو۔ لاحدہ دوہر
الہی کے تابع ہو گی۔ اور سبھی گندر گاہ ہے۔ جہاں تسلیم عقل سے گزر کر انہیں تسلیم
تلہی کی نزل پر آتا ہے کہ صارے احسانات و خرافات تابع مرمنی خالق ہو جائے
ہیں۔ اور مفارقات زائل مھامی و فتنی اور تو جہالت شخصی سے ایسا انہیں بلند ہو کر
ہر آن وہ ہر خلاصہ مخصوصی خالق کی کیفیت کو محسوس کرتا ہے اس کا فواب و پیداری
سب ایک ہو جاتا ہے جب وہ اپنے رب کی طرف جاتا ہے تو خداوندِ عالم اس کو
ایک فرزندِ خلیم کی بخشیدت دیتا ہے۔ اور جب وہ پہنچنے پھر نے کے قابل ہو جاتا ہے
تو ابراہیم میسا باپ اپنے فیض کا تذکرہ کرتا ہے کہ گربا میں تم کو اپنے بانخوں سے
ذیع کر رہا ہوں۔ گویا یہ طلب میں سیداری چکر بند ہے پسچاہی جو فتنی ہے یہ کہ لا آپ کو
جو علم طاہرے رہ اس کو آپ پھر را کریں۔ اُنکا اثراً پھر مجھے سیر کرنے والوں میں سے
پاٹھیں ہے۔

مَذْكُورَةً الرُّؤْيَا إِنَّا كَذَلِكَ بُشِّرْتُمْ أَئَ هَذَا الْهُوَ السَّبَلَةُ
لِكُلِّنَا وَنَذَرْتُمْ لِكُلِّنَا بِعِظَمِهِمْ رَسُورَهُمُ الْحَقَّ (۱۰۰ - ۱۰۵)

تلہیم تکمیل کا کال یہ ہے کہ راہ حق میں مرنی عن کو پا کر سب کو ترا عالم کر دیا
ائے اور ہر قریال پر قلب اس آواز کو سنتا رہے تھے مذکورہ تھے الرُّؤْيَا فَلَمْ
مَذْكُورَةً الرُّؤْيَا تَمَرَّتْ خَوَابَ كُوپِيَ كَرْدَهُ كَهْرَبَهُ مَنْجَرَهُ مَنْجَرَهُ
بُرْخَنَهُ وَالْأَسْبَبَ كُوچِبُورُهُ كَرَاسَیَ كَهْرَفَ جَاتَهُ بَعْدَ تَوْزِيْمَانَ دَمَكَانَ سَعَهُ
زَرْبَهُ حَنَّ حَوْصَلَ كَرْتَابَهُ بَلَلَهُجَيَّهُ مَوْعِيدَهُ بَرِّهُمَ بَرِّهُمَ بَرِّهُمَ مَبْنَى
بَرِّاَهِمَ بَرِّىَهِيَ زَادَتْ خَشْمَى مَرْغِبَتَهُ نَهَىَهِيَ چَابَاَكَرْتَلِیمَ کَمْزُلَ کَامَلَ ہو جاتے اور
بَسَ کَوْدَهُ حَبِّیْبَهُ مَزْلُ عَطَاَکَرِیَ اور جَسَ کَیِ شَهَارَتَ انَ کَلِ اپَنِ شَهَادَتِ
لَمْلَى وَعَقْلَى سَعَهُ نَهَىَهُ صَدَرَهُ کَیِ ہو ایسے کو اس ذَبَعَ عَظِيمَ کَے نَهَىَهُ پَنْدَگَرِیَںِ جَسَ
لَيَادِ آجِ سَاقِیِ جَاهِرِیِ ہے۔ اور قِیَاسَتْ تَكَبِّرَ پَارِمَنَالَ جَانَ رَبَّهُ گَلِ حَسِينَ
نَاطِرَهُ سَعَهُ نَورِنَظِرِ حَسِینَ، عَلَىَهُ سَعَهُ لَنَتِ جَلَّ حَسِینَیِ مُحَمَّدَ کَے نَوَاءَ سَعَهُ حَسِینَ نَهَىَهُ رَتِلِیمَ
بَسِیَرَتِ بَرِّیَهِدَ سَعَهُ اَلْكَارِگَارِیَ اور اپَنِ دَاعِیَبَتِ الَّتِی مَرِیَتِ بَرِّیَهِدَنَیْنِ سَعَهُ بَوَّهَ
وَہَرَ رَجَبِ ۴۰ وَ کَوْدَیَتِهِ سَعَهُ، مَالَ کَلِ قَبْرَ، بَیَانَ کَلِ لَوْسَ نَانَا کَامْزَارِ بَرِّیَهِدَنَکَاهِ
یاسَ سَعَهُ مَدِیَہِ مَیِں رَدِ جَانَے دَالَوْں نَهَىَهُ اَهَامَ کَوْرِبَکَارِ دَلِیْمَیِں اَبِ سَافَرَ کَبَرِ
آتَیَهُیَں۔ بَرِّشَیَانَ کَوْسِیْنَ اِبِنَ عَلَیَّ بَرِّکَرِیَپَیَے، اِسَ فَیَالَ سَعَهُ کَهْ حَاکِمَ وَقَتَ کَلِ نَکَّاَ
ذَانَ سَفَارَاتَ کَے سَلَیْلَے مَیِں بَرِّکَهَا اَهَمَّتْ بَانَیَهُ اَنَدَرَ کَلِهِ گَلِ۔ اور کَوْہِیَنَ فَانَهَ غَدَرَا
کَیِ حَرَمَتْ مَنَائَحَ نَدَہُوِ حَسِینَ اِبِنَ عَلَیَّ اِبِنَ عَلَیَّ سَعَهُ یَرِکَبَرِیَکَرِیَپَیَے کَهْ مَنَاهَ کَرِ جَلَّا جَنْجَ
کَرِ وَعَدَهَ طَلَلِ اور اَکِرَنَا بَهَارِ سَهَرِ غَرَبَانِیَوْسَ کَوْبَیْشَ کَرِنَاهَبَهُ۔ مَدِدَذِیِ الْجَوَیِ کَوْکَرَ کَے
کَوْچَ کَیِ ۹ رَذَیِ الْجَوَیِ کَوْسِیْرَآلِ مُحَمَّدَ سَلَمَ بنِ عَقِيلَ کَے نَلَ کَلِ خَبَرَطَلِ۔ بَرِزَمِیِ الْجَمَرِ
کَرِیْشَمَ تَجَارَتَلَ کَرِدَیَتَهُ گَنَجَے۔ ہَرِ حَرَمَ کَوْرَعَدَهُ گَاهَ پَرِغَامَهُ کَالَالَ ہَبِیْپَا حَسِینَ نَهَیَ اَبَکَ

بُتی بسائی نئے نب ہوتے۔ ہر ہرم سے لٹکرتے نہ لگتے۔ ۱۰ ہرم کو پان بند ہوا مگر می
کے دن بچوں کی پیاس، اڑاں کا اڑا پنا، گوریوں کے قابل ہو جانے کا فوف، عرضی اہ
می کے مسافر کے لئے ہر قدم پر صوبیں تھیں ۱۱ وِ جَهَنَّمْ وِ جَهَنَّمْ بِاللَّذِي فَطَرَ الْحَمَوَاتْ
ڈالا درجہ لزیں ہرم کو جیسیں جو لٹکر اخدا میں گھر جائے۔ ایک رات کی بہت اور دی۔
شاید کوئی مرد ازاد لٹکر جو کی طرف آکر شال بخونہ بن جائے تو وہیں ہرم کی صبح سے
لڑاک شروع ہوتی۔ ہزاروں تیر بھلے ہیں جملے میں لٹکر مخالفت کی سہت سے چلے
۱۲ انواروں میں ترک کر رکنے پھر پیپن کے سامنی چلنے ٹھنڈی کے رینق چھوٹے۔
عزمہ دل کی باری آتی۔ سینین پاک کے نمائندے کریماں موجود تھے جیسیں ان
ملل ختنی مرتبت کی نمائندگی کر رہے تھے علی اکبر حسین جو کے نمائندے تھے عاصی میں
کے اور قاسم امام حسنؑ کے مزالق انجام دے رہے تھے۔ ناطق عکی تیابت نہیں
کر رہی تھیں علی اکبر میدان میں تھے جیسیج نے جھر کی را دری اور یہیں کی لاش خود
انٹھا لائے۔ قاسم این حسنؑ کی لاش پا مال جو تکی تھی جیسا نے اس کو رکھ کر عرب
میں انٹھا یا رجھا ہوں کی دلشیں آئیں تو زینب نے شکر کا سجدہ ادا کی۔ بیاس درڑا
پر عالم خارج کر رکنے۔ جھوپیہ کا بچوں اصرت تیر کا نہ بنا۔ سفضل میں اس کی تبریزی
عصر کا دلت آتا چلا۔ جیسا کہ این علی زیع فظیلہ کی منزل پر آئے۔ دعاۓ ابراہیم اور
محمد کی نگیل کا وقت آپا رک کر لاشوں پر نظر کی آزادی۔

بِالْبَطَالِ الْعَفَلِ وَبِالْفَرَسَانِ الْجَبَابَانِ

انادِ بیکو غلام تجیبوی۔ ان امن نامہ صرف نظرنا

میرا نیس کہتے ہیں۔

ناگاہ سرئے لاش پر رجا پوی نظر

فرماتے سر کو پیٹ کے سلطان بخود بر

سر نے پوچھا دھرے ملکے رخسار غاہک پر
بڑا گھوکہ گھوڑے سے گرتا ہے اب پدر
بھروسے پدر کو نیتھے میں تریان آپ کے
آذناز عصر مڑھوسا تھوڑا پے کے
پھر دریاک طرف رکھتا اور آواز دی۔

باسی نامدار تواندھی کے آؤ
پہنچتا ہے نیپٹ میل ہے من بنجھ کے گھاڑ
چھڑاکو میری زدہ پر جو پانی کھیں سے ہاؤ
پئنے پوتے عدم کے مسافرے مل تو جائز
بھبھ کے کام آئے ہیں پیٹے ہیں روئے ہیں
بارہ پھر تو نے کر دیئے ہے موئے ہیں

فیکے میں کھرام عپ ہوا تھا۔ سب کو امر بھر فرمایا۔ ہم بیدھا رکے سر لئے
آنے، ان کو خدا ہما فتو کہا۔ زینب کو دیکھو کر بولے۔ یہم نے قافلہ کو مدینت سے کر جائے
چھپایا ہے۔ اب ہمارا کام ہے کہ قم اس قافلے کو شام اور شام سے مدینت سے چاؤ اور
جب مدینت چانا تو سیرے ناتا کو میری طرف سے سلام کہنا اور یہ کہنا کہ حسینؑ نے
اپنے مردھے کو پورا کیا۔

سب کو خدا ہما فتو کیا تھی سے پردے کے فرب آپ نے آواز دی کوئی پے
ہمدری موارنی لانے رلا ہکری۔ خدا گھوڑا اگردن ڈل کے زینب آیا۔ اب سارے ہوتے
ناگاہ ایک بیچ کی آواز آئی۔ ٹھہر دیا۔ سین گھوڑے سے اتر پڑے بیچ کو پیار کیا
اور کہا۔ سکین، عین لعلی ایسا تھا بالدار مجھے چھوڑ دو۔ میں شاپد پال لاسکوں۔
بیچ نے باپ کو خدا ہما فتو کہا۔ دم بخود دوازہ خیر رکھ پہ کھڑی ہو گئیں۔ اس

اس انتظار میں کہاپ آئیں کے یہیں نئے نگر بلکہ میدان میں شام ہو گئی۔ سینے
نہ آتے خیکے جلے۔ پھوٹے طاپنے کیا تھے۔ لگرنے میں نہیں آتے۔ اذہب اور
ملائی بڑی ڈھنے پھوٹ کر جمع کرنا شروع کیا۔ جب باہر میدان میں سب ایک
جمع ہوئے تو زینب نے دیکھا کہ سکینہ نہیں ہیں۔ ہر طرف آواز دینی ہوتی ہے۔
سکینہ، سکینہ، ریا پہ جا کر پکارہ اعیاں۔ اکی وہاں سکینہ آئی ہے۔ بخت میں آئیں۔ پی
کو پکارا۔ اوڑ آئی آہستہ تو وہ ہند سکینہ ہاں ہمارے سینے پر سرد ہی ہے۔ زینب
نے سکینہ کو چونکا یا شانہ ہلا کر کہا چلو۔ پھر اسکے سیدھے نہیں سوتے۔ لگھرا کر کہا پھوٹھی اماں!
میرے بھا باما کیسے ہیں۔ ہی یقین لازم ہوا اور مستحب یقینیوں

(شعراء)



حصہ بیست

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ذَا الْعَصْرِ - إِنَّ إِلَّا إِنَّا نَنْهَا خُسْرًا - إِلَّا الَّذِي يُؤْمِنُ أَفْتَوَاهُ وَعَوْنَوْلُ الْعَيْلَةِ
لَوْلَا سَوْدًا بِالْفَقْرِ وَلَوْلَا مَسْوِيْبِ الْمُشْيَرِ وَسَوْدَةُ الْعَسْرِ

شرافتِ انسان کا اعلان کر دئے ہوئے قرآن نے بعض ایسے فضائل میں
روئے اور بعض ایسے فضیلتوں کا اعلان کے لئے وجوب ثابت کیا کہ ان کے فضائل
فضیلتوں کی بنابرائی کی اثاثت ساری موجودات میں محل و نکار دلکشی کی۔ ان
ام فضائلِ نفسی، ان ذمہ حسنهات رکھ لادتِ نفس انسانی میں ایک اہم حزل ایک
یہ حزل ایک اہم فضائلِ شرافت ہے تو اسے پاپ سبزیں انسان ہی کے لئے ہے۔
ہیوان کے لئے یہ لفظ استعمال بتاتے، خرچتوں کے لئے جیوان کے لئے
ہاتھوال اس لئے تھیں ہر سکتا اسے بدوں نقل نہیں کرے بغیر علم نہیں جانتا
لہم کمال پر جائے گا اسی قدر بہرہ میں تکمیل ہے پتھے گا۔

ابو سعید رضی قیام ہے اینی ایک لشکر کا دوسرا رکن کے مقابل میں قیام
رہنا سبڑے، یعنی بالٹ کے مقابلہ میں حق بھائیم سبڑے کذب کے مقابل میں
سدقہ کا قیام سبڑے، ظلم کے مقابل عدل کا قیام سبڑے، ناقہ کے مقابل میں حق
کا قیام سبڑے، ریونکہ حیوانات کے لئے جرمیت کے لئے نہ ظلم ہے اور ناقہ کا قیام
میں آنکھ کہے۔ اس لئے حیوانات کے دامنے یہ حدت کبھی منذکر نہیں ہوئی۔

اور علاجگر کے لئے لفظ اس برا اس لئے نہیں آیا کہ علاجگر ہیجان مقامِ تقریب میں
حوالہ حضرت احمد رضیت میں فیض یا ب و نیمن کا ہم ہیں۔ ربنا ز شہزادت میں نہ خواہنا

ہیں کہ ان پر قابو ہانے کے لئے سبکی ضرورت ہے۔ اس لئے عالیکارے سنت
خواہیں کوئے کہ اس سبک کو ضروری نہ ہانا۔ یہ فقط ایک انسان ہی ہے جس کیون
سبک لازم فزار پایا۔ اور اس لئے لازم فزار پایا اگر میبیت پرمول کی طرح
سبک خیں کرتا تو احمدیوں کی طرح میبیت کو بعد ناپڑتا ہے۔

ایک علیم منزل ہے سبک یہ غیب سنت ہے دشمن بھیدن ۹۰ سے زیادہ
حفاظات پر سبک کا ذکر کیا ہے افیاء کے ساتھ اس سنت کو مذکوف کیا اور سبک کا
ذکر کر کر تھے اس کی بندرگاہ کی سنت سبک کو نہ لے بھکریا تے جوستے کہا اتنا دعویٰ ہے
تھا پیرا د سورہ مس آیت ۲۷، یہ نے اس کو حما برپا پا ختنی مرتب کیے لئے ارشاد ہوا۔
فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُو الْعَزْمٍ مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ هُوَ شَدِيدٌ وَّهُوَ أَسْعَى مِنَ الظَّالِمِينَ
فرج اول العزم افیاء نے سبک کیا تو آپ نے دیکھا کہ فقط انسان کی خزانت سبک
خیں ہے بلکہ اول العزم ہم کمال اور ان کے ہی نے جانے کی ایک سنت سبک
افیاء پر یقانی ہے ہم سبک سے۔

باب نہیں کو قراب سے آنکا ہے کیا یہاں بھی بن، باب بھی یہی بیٹھوں کی اس
منزل پر نہیں ہے کہ فرمایا کہ یہ نے بچپن ہی بیٹل اسے توت نسل اعلیٰ کر دی تھی، جب
باب نے بیٹے سے کہا یہیں این اہمیتی فی المکام آئی اذ بھک نما تکڑی معاذ محری د سورہ
حفاظات آیت ۲۸، یہیں نے قراب میں دیکھا ہے کہ علیں تم کو ذرع کر رہا ہوں، بناز تم کیب
دیکھتے ہو تو اسی راستے کیا ہے ہذا تھا وہی مرثی کیا ہے تو بیٹے نے کہا یہاں پر
اَعْلَمُ مَا لِلْمُؤْمِنِ يَجُدُّ لَّمَّا نَأَتَاهُ اللَّهُ مِنْ أَنْتِي بِمِنْ رِحْمَاتِهِ مِنْ بَابِ جَهَنَّمِ مُلَاقِتُهُ
اس پر عمل کیجئے اللہ نے چاہا تو آپ مجھے سبک کرنے نے والوں میں پائیں گے کوئی کوشش نہ
میری ہوگی مگر سبک چاہنا اس کا ہے۔ اگر یہ نبی کی زبان ہے مرثی نے چاہا تو آپ مجھے
سایہ داہم ہیں ہے پائیں گے۔

عفور ختنی مرتب کی نے ارشاد فرمایا مسکن سبک دو قسمیں ہیں، دو سورتیں ہیں، ایک

وہ سب کرے اس چیز پر بوجھے پسند نہ ہو، بات لکھنے والے ہو اور وہ بات سامنے آئے تو سب کرے، دوسرا یہ کہ کوئی چیز رجھے تو بہت پسند کرتا ہے نمطے تہذیل نہیں پر سب کرے فرمایا۔ یاد کھو ساپر کے لئے لفڑ لازمی ہے۔ عاشر کی شمع اور کامیابی لازم ہے اگرچہ ذمہ دار کھلکھلے جائے۔ زمانہ مولانا پوچھائے تھے مگر بیٹھیں معاشر کا ذکر آئے تھے کہ لفڑ اور شمع کے لئے ہر سماں، نعمت و کامیابی کے ساتھ ہو گا۔ اس کی نعمت و کامیابی ہمیشہ خود کی تھی اس کے میں رہے گی ہزار یا یاد کھو مرداں و اس سب کو ناسیک ہو دے گزر تاہم از مانہ خود میں کوئی بزرگی یاد کھو ہونا ہی ہے۔ بھیت کو تو ایک حق کیوں نہیں پیدا کرے سب کرے۔ یہ منزل ہے جبکہ مخصوص سب کو کبھی ناچاہتا ہے۔ سب کی تحریف فرمائے ہوئے کہ سب جو سب انسان ہے۔ قرآن مجید میں بھیب مقامات پر سب کا ذکر آیا ہے۔ سوہنے بقرے سفلیں سب کی آسمیں شروع ہوتی ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے ﴿إِنَّمَا يَنْهَا مُحَمَّدٌ وَالْمُّنْبَرُ﴾ ﴿أَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ الْمُعْلَمِينَ﴾ دوسرہ بقرہ ۲۳، مدد و لذب کرد سب کے اور سلوہ کے اور ارشاد سب کے والوں کے ساتھ ہے ﴿أَعْلَمُ الْمُعْلَمِينَ﴾ نہیں کہا۔ لیکن منزل ہے صرف نہیں کہ سلوہ کا درجہ کچھ کم ہے۔ نہیں آغاز سلوہ سب کے اور ارشاد کو قائم نہیں کر سکتا مگر ساپر۔

اب جو کوئی کسی سیکھے کرے اُشتہد اُنکے قدر اُنہیں اعْلَمُ الْمُعْلَمِينَ زیارت نہیں ہیں گراہی دینا ہوں کہ تم نے نماز کو قائم کیا تو اس کے معنی پر نہیں کہ تو صابر تھا۔ بخوبے بڑھ کر صابر نہیں ہو سکتا اور اُنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ الْمُعْلَمِينَ اللہ ساپر کے ساتھ ہے۔ اس کی صحت بیویوں تو ساری کائنات کے ساتھ ہے مگر یہ کہنا کہ ہم سب سب کرنے والوں کے ساتھ ہیں اس کے معنی ہی یہ تھے کہ اس کی مخالفت میں نیام کرے گا جو سب کی مخالفت میں اعلانِ عدالت کرے گا، ہم اسے پسند نہیں کریں گے ہم اسے محظوظ نہیں رکھیں گے یہ ہم کبھی نہیں چاہیں گے کہ ہمارا بندہ تو ہیں الھا ذلت پلتے ہمارا جدہ نکاحِ قلن میں سبک قرار دیا جائے، ہم ساکھیں بس

کرنے والوں کے بھار کی قیمت ساتھ ہے، لیکن ہے تو شید ہو جائے تجربہ
لیکن ہم چاہیں گے تیرانامہ ہے مگا۔ اور فوراً کہا وَكَمْ شَوُّلُوا إِمَّا يُقْتَلُونَ فَإِنْ تَبْلِيلُ
الثَّوْآتُ أَمْرَاتٌ طَابَلْ أَمْيَاتٍ وَلَكِنْ نَذَا شَعْرُكُنَّ رَسُورَه بَغْرَ ۲۵۱) اور غبرہ الایمیہ
نہ کہنا کہ مردگان را ہدایت کیا رہا فہد امردہ ہیں، ہمیں وہ زندہ ہیں لیکن
تم کو شور نہیں ہے، تم نہیں جانتے جو اور یہ طے ہو چکا ہے کہ ہم اسکا لیں
گے، ہم بغیر امتحان کے کسی کو نہیں حبقوڑیں گے۔ ہم نے کسی کو بھی بغیر امتیات
کے نہیں حبقوڑا ہے، وَلَعْلَهُ كُلُّمَّا بِشِئِيْرِ الْعَوْنَى وَالْجَوْعِ وَالْقُصْرِ مَنْ
أَلْمَوْالِ وَأَلْوَالَ قُسْ وَالثَّرَاتِ طَوْلَشَرِ الْقِبْرِيْنَ رَسُورَه بَغْرَ ۲۵۵) ہم امتحا
لیں گے۔ غوف سے بھوکتے، اموال اور بہاؤں اور ثمارت کے لفڑاں سے، ہم
امتحان کی منزل پر جب پہنچا دیں جسے تروش فیری ناد و سبر کرنے والوں کو کہ تذین
إِذَا أَفَّا بِنَعْمَمْ مَيْتَبَةَ قَالُوا إِنَّا بِرِبِّنَا وَإِنَّا إِلَيْهِ مَعَ اِجْعَوْنَ رَسُورَه بَغْرَ ۲۵۶) جو
میبیت پڑھنے کے وقت کہتے ہیں کہ جلد ہم اللہ کے لئے ہیں اور ہم اس کے حضور
میں پہنچ کر جانے والے ہیں: جب ان پر کوئی میبیت پڑھی ہے تو ان کو دریا لوں
کا احساس ہو گا، ایک بہ امر کہ میں کسی اور کی ملکیت میں ہوں، سابقہ یہ احساس
ہو گا کہ مجھے یہاں رہنا نہیں ہے پہلے احساس کے لئے کہا اتنا لئہ، ملکیت
اس کی بے اور پوئکہ رہنا نہیں ہے، اس لئے کہا اتنا لیے، اجعوں یہ رد
منزل ہے بہاں سابقہ دل کو قدرت ہو اور اللہ علیہم دُكُوت عَزَّزَتْ فَقَنْ عَزَّزَتْ جَهَنَّمْ وَ
الْجَنَّةَ دَسُورَه بَغْرَ ۲۵۷)، انہی پر صلوٰۃ انہی پر درود ان کے رب کی طرف سے
اور رحموں کی نہزادی ہیتہ ہوتا رہتا ہے لیکن اللہ کی راہ میں قتل گردیتے جائیں تو آپ نے
ترکھا کہ ان کا منام سبیر ہے کہ میبیت فہد امیری سے سابقہ زہیں۔

سبیر شانِ نبوت ہے اولو العزم انبیاء کی فضیلت سبیر ہے، اور آجھے بڑھے
وَجَعَلَتَ مِنْهُمْ أَئِمَّةً يَتَّهِّدُونَ يَا مُرِئَ الْمَسِيءِ وَالْمَوْلَى كُمْ أُبَايِتَنَا يَا يُؤْقَوْنَ رَسُورَه

مسجدہ سے ہم سے ان کو امام بنایا جائے تاکہ وہ پدراست کریں اس لئے کہ وہ صادق ہے۔ تو مسیح نبوت کے نئے عجی لازم ہے، صبرا امامت کے لئے عجی لازم ہے، صبریں تو نہ نبوت ہے، صبر نہیں تلوڑ امامت ثابت ہے، مقام نبوت دامامت کے لئے ضروری ہے صبریں۔ اور اس لئے راوحی میں قیام کرنے والا حق کھلا اعلان کرے کہ ہر صبریت کو جیلیں گا اسکو واپس نہیں لوں گا۔ قدم پہنچنے نہیں ہیں ہیں لئے جو کہہ رہا ہوں ہیں کیونکہ، مر جاؤں گا، یہی کہوں گا۔ یہ بے منزلہ صبر ہے۔

بھی نہیں کہ انہاں چیزوں کو ہو جائے، بھی نہیں کہ خاوشی افتد کرے، صبر کی ایک صورت ہوگی مگر نہیں جب راہ کو طلب کی اور سوچ سمجھو کر طے کیا اور کہاں ہیں است کے لئے، مدد کے لئے بھی راہ مناسب ہے تو اس راہ پر رکتے جانا۔ اڑھانا صبر ہے، فور سے سمجھو یعنی کہ جنگ میں بھی صبریے ملک جس بھی صبر ہے۔ ملک عدیہ پر مسلسل اغترہات ہو رہے تھے کیا کیا آپ نے؟ آج یہ تو کی ہیں مگر سابقہ تھے، حضور وہ نبوت کا صبر تھا۔ ملک عدن پر ہزاروں اغترہات ہو رہے تھے۔ مگر من نے راہ مستعین کر دی تھی کہ اس راہ سے جانا پہنچ کر بیٹا کو۔ دنیا بوجائے کہے مگر اس قائل کو اس راہ سے ہی کر بیٹا جانا بنتے۔ یہ امامت کا صبر ہے۔

ناہیر ہے کہ دنیا جانتی ہے صابر عین نگہ کے نواحی کو، وہ جس نے اپنے صبر کی طاقت سے دنیا پر یہ داشت کر دیا کہ ہم نہ اپنے قول کو بدلنے ہیں نہ اپنے کلام میں تغیر پیدا کرتے ہیں۔ نہ اپنے ثبات عدم میں لغزش کو آنے دیتے ہیں یہ کہ دیا کہ اماحت رسول کا قلاودہ ٹھیک ہیں ہے۔ اب کسی کی بیعت نہ کن نہیں، رسول۔ زندہ ہے اس کا مکمل پڑھدہ ہے ہیں۔ اب کسی اور کامل کیا پڑھا جائے گا، انکار کر دیا انکار پر اڑتے رہیے اور اس قیام کا تجوہ کر بانہے اور اس قبضہ میں ہائیہ ثبات ہیں ہے۔

اس سورے میں اس صبر کے مظاہرے نے یہ جلاریا مزند رسول کا بب
نام آئے چاٹو صابرین کی فہرست میں کسی ایسی منزل پر آئے گا جہاں آرابینڈگی
کو محو خل رکھتے ہوئے یہ عرض کروں گا کہ اُن ختمی مرتبت کا نام آرہا ہے صابرین میں
اپنے نے نہ زرمایا گا" جو تکفیف بجھے دی گئی وہ تکفیف کسی بھی کو نہیں رہی گئی،
تو سپر اس کا یقین رکھئے کہ ختمی مرتبت کے ساتھ ساتھ حسین کا بھی نام آئے گا۔

صبرے پاس اسنال لال ہے، علمائے اسلام نے لکھا کہ لواحے کو دیکھو کر بختے
نخے کہ یہ بنتیت کی منزل ہے ہے، حسین مجھ سے ہے ہے اور میں مسین ہے ہوں۔
تو اس بنتیت کی منزل پر صبر رسول صبر حسین ہے۔ میں اور آئے بڑھوں، میں
صبر حسین اسی لئے ہے کہ لقا فنا کے رسالت ہیں ہے، دنیا سے جاتے مجھے کہا
پڑتا ہیں دیکھو رہا ہوں کہ لوگ تیرے سر کو سختا یعنی دم کے پاس سے جا رہے ہیں، حسین
صبر کرنا، قابلہ کے لال نے صبر کیا اور میں و آخرین میں کسی نے اس طرح عمر بیٹھیں
لیا۔ مجھ کے لذسوں کو یہی اس کا حق پہنچا تھا کہ وہ صبر کریں اور بقاتے اسلام کی
نکرا اعلانے کا درحقیقتی کا انظام کریں۔

صبر کی نہیں منازل ہیں۔ معارف احوال اور افعال میں معارف کی نکل ہے،
کہ اصول احوال کی صورت یہ کہ اصول پر یقین احوال عمل کی منزل میں یعنی معارف شجرہ
احوال ڈالیاں، افعال اس کے سلسلے، صبر کا عالم یہ ہے کہ معارف کی منزل پر اصول کے
پڑا ہو ایسے۔ احوال کی منزل پر یقین سے پڑا ہوا۔ اور افعال کی منزل پر عمل کر کے
وکھوار ہا ہے کہ دیکھو تیرتھی یوں ہوتے ہیں میر لقی میرتھے ہما

زیر شمشیر ستم میر تڑ پن کیا

سر جگی تسلیم محبت میں بلا یاد نہیں

حضرت موسیٰ اولوال عزم ہیجیرہ میں انمول نے خضرائے پوچھا اپنے بھے تعلیم دیں

سے، خفر نے جواب دیا۔ تو اُنکے کو تائیدیں میغیں بیٹھیں اور وہ کہنے لگا۔ انہم سب سے
ساخہ صبر کر سکوئے ہیں اولوں الغرم نے کہا۔ کیوں میں صبر کر سکوں غلام خفر نے
جواب دیا۔ میکف تضییر ملن فالم عطیہ، مُبَرَّزٌ، مُوَدَّعٌ، مُهْلِكٌ، وہ صبر کی کہے
کہ میں کو علم نہ ہو، میں کو حساب و انعام کا علم نہ ہو، وہ صبر کی کہے چکا۔ صبر کا مل بتوانجا
بے علم کے کسی ای کے ساتھ بیعنی نے محمدؐ کی زبان چوس کر پروردہ پائی۔ اس
تین صینیں جان رہے تھے کہ انہم شہادت کیا ہے۔

اس شہادت کیا حصل کیا ہے، اس شہادت کا اثر تاریخ پر کیا ہوا ہے۔
آنے والے مسلمانوں پر کیا اپڑے ہکا، تیامت نک پر شہادت کس طرح محفوظ امانت
ذکر، انکار اور شعور کے اختیار سے ہر حال جو صینیں نے موجودی ہوا۔ ہر مسلم کا علم تھا۔
آخری منزل ہے کہ صبراً غافراً اور صبراً حنام، ہر ہنسوں سے رخصت ہو کر، ہنسوں سے رخصت
پوکر چلے تو میرہ اور عقبات کی دیت کر کے چلے کو تواریخِ التفسیر میں صبر کرنا، عاجله
بیمار صبر کرنا، عصر کا بیجام قرب آئیا۔ وَالْعَصْرُ عَصْرٌ كُفُرٌ قسم، اَنَّ رِلَاثَةَ لَقَنْتُهُ
ان ان فارسے ہیں ہے إِلَّا الَّذِينَ أَمْتَحِنُ أَوْ تَسْبِحُوا الشَّيْخَاتُ وَتَأْتُو بِالْعُقَدِ وَلَا يَشْرُونَ
پارٹی پر مسماں ایمان اور عمل صالح کرنے والے اور حق اور صبر کی دیت
کرتے رہے وہ فخر ہے میں ہمیں ہیں۔

پتا ہیں کہ عمل صالح ر آخری سجدہ کیا نہیں اس زمین پر ذات را بیکی
بارگاہ ہیں۔ یہ منزل ہے ویکھا آپ نے۔ چلے صبر پر صلاۃ۔ صابر نے سجدہ کیا تو
سر کھتے ہی آوازِ ری "یاقیات المتفیش" تیرے استوانہ میں صابر ہوں۔ تیری
مشیت کو تسلیم کر رہا ہوں۔ تیرے حکم کر داں رہا ہوں تیرے سوکوئی مجموعہ ہیں۔
ایے پہنچا ہوں کو ہناہ دینے والے۔ ہمیں تیری بارگاہ ہیں آرہا ہے۔ تاریخ
پہنچتے ہے کہ آخری سجدے میں یہ آخری الفاظ ادا تھے۔ "حرام ک دسویں ملکہ ہے"
حضرت کوادرت ہے آنکہ دو بنے کے قرب ہے ابے میں معلوم ہوا کہ زمینِ مرزا

علیٰ گئی کائنات میں تہلکا پڑا۔ ایسا سلوم ہوا کہ ہوا تین مند ہو گئیں۔ ایسا سلوم ہوا کہ انہب کو کہن لگ گیا۔ ایسا سلوم ہوا کہ انہمیرا چھائیں۔
 تمہرا کر علیٰ کی بیٹی نے عابدہ بیمار سے کہا کہ بیبا! یہ کب ہو رہا ہے۔ تہلکہ دیا
 پھر بھی امالہ رامیرا اختر تمام کر مجھے نیچے کے درستگسے چاہیے۔ پہنچایا، پردہ اٹھایا۔
 عابدہ بیمار نے سر بلند کر کے کہا بابا عابدہ بیمار کا سلام ہو۔ مظلوم سے بیمار نے
 صابر نے صابر کو سلام کی۔ تیاست کی شام رہے، شام غریبیں اور درادب
 میں لفظ عامم ہے۔ مگر جہاں جا کر اطلاع انتہا تو پایا گیا وہ میزاگی زمین تھی۔
 کر بیا کی سڑی میں پر دینا نے دیکھوں پا کہ حقیقت میں سپر کرنے والے ایسے ہوتے
 ہیں۔

اوایپ یہ آخری منزل ہے۔ سپر کو ماں گھر نے کاہشہ بان وارث تقل
 ہو گئے، ہال نیچے علیٰ پلے الجوں نے ملائیں کھائے، سیدانیاں مل جکیں۔ مگر اب
 سپر کا کمال دیکھو کہ کسی سے آکر شہزادی زینب سے کہا بی بی! یہ اعلان کرو یا کیا ہے کہ
 سردار ان شکر و قبائل اپنے اپنے شکر و قبائل سے سرداروں کی لاشوں کو ہٹایاں اس
 لئے کہ ایک فریب کی لاث کھوڑوں سے ہمال ہونے والی ہے۔

ایک ایک کا لاث اٹھا بالیا، مرے کے قبیلے کے ایک بھی عواریں بھراتے ہوتے اور
 یہ بکت پلے کہ جس سکے وارث زندہ ہوتے ہیں وہ لوں لاثے اٹھاتے ہیں۔ اب
 ایسے میں زینب کے سپر کا اندازہ ہکروں عابدہ بیمار کے سپر کا اندازہ کرو کہ بھوں سے بکتے
 جاتے تھے کہ تمہرا بنا نہیں۔

بِدَائِيْتُ رَبِّي

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

إِنَّكَ لَأَنْتَ بِيْ مِنْ أَحَبِّكَتْ وَلَكَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَنْ أَشَاءَ نَمَاؤُهُوَ عَلَمُ
بِالْمُعْجَنَدِ يُنَزِّعُ (سورہ قصص آیت ۵۶)

بِدَائِيْتُ مَنْ نَعَى اسلام میں ایک خلافی مسئلہ بن کر رکھتی ہے اور اس آیت
کا ترجمہ یہ ہے کہ آپ اس کی بِدَائِتِ نیسیں کر سکتے ہیں کوئی آپ دوست نہ کھئے ہوں
جس سے آپ محبت کرنے ہوں لیکن خدا جس کے لئے چاہنا یہ بِدَائِت کے
دروازے کو کھول دیتا ہے وہ ہتر عنان تا ہے کہ بِدَائِت یا فَرَكُون ہے ۔

سادیہ کنف زمخشری نے بڑا ذرائع معرفت کی کہ احمد بن مسلمین ہے کہ
بِدَائِت عذرت ابو طالب کے لئے ہے، جن کے لئے پیغمبر کی پڑتی خواہش تھیں کہ وہ
بِدَائِت پا جاتے غمگیر کہ وہ بِدَائِت نہ پاس کے اور ان کے لئے بِدَائِت آئی ہے ۔
وہ اس سے پہلے بھی اس موصوفی پر روشنی دلآل چکے ہیں اور بشرط نویش
اہلی اس مسئلے میں تفصیل بحث کی ضرورت ہے اس سلسلے میں آپ کی معلومت
قرآن مجید کی کوئی آیت ہو اس کی تفسیر کا طریقہ یہ ہے کہ احمد صحاہی فیصلہ کریں
کہ یہ آیت کمال اور کعب، پیغمبر، کس طرح اور کس شکے لئے نازل ہوئی تھی اس سورہ
قصص کی آیت کے متعلقے میں مسئلہ رد اٹ یہ ہے ۔ ابو سہل ستری رد ایت

کرتے ہیں عبد القدر مسٹنی سے اور عبد القدر مسٹنی روزیت کرتے ہیں
ابو صالحؑ ہے ابوالواسیع روایت کرتے ہیں عبد الرضا بن عباس سے کہ وہ
بچہ تھا کہ بہ آئیت حضرت ابوطالبؓ کے لئے نازل ہوتی ہے یعنی منی روزت
شنبہ ہذا عمر ارب کی دادہ سماں ہر جانشیں لیکن تھے پرستے۔ آپ نے فارغ الجم
رمیا کہ الحمد للہ یہ تھا میں کی بات نہیں ہے۔

اب اس سنتے ہیں ذہنی چور جمال کا سب سے بڑا ماہر پس اس سے علم
احلام کا تجزیان ال فناں اس کی کتاب کا نام ہے اس کتاب جس سے
تفہ و نظر کے کام پڑا ہے کہ کون راوی اللہ اب ہے مکران راوی لزیب
کون راوی ضعیف ہے، کون راوی تفسیر ہے، کون راوی رشاد ہے رشاد
جیزیں اس میں ذہنی تجھت کرتے ہیں کہ ابو سہل ستری کا پیغمبر کی کہ
وہ مس مخالف ہیں یعنی عدالت کو گئی خوبیت سے بیان کرتے۔ انہیں ایک حدیث
کو الفاظ بدایاں ہائی کرتے۔ مختلف مترجموں سے عابیث بیان کرتے ہیں
ایک طریقہ درس سے طریقے کی مدد ہر تھانے کے ہیں کہ اسکا بوجبل ستری و نشان
ہے، یعنی حدیث درست کر لئے والا ذہنی کے نام ہے اف عکھا کو یہ کذاب ہے،
اب قد سرسے راوی ہیں عبد القدر مسٹنی اور اس کے نامے ان کے متعلق کہ کسی
معابر محدث نہ ان سے روایت نہیں کی، غلبہ رجہل کے کسی ناہبر نے ان کو لفڑیں
لانا نہیں اپنی مرضی سے احادیث کو لٹھانے کے لئے ہر رکھتے۔ ان کا شمار بھی کاڈیں
میں ہے اور اب تیسرا دویں ابو صالحؑ میں ذہنی نے کہ سریاز ارکھرے
ہو کر ڈالہ ڈالہ ان بھر ہے یا اس کے کہ ان سے روایت کی جائے، ان کے
متعلق یہ ہے کہ یہ روایتوں میں چوری کرنے کے عادی ہیں، کچھ ادھر سے
بادا رکھد اور گھر سے لیا، اور پاچھو میں راوی عبد الرضا بن عباس ہیں، ان کا ای

یہ ہے کہ یہ اسی سال پیدا ہوئے جس سال ابو طالبؑ کا انتقال ہوا، مہرتو سے نہیں برس پہلے یہ پیدا ہوئے، جو بچہ ابھی پیدا ہوا ہے اس کو کیسے خبر ہے کہ یہ آیت کس کے لئے نازل ہوئی ہے۔

اب یہ ہم نے بجاں کے اعتبار سے پوری رہا بات کی تشخیص کی اور فقہ و نظر و تفہرہ کیا۔ اگر آپ یاد رکو سکیں اور آپ کا حافظ ساتھوں سے تو یاد رکھنے کے پہلا راوی ابو سہل سری، دوسرا راوی عبد القدر دشمنی، تیسرا راوی ابو عاصمؓ چوتھا راوی عبد الرضا ریبع عباس، کس اعتبار سے اس حدیث کو معین رکھنا چاہئے نہیں اور یوں ہاتھ کر دلو بڑھ کر اب دوسرے اس سلسلے میں روایت ہے عبدؓ این غرے سے یہ ابو طالبؑ کے انتقال کے وقت پاپنے برس کے ہیں، یہ بھی کیسے بنا سکتے ہیں کہ یہ آیت کس کے لئے ہے۔ اب اس روایت کا سلسلہ ابو ہریرہؓ سے بھی بجاں کی جاتا ہے، مہرتو سے نہیں برس پہلے ابو طالبؑ کا انتقال ہوا، اس کے بعد مہرتو ہے، مہرتو کے بعد بعد ہے، بد کے بعد بعد ہے، احمدؓ کے بعد خیر ہے، ابو ہریرہؓ نے میں مسلمان ہوئے ہیں، وہ خیر ہیں مسلمان ہو اور ابو طالبؑ کے لئے بھی باسکتا ہے۔ ان کا ابو طالبؑ کے لئے کوئی عکم لگانا بجا رہے لئے مند نہیں ہے۔

پوچھی چیز بیب بیٹے پاپکا کہ ”بھیار اپنی اگر اب اب“ میں ہے اور یہ آج ہے ابو طالبؑ کے لیتائی ہے تو اس ابھائی میں یہ میں یا احادیث کی احادیث شاید تھیں یا ہیں۔ یا اگر ابھائی را غلط نہیں تو ابھائی ثابت نہیں ہے۔ اور اگر ابھائی دو اخلاق ہیں تو اخلاقوں نے اوس نے آنے والے کہنے کی کوشش کی ہے، ابھائی سے انش ملک و بنانے کی کوشش کی ہے کہ نہ سرف ایمان معا بلکہ ابو طالبؑ پاپان ہیں کا ملک و اکمل نہیں، اور جو خیر یاد رکھنے کے قابل ہے ائمہ علیہم السلام نے کہ مسلمان اس

دھوکے میں نہ رہیں کہ ان کی شفاقت کوئی کر سے گا و ان کے لئے طلبِ معرفت کوئی کر سے گا۔ وہ تواں بلند منزل پر فائز ہیں کہ قیامت کے بعد ان میں جس کی حیثیت چاہیں شناخت کریں۔

تو یہاں سے پاس یہ بحث کہ ابوطالبؑ کا انجام کی جائے، کوئی زیادہ ہمہمیں ہے۔ آپ صبیح پر ایشان میں پڑے ہیں، اس پر ایشان کو جان کر ہم اس بحث کو پھیلانا ہیں چاہتے ہیں۔ اس لئے کہ ان کا انجام مختلف ہے ہے، ایشان کے اغافاز پر ہم اور آپ دونوں مستحق ہیں، ہم دونوں مدد ہیں کہ انہوں نے ہر موقع پر رسولؐ کی حمایت کی، رسولؐ کی مدد کی ہیں ہے پالا، اور پھر اس شان سے یا لا کر جیا۔ خداوند علیٰ حوزۃ و عینہ میں غصہ مریت کا ذکر کرنے ہے سے کہ اللہ یخدر عینہ فاؤنڈی ہم نے بخوبی میتم نہیں ہا بلکہ اور کیا ہم نے تیری پر درش نہیں کی، تو اب آپ کی نظر میں ابوطالبؑ کا جو ہم انجام ہو، اللہ اپنی طرف ان کے غل کو نیعت دے دی ہے، تو میتم تھا، ہم نے تیری پر درش کی، تو اب آپ کے پاس جو ہمیں انجام ابوطالبؑ ہو، جہاں فعل ابوطالبؑ مخلع الہی ہو جائے، اپنی طرف غل کو حشوپ کر دیا کہ تو میتم تھا ہم نے تیری پر درش کی۔

دنیا جان رہی ہے کہ اس دن سے پر درش کی ہے جب بعد المطلب نے بیٹوں کو بایا اور جاگر ابوطالبؑ سے یہ کہا کہ عبد اللہ کا ذر نظر اب ہمارے ہوائے، ابوطالبؑ کے ہولے کر دیا تو اسی دن سے پیچے کی خدمت شروع کی تو ایک درد دعا کا ساتھی ہے بلکہ یہاں برس کی حمایت ہے، یہ ساتھ ایک درد دعا ہے بلکہ یہاں برس کا ساتھ ہے اپنیاں برس ہیک حمایت کی ہے، اس فویل مدت کے ساتھی کو اگر انجام کے اعتبار سے قابل غور نہ کہئے تو چھوڑ دیے، یہ تو جیسے کہ خود علیٰ اسلام کی لہتے ہیں ابوطالبؑ کے متعلق۔ فقار ابی محمد موسیٰ

نہیں والمگر میں یہ بھی ایک کڑی ہیں اس سلسلے کی نویں بھی ہمارے مشورہ
میں پرید علامہ منیٰ ہے اور آنکے اور شیخ الطائفہ محمد ابن حسن طرسی سچے پہلے مقام
ہم مرمری نے ایک کتب مکھی "ایمان ابوطالب" کتاب لکھ کر ابن ابی الحدید
نزار کے پاس بخفا بھیج دی۔ آنکے زمانے میں پریس لرنگیں تھا، کی میں بلطف
سے بی بھی جانی قصیں، شاگرد تھیں اور علامہ ایک درسرے کو بخفا بھیج دیتے تھے،
لہان کی رائے معلوم ہو، جب کتاب ان کے پاس پہنچی تو ابن ابی الحدید عزیز
نے کتاب دیکھ کر کہا کہ ان سماحت کے بعد میں فیصلہ ہیں کر سکا کہ ابوطالبؑ کے
یہ کی درائے تمام کی جائے۔ زاخوں نے وہی فیصلہ کی جس کی طرف میں دلوں
بے ربا ہوں۔ انھوں نے کہا کہ ابی امام کی یات تو چھوڑو، میدھیں باستی ہی
ہے کہ ان کے آناز کو تو دیکھو۔

وَلَوْلَهُ أَبُو طَالِبٍ وَأَنْبَهُ

لَا مِثْلَ الدِّينِ شَخْصًا فَقَادَهَا

اَكْرَابُ طَالِبٍ اُولَئِي دُوْلَتِ رَبِّيْرِيْنِ کی آن ہے سورت۔ وہی جو آج ہم دیکھو

سچے تریں۔

فَذَلِكَ بِهَكَّةَ آوَى دُحَاقَ

وَهُذَا بِعِشْرِبِ جَيْشِ الْمُهَاجِرَةِ

اَكْرَابُ طَالِبٍ نے تھوڑے کو مکہ میں پناہ دی اور حمایت کی تربیت نے سیدینے میں کی
کی مدد اور غیرت کی حمایت کی۔

اس منزل پر لشکر کو پہنچا کر ہم چہرہ اس آیت کی طرف والیں آجائیں اُنکے لامکن
مَنْ يَتَبَيَّنَ كَهْ كُنَّ اللَّهُ يَعْلَمُ مَنْ يَعْلَمُ يَا الْمُقْتَدِرُونَ آپ اس کی ہدایت
نہیں کر سکتے جس کو آپ درست رکھتے ہوں، جس سے اُپ مجت کرتے ہوں لیکن

خدا جس کے لئے چاہتا ہے ہدایت کے دروازے کھوں دینا ہے مدد و پیغام بناتا ہے
کہ ہدایت یافتگان ہے۔ اس آیت میں دو نظریں پر ڈال کرنے کی ضرورت ہے۔
عن آجیت، جس سے بھروسہ محبت ہواں کی ہدایت تو کیا کرے؟ کبھی بھرے جس
سے محبت کرے اس کی بدایت کی ضرورت نہیں ہے، اور ہدایت کی کرے سکا، ہدایت
تو اشکرے گا۔ نظر ہدایت تبری محبت نہیں ہے۔ ہدایت کے لئے کوئی رسول کی
کل محبت کر جانا نہ ہے۔

ذکرِ اللہ یعنی من شارہ خدا جس کو چاہتا ہے ہدایت کے راستے پر
ڈال دیتا ہے، اب لئے رکارڈ بدل، اب من یقیناً پر گفتگو کریں۔ شایراں سے پہنچے
بھی ہم گفتگو کر چکے ہیں کام بید میں یہ من شاؤ اور یضیل من شاؤ اور عد آیت (۲۴)
کی مقامات پر آیا ہے۔ جس کو چاہتا ہے ہدایت کی ماہ پر ڈالنے اور جس کو چاہتا
ہے گمراہی میں چھوڑ دیتا ہے۔ اب ایک نیڈ آپ کریں۔ یہ من شاؤ کو آپ کس
طرف مولانا چاہتے ہیں۔ کس طرف پھرنا چاہتے ہیں نہ ناصل کون ہے مون کوئی کوئی چاہتے
کوئی منبع نہ ہے کوئی خود پتند ہے اکوئی من مان کرنے والا ہے۔ جیسے من شاؤ کی
تو غیر کو پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے، بھی جو چاریں سمجھے کریں گے۔ جب یہ من شاؤ
سمجھ میں نہ آیا تو گھبرا کر لکھنے والوں نے لکھ دیا کہ الشافیہ کو چاہئے گا تو جنم میں
ڈال دے گا مادہ یہ لکھ دیا کہ کفار کو پا ہے جگا تو جنت دے گا۔

آپ نے دیکھا تو یہ من شاؤ کے معنی نہیں ہیں۔ یہ تو دیکھو من شاؤ کون کہہ
سکا ہے۔ فادل کہہ رہا ہے من شاؤ علیم کہہ رہا ہے من شاؤ طیم کہہ رہا ہے من شاؤ
وہ جس کی صلحتیں پھر رہیں وہ کہہ رہا ہے من شاؤ۔ یعنی دہی چاہئے گا جماں کا
مول چاہئے گا ایک چاہئے گا جماں کی طاقت چاہئے گی وَمَا أَنْذَلْنَا مِنْ لُّعْنَةٍ
أَنْتَرَهُنَّ مِنْ جَنَّوْنَ پر ناظم نہیں ہوں، کہ جس کو آزمائتے آزمائتے اتنی

بہلتوں کے کچھ برس آنے والے اور پھر بھی بہاریت مدد سے آپ ملائکہ فرمائے
مگر یہ من بٹا پردھون کا ہوا ہے۔

اور خصوصاً پھر نعمت کی پکھرا تیں ایسی آنکھی ہیں جو بس کی بیٹت میں
اس کی بیٹت بچا ہے کہ دے معاول بھی تو بھروسہ قادر بھی تو بھروسہ مزاتِ واجب کو
جیکر بھی تو بھوسو اور کسی پڑھنم نہیں کرتا، وہ خلائق امام پر کسی فلط شے کو نہیں رکھتا۔
پہلے ہرگی تو پھر من تشاہر یعنی یہ ہیں جس میں صلاحیت ہو گی۔ اس کو دوں گا
جس میں صلاحیت نہیں ہوگی اس کو نہیں درج کا جس کی زبان استعداد کیشے
بھی کہتی ہے۔ ابوالابد یغیرہ کے لئے کہہ دے ہے یہ

نَاهِيَّدُ هَذِهِ بَعْثَةَ الْيَعَادِ وَنَفْعُلُ

وَأَظْهَرُ وِسْيَا حَتَّىٰ غَيْرُ بَاطِلٍ

الث نے اس کی نشرت کی اپنی مدرے اور اپنے سچے دین کو جو جھوٹا نہیں ہے فلایا۔

لَقَدْ خَلِعُوا أَنَّ أَيْنَ كَانَ كَلْكَلَةً ثُبَّ

لَدَنِيَا وَسَكَ لَعْنَ بِقُولِ الْأَيَاطِلِ

اور یہ بات تو سب جانتے ہیں کہ ہمارا بیٹا الحمد للہ بہارے تزدیک بھٹک لایا ہوا نہیں
ہے۔ یعنی ہم نے ان کے دعوتے نبوت کی تکذیب نہیں بلکہ اسے دیق کی چے، اور
وہ تو باطل بات کبھی کچھ ہی نہیں، اور رسول کے موالی باطلوں کی پر رانہیں
کی جاسکتی۔

وَأَيْضُّنَ يُنْتَقَى الْعَيَّامُ بِرَحْمَةِ هَا

غَالُ بَشَانِ عَصْمَتْهَا لِلَّا رَأَيْلِ

وہ سردار اپنے روشن چہرے والے ہیں کہ ان کے رفتہ بارک کا واسطے
کر بارش کے سنتے دغاک بھائی ہے، اورہ میشوں دیواریں کا والی وواریں

اَللّٰهُ تَعَالٰی اَنْتَ اَكْبَرُ
نَبِيُّكُمْ وَالْمُحَمَّدُ اَنْتَ اَكْبَرُ

پہ تھیں اب بھی بتیں نہیں آپ کہ ہم نے محدث کو دیا پی بی پی اے سے مرن تھے اور پر کہ اپنی کا ذکر قدمیں بیوں میں کیا گی تھا۔ ابو طالب کہیہ کہنکہ ہم نے محدث کو ہمسی طرح نبی برحق پا باب میں مرت خضرت موسیٰ تھے۔ ابو طالب کے اس قول کی تائید قرآن نے بھی کر دی پا ابو طالب کے قول کو قرآن کی آیت بنادی، انا ائمَّةُنَا
اَئِنَّمَا تَسْمُونَا شَاهِدٌ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوا فِي الْفِرْعَوْنَ رَمْلًا وَسُورَةَ مِزْلَمَ آیت ۵۵ لعنی ہم نے تو ادنی طرف ایسے رسول کو بھیجا ہے جو تم پر گواہ ہیں۔ اس طرف یہے ہم نے فرعون کی طرف موسیٰ کو بھیجا تھا۔ اور وہ سرے مصیر میں ابو طالب فرماتے ہیں کہ یہ وہ نبی ہیں جسی کا ذکر قدمیں بیوں میں کیا ہے۔ قرآن نے ابو طالب کے اس قول کی صحیح تسلیم اس طبق کر دی کہ ارشاد ہوا اَلَّذِينَ يَتَّبِعُونَ السَّرَّارَ الَّذِي أَنْهَا
الْأَذْيَى يَجْوِدُونَهُ عَلَيْهِمْ بِاعْتِدَّهُمْ فِي السُّورَةِ وَأَوْخُلُّ (رسوہ امrat ۲۷) وہ لوگ جو اس رسول و بی اُتی کا اندھا کرتے ہیں وہ ان کے ذکر کر لفہت رانگیں میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔

اب کی خیال ہے ابو طالب کے سغلق، جو اللہ کا قائل ہو، ہیات کا ناصل ہے۔ کتب کا تاسی ہو، آیت کا تاسی ہو، جو دمی کے سورہ آئیں وہ نے جا کر کفار قریش کو پڑھو کر سنتے۔ وہ نبی اُس کے سجزات نکالتا ہے، ہر دن اک ماموں ہو، ہر دن اک حادثہ۔ اگر نوع کے ساتھ کوئی سخت کلامی کرے تو کمان سے پر لہب کی پیشان پر اسکے ہزب اکائے کہ ابو لہب کی پیشان پھٹ جاتے۔ اور رام کے بار بودھی اگر دنیا پر بھیجے کر برا غلام ہے رہا نہ نہیں تھے کوئی دلیل نہیں ہے کہ کسی کا انہیم نکلا جائے۔ کوئی رافیا میں سے رہا نہ نہیں تو آغازاد کو نور بھجو، بچاں اپنے اپنے الہی دینے کی

کراس نے تکڑی، عناں کت کا پیٹھے نے عربی میں حفظ کی، ابھی ٹھرڈ مرچ پکا۔
 میں نے زیرت دی اپ کو، ایک بات اور پادر کھنے کے قابل ہے وہ یہ
 ہے، اپنے رترٹ کے لئے بھت آئیں اور ان میں ایک آیت پڑتا ہم ہے
 جو سورہ نت کی آیت ہے۔ ارشاد ہوا، ھوَالذِّي أَرْسَلَ رَسُولًاٰ بِالْحُدْوَىٰ (سرہ
 نت آیت ۴) اس نے اپنے رسالہ کو بھیجا ہوا تراں کے ساتھ، نبی کی تعریف اور سب
 متن اس پر کہا، وَاٰتَنَّهُ الْحُكْمَ مُسْتَقِيمٌ (سورہ نور آیت ۴۷) تو یہ آیت
 کرتابے مفراط خیزی کی طرف اور اس کے بعد ایک مرتبہ سورہ یونس میں دانیع کیا
 چہاں ارشاد ہوا، اُنْ شَرِّكَ مَنْ كَفَرَ بِنَصْدِقَتِنَا إِنَّ الْحَقَّ يُبَرَّجُوا (۳) ۳۶ کے کوئی بُخْ
 نہ کارا شرک کیا، اُنکی کار جو حق کی طرف پڑا ہے کہ کوئی بُخْ
 کہ دو اور نیق کی طرف پڑا ہے آیت پڑتے ہوئے۔ اُنھوں نے خیزی
 ہلِّ الْحَقِّ أَعْلَمُ أَنْ يُشْعَعُ ۚ مَنْ لَا يَعْدُونَ إِلَّا أَنْ يَعْذِذُ فَهَا الْكَوْكَبُونَ تَحْكُمُونَ (سورہ
 یونس ۴۷) میں اسی پڑا پتہ بونکی جو کہ اس کا زیادہ فتنہ نہیں تردد
 پڑا ہے کیا وہ پڑا ہے آیت کرتابے پر نظر پڑا ہے میں ایک درس کا نام
 ہو، آیت کر دیکھیے یا وہ پڑا ہے آیت کر۔ یا جو پڑا ہے یا نہ، یا جو نہیں کو کہا گے
 لگا، روشنور پڑا ہے کامل بھبھ ب۔

اگر بیش جاہ ہے ان الہا کے میں سورۃ نور کی نغمہ پر کرتے ہوئے ہم یہ ہت
 اور طالب سکے سے ایک دلیل بخوبی کی لگتی ہے، آپ کو اور کتنا ہماہی ہے، ایک نازک
 نرین وقت ہے اسلام پر، ایک ایسا ہمانت دامت بے اسلام پر کتاب نہیں، کوئی
 میں دشکر نہیں ہے لہا، پھر یاد آیا اپ کو اور کون ہامون ہے۔ بدروں کے ہندو اور
 کے بعد، خیر کے بعد، نذر اتے کے بعد، فتح نصر کے بعد، بیکت شکنی کے بعد، منہین کے
 بعد راب پر آخری سال ہے۔ نہ بھرپری کو سورۃ براثت ایام مردم نور، آیا بہار اب بعد

کب دشمن غلاد کریں ہیں نہ آئے، مدرسی کو عجم دھی بہ احتیاط کرن پڑنی کہ آئیں
اسے خواہے کی چائیں کہ پڑ کر کوئی مشکل پیدا نہ کرہے کہ تھا ر ایسا پھی تو
مشکل فناگی سے بیا اور کس کو دریا اسی میا پر رانپھاں پہے کریاست وہ فہر
میں ایسا نہ پڑ کہ جب تک ان کے اقبال کم شدہ نہ کر دے دے، وہی کو سکون نہیں ملے
جس ایسا لئے جب تاریخ میں کئی، تو ہر آن یہ کوشش رسی کہ ہالہ پڑی مددوگ، پڑی
محابین کس کا پہ کامنا مہے تو ہم کو تھا اس دنیا سے کام ہے، بدر کی روایت کیے
ہوئے عقیل میں کی گزری، خیر کے شیخ ہوا، ختنیں کو کیے سر بخاتم میں پیدا رکی رہانی
کیے ہوئے، فتح مکہ کا اتفاق میں ہے بہت شکنی کیے ہوئے ہم نہ اسی دنیا کو دیکھ
رہے ہیں، آنحضرت کی خبر یہاں تبلوار، بہالا ایک ہی منزل پر مبتلا رکھتے ہیں نے
کہا ہو ہمارے چاہئے اور چاہئے اسکا کار کر دیا ہو، کہیں تو رکھا تو کسی خواہش کی حکیم
وہ کی ہوئی ہے کہ حکم کر دے ماہا ہو، صیحے کے کسی سعیر سے اسکا کار کیا ہو، قرآن مجید
کی آیت ۷۰ نہ مانتا ہو، اور یہ قرآن کی آئیں نہیں اُر وہ کفار کو پا کر پڑھو کر منانے
اور قرآن مجید یہ پنکار تاجستے۔ قرآن آیت ۷۰ آنحضرت مسیح موعودؑ فتنہ میں عینکوں ایک دفعہ تباہ
صلی اللہ علیہ وسلم فَذَرْهُمْ أَيْمَانَهُمْ وَمِنْ أَيْمَانِهِمْ وَمِنْ دُرْجَاتِهِمْ
سوہ آیا تو کس کا ایمان پڑھ گیا۔ ایمان والے ہمیں ان کا ایمان
پڑھو جب بستہ اکیا الٰذی نَعَذَنَیْ مُؤْمِنُمْ تحریف مزدہشم پر بیٹھاں جو اور میہم و مَلَّا
وَمِنْ كَلْبَنَیْ اصواتہ تو ہے آیت ۷۳ اور وہاں بخاست پہ بخاست پڑھتی جاتی ہے۔
ٹک پہنچ جاتا ہے، کوئی ابو طلب کے لئے یہ رکھ دے کہ کسی سورہ
میں شکنہ ہا ہو، کسی آیت میں شکنہ ہوا ہو، سدی کشکشیں اس پہنچ پر کہ نسیع
کا ہے، پھاٹد پھر دوست بھی مبنی الشابن بیسٹ سے جو اسی سال پیدا ہوئے
۱۲۴ کوئی سورہ کوئی درایت نہیں ہے۔

احترام رہ سول پہ ہے کہ رسول جس کا احترام کرے تو رسول جس کا لیاظ
کرے ملت بھی اس میں پریمچہ نہ بیٹے ہیں۔ گفتگو ختم کی، اہدایت یا فتوہ ہدایت
کے، مختلف ہدایت جو ہر وہ ہدایت شہیں کر سکتا، ایسے موقع پر الٹا پنی ذات
سے ہدایت کو منوب کرے، اس آیت نے واضح کر دیا کہ الشیخہ ہدایت کی دوسری
پردش کرے تو اپنی طرف نسبت دی، اسی طرح منوب کہ ہدایت کے الٹو یعنی دوسری
ماذی کیا تم میں ہمیں تھے اور کیا ہم نے تھا دی ہدایت پر دش نہیں گی۔ بالکل اسی
طرح دوسری ہدایت کرے تو اشنا پنے سے نسبت دے رہا ہے کہ ہم نے ہدایت کی
یہ امداد یاد رکھنے کے قابل میں علامہ ہر ایں کے افکار میں، معلومات میں بشرطیکہ ذہن
میں رہ جائیں، ابھی ہی سلسلہ کر اتنی لفڑت کی، اتنی مدد کی، اتنی حمایت کی
کہ کفار قریش کے دل میں یہ کینڈ رہ جی کہ ابوطالبؓ نے اتنی مدد کی کہ یعنی کوچھ کو جھایا۔
الا یہ ہے۔ اگر مدد نہیں کرتے تو ہم تک میں ہی مکمل کر دیتے، ابوطالبؓ کے بعد جس
نے مدد پختے ہیں مدد کی تو وہ ابوطالبؓ کا غیر نہیں تھا، ہر ابوطالبؓ میں وہ آئے تھا اس
لئے کھانے لٹک کر اب اگر ابوطالبؓ سے بدل رہتا ہے تو ابوطالبؓ کی ذریت سے
بدل رہتا ہے۔ عالمہ ہر سے ابوطالبؓ کی جگہ ان کا بیٹا آیا، جب اسلام پر وقت آیا
تو ابوطالبؓ کا پوتا حسینؑ کھڑا ہو گیا، آپ نے دیکھا کہ وہ بھی غیر نہیں ہے۔ کہ بیٹا میں
قیام حسینؑ نیام علیؑ ہے۔ قیام ابوطالبؓ ہے، کہ بیٹا میں ابوطالبؓ کی ذریت سے
بدلہ لیا جا رہا تھا۔

علیؑ اکبر ابوطالبؓ کی ذریت میں تھے رسول ورنے لکھا اگر میں اکبر از بندوں رہ
جاتے تو حسنؑ اور حسینؑ کے بعد پھر دو جاتی نامہ ہوتے، علیؑ علیؑ علیؑ حسینؑ نے
اپنے سب میلوں کا نام میں ابزر کیا۔ علیؑ ابن الحسینؑ علیؑ اکبر حسنؑ بیٹی کے نزد نظر
علیؑ اصغر اتم رہا بابت کا چھو جیسے والا، علیؑ اکبرؑ یہ دو شہزادے ہیں۔ جو اپنے پدر

گرامی کے ساتھ تو آرام کر دیجے ہیں تاپ کو جمی نزیبات نہیں، وی پچھلے اُنہیں
اُن اُندر بے عیشیت سے درود رہیں ہیں جسینی نزاب تک ملے اُنکو پڑتے
لگائیں گے ابتدئے۔ اور جب اُنکو عالم پر پڑتا ہے تو اُن کو جمی نازارہ بھی ہو جاتا ہے
کوئی بہت بُخ اُنکو کامیابی کرنے کا۔

ایمی نظرِ عالم میں گفتگو تھی کہ شہزادی نزیب نے علی اُنکو کو رخصت
ووی، بھائی کو، سخاوار شیر پر مغلب ہو کر اُنکو اُنکو میرے لال کیا ہے، نے اسی دن
کے لئے پالانقا، غیث، سنت تھا اسے لئے عولیٰ رحمہ کو ذرا ان کو بڑیا تھا۔ اُنھیں
باز میرے لال، غدر اسما نظر۔

حسین بیٹے کو ساتھ لئے، باہر کو تھے مرتے فتحے کے باہر تھے، بیٹے
نے اپنا نت پھاٹی، باپ نے کہ ماٹھر دھانی اُنکو (وہم) کچھ اور میرا زندگی باقی ہے۔
پیر کو کہ کر اپنے فتحے میں ملے اُنکو اُنکو کو لئے، اپنے ہاتھ سے تبرکات کے خندوق کھوئے
نانا کا غلام، بیٹے کے۔ پیر کے کہ، نانا کی میادوں پر ڈال، نانا کے اسلوب پر جگ۔
حکم پر جھائیے مسر سے کہ پاٹی ناکے سرت بھری نظر سے روکھا اور کہا علی
اُنکو کہ جی نانا یاد آئے تو یہ ہنر کو روکھتھا، باتے آج تم جا رہے ہو، آؤ میرے
لال آج میں تم کو سوراگرلوں پر پُر کر فتحے سے باہر آئے آواز دی، بے کوتی میرے
بیٹے کی راہ نہ لائے والا، مقاوم حاضر ہوا، علی اُنکو پھاٹے نخے سورا ہو جائیں
حسین اب نکلے علی اُنکو اُنکو کا باز دھناما، علی اپنے ادب سے کہا، بابا آپ زعف
نہ فرمائیں۔ حسین نے کہا علی، اُنکو تم جا رہے ہیں تم جا رہے ہو میرے لال، اچھا بیٹا
بیا، علی اُنکو گھوٹے پر پڑھے حسین نے ایک مرتبہ آسمان کو روکھا اور کہا ایش اللہ
استطع آدم و نوح و آن انبیاء فهم و آن عینوان علی العالمین، صورۃ آں جوں
آیت ۲۳، اللہ نے سلطنتی کیں آدم کو نوں کو آں ابراہیم کو آں عمران کو عالمین ہیں

خداوند گواہ رہا اکر میں اس قوم کی طرف ایسے بیان کو صحیح ریا ہوا پوچھو رہتے
ہیں، پیرت ٹھیں اور نباد میں، اگنوار میں پیرتے رہوں کے مشاہدہ اور ایک ترقی
فرسٹ کی طرف رکھ کر کہا۔ اسے غرستہ خداوندی ارادت کے سلسلے کو فتح کر دے
تھے پیرتے کی سلسلہ کو فتح کر دیں۔

عمل اپنے لھوڑے پر سوار ہوتے لھوڑا چلا، ایک رتبہ چاہا کر دیکر بابا کو سلام
کر میں تو دیکھا بابا پریچہ وجہ آرہے ہیں، عمل اکبر نے کہا بابا آپ کیوں آرہے ہیں
بابا آپ تو رخصت کر چکے دیکھا تم ہیں جائیے برو عمل اکبر میری جان جاری ہے
آہستہ چلو ناہر جی بھر کر دیکھوں عمل اکبر نے مجام فرس کو دیکھی، لھوڑے سے کو دیکھے
بابا کے از بیکے، لب اندس گوشہمہایوں امامت کے پاس لاتے۔ آہستے
لھوڑ کہا عین بیٹے ڈے کے جیہیں کر پنج کر دئے، عمل اکبر نوچے گئے، زینب و فخر
بھب کچھ دیکھو رہی تھیں، پر چھا بھتا چلتے وقت عمل اکبر نے آپ سے کیا کہا
حسین نے ہماں زینب پر نہ پوچھو، کہا بھتی آپ کو میرے حق کی قسم تباہ نہیں
عمل اکبر نے چلتے وقت کی کہا جسین نے فرمایا میں زینب زمانہ کا فائدہ ہے کہ جب
بڑا ٹھاٹ پر مرنے لگا بے تجزیا کو رحمت کر تلبے، آنچ دیکھو تو میرے لال نے
مجھے دھیت کی ہے مہتا تھا بابا میری لاثن نیکے عیسیٰ نہ لاتے گا، میری ماں عزیز
ہے، میری ماں پر دلیسی ہے۔

تقویٰ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

**تُلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ بِمَا جَعَلَهُ اللَّٰهُ مِنَ الَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَ
لَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ ۔** (سورہ تکفیر آیت ۸۳)

سورہ تکفیر کی یہ آیت اتحام متفقین پر ایک بڑی ثبوت ہے۔ معنی غیرہ
درست ہے سارشاد ہوا ائمہ آخرت کا گھر تو ہم انہی کے لئے محفوظ کر دیں ہے۔
جور دستہ زمین پر منہ سرکشی کرنا چاہتے ہیں سادر مذہب اور سپر سچائی میں ہی ہے۔
کہ انہم کی بحدائق صاحبان تقویٰ کے ہی سنت ہے۔ اس بات کا خال رکھا جائے
کہ قرآن مجید میں ۲۵۲ مقامات پر عذالت تقویٰ استعمال کیا گیا ہے اور آخر مقامات پر
تقویٰ کے ساتھ ساتھ صبکا بھی ذکر کیا گیا ہے۔

ختم مریٰ شہزاد فرمایا "لوگو خبردار رہو، تم بکا خدا ایک ہے، کسی عرب
کو کسی بھی پر اور کسی گورے کو کسی بکارے پر اور کسی کامے کو کسی گورے پر کوئی فضیلت
حاصل نہیں ہے۔ یہ لغوی کے اعتبار سے، اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیاد
عمرت والا در ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہوتے۔

اور اسی منزل پر امیر المؤمنین حضرت علیؓ ابن ابی طالب صلوات اللہ علیہ نے
تقویٰ کی تعریف بناتے ہوئے فرمایا کہ اگر تم متفقین کو دیکھتا چاہتے ہو تو تم دیکھو گئے

بگہ اس کے دل میں خوف ہے۔ ایمان ہیں تینوں پنچھی کی سے طلب ہے تو احتیاط سے طلب ہے۔ اگر فاقہ کے عالم میں یہے تو تمہرے بھی سبیر کئے جا بہاپے متنی ایسی خواہ پر قابو پانے والا ہے۔ اگر نعمتیں کو دریکھنے چاہتے ہو تو اس وقت رنجی محروم ہب زلزلے آئیں۔ جب اس پرمیت کے پیارا ٹوٹیں تو اس بھاؤ قارا اور شان دریخی محروم ہے اس بخوبیت پر نعمت عطا ہوں تو اس کے شکر کے سجدے دریخی، امیر المؤمنین فرماتے ہیں کہ سعی وہ ہے جو حق سے پاہر نہیں ہوتا۔ اور باطل میں داخل نہیں ہوتا۔ اب دریخی کے قرآن بحید میں یہ تسلیکی کیا تعریف کی گئی ہے۔

ایک مقام پر ارشاد ہوتا ہے کہ اَنَّ أَكْرَمَ مَلَكُمْ يُبَلَّدُ اللَّهُ أَنْتَكُمْ رسمہ آجرت آیت (۲۷) اللہ کے خردیکے حکم وی ہے جو صاحبِ تقویٰ ہو ایک اور بیکار شاد ہوتا ہے اگر و منْ يَقِنُ اللَّهَ مُجْعَلُ اللَّهِ مَغْرِبَهَا وَمَرْزُقُهَا مِنْ حَقِيقَةِ لَا يَجْتَبِي (سرہ ۴۶ ق آیت ۲۷) اور جو کوئی تقویٰ کی منزل پر آتا ہے اسے پھر کسی سے خوف کھانے کی ضرورت نہیں کہ ہم اس کو وہاں سے رزق عطا کریں گے جیسا اس کا گران بھی نہ جانا ہو سا اور لآ تھوڑی آیت جیسا ارشاد ہوا مَكَّهُ تَسْرِيَ الَّذِينَ أَتَوْا وَنَذَرُ الظَّالِمِينَ فَيَهْدِي جِبِيلُو رَهْمَةٍ آیت ۲۸) یہم نقدن سا بدل تقویٰ کو بخات دیں گے اور عالمیں کو جہنم کا آئندیں ہوں ہمیں سمجھے۔

تقویٰ کی ان اعلیٰ مدارج کو بیان کرنے پر تائش نہ بار بار یہ کہا کہ صاحبان تقویٰ اس مالکِ حفیتی کو محظوظ ہیں پسند ہیں، بلکہ مَنْ دَلَقَ بِعَوْنَى هُوَ دَائِنُنَى یعنی اللہ مُجْبِي الشَّيْنِ (سرہ آل عمرہ آیت ۲۹)، جو صحی ہاپنے عبید کو پورا کر کے گھا اور برائی سے بچ کر رہے گا وہ اللہ کا محظوظ ہے کیونکہ عاصیان تقویٰ اللہ کو پسند ہیں۔ ان اللہ کی مجبت المُتَقِيَّنَ (سرہ دوسرہ آیت ۲۹) اللہ صاحبان تقویٰ ہی کو پسند کرتے ہیں۔ اَعْلَمُوا اَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ الشَّيْنَ (سرہ نور آیت ۲۳) اور جان رکھو کہ بے شکِ اللہ صاحبان تقویٰ ہی کے

ساختہ ہے۔ خداوندِ ملک الاعلیٰ نے صاحبانِ تقویٰ کا انجام بھی بنا دیا اگر یہاںی طرف سے انھیں کیا جائے گا۔ ارشاد ہوا۔ إِنَّمَا يُنْهَا عَنِ الْمُسْكِنِ مَنْ يَتَّبِعُ هُنَافَةً فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ تقویٰ آبٰت ہے، یعنی صاحبانِ تقویٰ کے لئے نعمات سے بھری ہیں ہیں۔

تقویٰ کی ان تمام تعریفوں کے بعد حصول تقویٰ کی بھی فکر لازم ہے کہ اس کو کیسے حاصل کریں سورہ مج میں یہاں یہ ہے کہ ذَرْقَنِ يَعْظِيمِ شَعَابَهُرَاللَّهِ فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ تقویٰ رَبِّ الْقُلُوبِ (سورہ مج ۴۷) جو اشکن نشانوں میں احترام کریں تو یہی تقویٰ ہے، جو شرعاً خدا کا احترام کریں، جو چار دلواہ کا احترام کریں جو ان راستوں کا احترام کریں جو ان سے انسان سبھی کرتا ہے اس کو یہی احترام کریں جس کو قب زم زم کہتے ہیں۔ جو اسود کا احترام کریں، غاذ کو کا احترام کریں یہی نہیں بلکہ باہم کے اس جاگہ کھلکھل کی رہی کا بھی احترام کریں، اس لئے کہ روشنوارِ الہی میں ہے ہے۔ آپ نے دیکھنے تقویٰ اس طرح حوصل بوتا ہے کہ شوارِ الہی کا احترام کرو، اور اس کا احترام شرک نہیں ہے۔ اگر اشکن نشانیاں آپ رفڑم، صندل اور مردوہ اور غلاف کو بھی تو یہی احترام مصلِ اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھی عصرت فالمذہب، امام مسیح اور امام حسین اور ان کے سائیں شہید ہوئے و لئے سب شوارِ اللہ ہیں۔ ان کا احترام کرو پیر دل کا تقویٰ ہے، جو جیزراں سے باشوب ہو چکے وہ بھلکی نہیں ہے۔ اور یہی تقویٰ ہے۔

ارشادِ خداوند ہوتا ہے کہ یا ایکھا الذین امْرُوا بِمَا فَرِضَ اللَّهُ مَعْلُومٌ فَلَمْ يَمْنَعْهُمْ مُّتَّهِدُونَ آیٰ الفتنہ، ذُلْلُ بَخِرٍ مُّتَكَبِّرٍ مُّتَنَاهٍ فَوَيْرِ مُّلْقٍ الْأَعْدِلُوْا إِنَّهُمْ لَوْا هُوَ أَقْرَبُ لِلْمُسْتَوْىِ (سورہ مائدہ ۳۶) اے صاحبانِ ایمان، اللہ کے سنتی مکر نبواسے بنو عدل پر گواہ یہ زبردا کسی وقہ کی درکشی تم کو عدل سے نہ پڑائے، عدل کرو یہی تقویٰ ہے؛ تقویٰ سے عدل قریب تر ہے۔ اے صاحبانِ ایمان اللہ کے نام پر الظہر، عدل پر مشہید میز اور یہ شہادت ملی چھے، شہادت عظیٰ ہے۔ اور پر اس وقت تکمیل پاٹ ہے جب شہادت ظاہری بھی تکمیل پاچاۓ۔ وہ متمنی ہوتا ہے۔

کر بلا و اے شہید الاطااط بھی ہیں جن علم کے ساتھ شہید ہو رہے ہیں تبھے
تم خبر سمجھ کر بھی نہ شہید ہو رہے ہیں۔ ان کی شہادت اور مراثب کا کم کہت
بلامیں ہم تلویں کی چند صورتوں کو ایک ساتھ دیکھتے ہیں۔ پتھر صورتیں ہیں جو
لڑائی ہیں۔ ان کا وقار دیکھو۔ ان کا سند توں میں سبھ کرنا دیکھو۔ ان کی احتیاط
و دیکھو جب کہ ان کے مقابل میں لشکر کبیر ہے۔ جو اپنے آپ کو ملک کہتا ہے مگر
ہزاروی زمینگان نے شام میں بیزید کے بھروسے درپار میں اس کا جواب ریا تھا کہ
جن کو قوم ملک سمجھتا ہے وہ ملک نہیں ہے، حکومت نہیں ہے بلکہ ہدایت ہے۔
بیزید کو پرہیزت ملی تو وہ سمجھا کہ اب ہم اس گھرانے کو بتا کر دیں گے۔ مگر
یہ کوئی سعوم تھا کہ اللہ معَ الْمُتَّقِينَ اللّٰهُمَّ اقْوِلُ مَا لَمْ يُعْلَمْ
تلٰ فِي شَيْءٍ إِنَّمَا أَعْوَاتُ (سورہ لقہر ۲۵) جو لوگ راہ مدد ایں ایں عمل کرنے جاتیں
یعنی کبھی مُؤْمِن نہ سمجھن۔ بیزید کو یہ نہیں معلوم تھا کہ اللہ شہدا کو حیث عطا کرتا ہے اس
رہی حیات پانے والے بیانہ پیش کے لئے زندہ کرو جانتے ہیں حسین شہید رله
نلامیں۔

حسین ایک سدر کا نام ہے جسیں تباہ نہیں ہیں۔ جسیں دہ سدل ہیں جو
دُم کے عالم انسان اور آپ سے تیامت تک کجھی زبانوں کا سدل ہے افرادِ حق
امام جسین ہے۔ اس لئے جسین مومن کی واحد تن ہیں، جسین تحدید ہیں تو ان
یں جسین مومن کے لئے سبق کے لئے رہ نزلِ اعلیٰ ہیں جس کو دیکھ کر مومن میں
نہ کی راہیں طے کرنا چاہتا ہے۔ جسین ابن علیؑ کی ایک بڑی نظر ہیں،
لہجہ ان آنکھوں کے لئے ایک رمز ہے۔

ثامن ہو چکی ہے کہ بلامیں کر بلا کے میدان میں شام مہ چکی ہے۔ دنیا و افک
ہو چکی ہے کہ کر بلامیں کی ہوا۔ محمدؑ کی بیٹی بھائیہ جسینؑ درجیب کو مدینے سے

نکلا۔ ۲۰ شبِ ان کو نکلے چلنا۔ ۲۱ ذی الحجه کو مکہ سے نظر۔ ۲۲ حرم کو کربلا پہنچئے۔ ۲۳ حرم
کو شکر آئتے۔ سات حرم کو پانی بند ہوا۔ توں حرم کو صین ہر طرف سے گھر کے
دسویں حرم کو زمطہ کا بھرا گھرا جو دیجی۔ یہ ہے عاشورہ۔ دسویں کو فاطمہ کا بھرا گھر
اجڑا۔ ۲۴ صین نے جان دے رہی تھی ایک بی دن کے فرق میں کیسے بیہا ہوئی۔
کل کی رات تھی۔ عباسی تھے۔ علی اکبر تھے۔ قاسم تھے۔ ٹولی و محمد تھے۔ یکنہ بھرہ
ہوا تھا۔ اصحاب والقدار تھے۔ آج کی رات خیجے جلے ہوئے تھے۔ پیے ہلی پیغ
کی چلے ہیں۔ غیب منزل فنگر ہے۔ لیفٹ ہسین این علی ایک ایک بڑی ننان
ہیں۔ مسابان نقوی کے لئے ایک مرز ہیں اور کربلا میں دنیاگک اپنا پیغام درد
کل موجود پر صحیح اور ہے گا۔ مگر پند باتیں آج سوں لوگ کربلا کے میدان میں ثام
ہوئی۔ قابل توزیع کرتے ہیں۔ مفتاح لاول ہی دیران تھا۔ چند لاٹیں پڑی
تھیں۔ مگر فداکی قسم ہم نے دیکھا کہ ایک بی بی جس کے بال کھلے ہوئے تھے
کبھی ایک لاش پر جائی اور کبھی درسرے لاش پر جائی۔ اور کبھی دریا پر جائی
اور بار بار آسمان کی فرن دیکھ کر کہس کہ پروردگار میں نے اس پیغ کو جلی پیں
کر پالا تھا۔ یہ پیغ نام تھے کون ہے اور کس کا امتیان پیلی ہے۔ پیس کی آواز تھی
راوی کے سید سجادؑ سے پوچھا کروہ کون بی بی تھیں تو انھوں نے کہا کی انہیں ان
کو نہیں پہچانا۔ وہ میری رادی فاطمہ تھیں۔ میری دلوی فاطمہ تھیں۔ کبھی زینتیں کر
سپاہ ادیتی مذکور اور بیٹی تھیں اور یا آئیں گے۔

اتباع حق

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قُلْ عَلَيْكُمْ سَلَامٌ يَعْلَمُ اللَّهُ مَنْ يَعْصِي إِنَّ الْحَقَّ هُوَ الْعِدْلُ إِنَّمَا يَعْدِلُ بَلِي
إِنَّ الْحَقَّ أَحْقَى أَنْ يُبَيَّنَ إِنَّمَا يَعْدِلُ كَيْفَ أَنْ يَعْدِلَ إِنَّمَا يَعْدِلُ بَلِي

سورہ لیونس آیت ۲۵

سورہ لیونس کی اس آیت کا اندازہ ترجمہ یہ ہے "لہ چھو کیا تھا اسے رفتائے کار میں کوئی ایسا بھی بے جان کو تم اپنے کار دبار میں شرک بنا رہے ہو، کوئی ایسا بھی بے جو حق کی طرف پڑا ہے۔ کہہ دو کہ پہ پڑا ہتھ امر کے ہی نئے بے۔ اللہ ہی حق کی طرف پڑا ہے۔ جگاڑ جو حق کی طرف پڑا ہے کہ اس کا مستحق ہو گا جو پڑا ہتھ پافرنہ ہو۔ اور وہ پڑا ہتھ کو خود ٹھوٹ دیا ہو۔ کیا دنیا اس کی پیرروی کرے گی؟ کیا ہو گی۔ تم کیا فصلہ بناء رہے ہو۔ کیا ہو گی اتم کیا حکم دے رہے ہو۔"

صورتِ حال ہمارے لئے ہے کہ ہم ہر آن، ہر لمحہ، ہر لحظہ، ہر گھری اپنے کمال کو اتباعِ حق میں محفوظ پاتے ہیں اور انسانیت کی بخات اسی میں ہے کہ "اتباعِ حق" اس کے پیش نظر ہے۔ اور اتباعِ حق کی منزیل پر کلام بجید نے جس طرح سے اس موضوع کو دانچ کر دیا ہے وہ بھی پیش نظر ہے۔ صراحت اس امر کی

کر دی گے دیکھو کہیں اس انتباہ کے پہنچانے پا اس انتباہ کے پردے ہیں ایسا نہ
ہو کہ عالم کی پیروی ہو، مفرد کی پیروی ہو، جو اور جو سب کی پیروی ہو، خوبشات
نفس کی پیروی ہو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم صرف نہیں و نہیں ہی کی پیروی کرتے۔ ہو، آہ
پر چلتے رہو، یہ نہیں ہو گا سنو! ۔

وَقُلْ تَعَالَى سَبِيلُ الْمُصْدِيقَةِ (سورہ الفاتحۃ) وَكَيْفَ يَحْجُو فَادْكُرْنَاهُ وَالْوَلَى كَارَاسَتَهُ
اَفْتَيَارَهُ كَرَرَهُ وَكَيْفَ يَحْجُو بِيَهُ جَانَ لَوْبِيلِ اَتَيْتَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا اَهْوَاهُمْ يَعْلَمُونَ (سورہ الرعد)
آہت ہے، وَكَيْفَ يَحْجُو عَالَمَ وَهُنَّا کِرَمُونَ کِرَمُونَ نَفْسُكَ اَتَيْتَهُ اَهْوَاهُهُمْ يَعْلَمُونَ (سورہ الرعد)
کہ عالم ہیں، وہ معرفت اپنے نفس کی پرسنٹیشن کر رہے ہیں اور واصلح کر رہا کہ ان پر چلتے
اوَاَلَّفُونَ (سورہ الفاطمۃ) اَكْثَرُ رَبِّيْتَرَ کَاهِيْ عَالَمَ ہے کہ نفظ پیروی کئے جائے
ہیں، انداز و نہیں دگان کی کہ جس کو حق سے کوئی دوسرا کامی تعلق نہیں ہے۔
اَنَّهَا الْقُلْتُ وَلِيُفْعَلَيْ مِنْ الْحَقِّ شَيْئاً (سورہ لیلیٰ) ایسے کہاں کو، نہیں کو، اندازے کو
حق سے درستہ تعلق بھی نہیں ہوتا۔

ایم مرین مسئلہ ہے زندگی کا مستو ایتابع، کہ پیروی کسما کی کی جائے اور
کس کی زندگی جلتے۔ یاد رکھئے کہ انسان اپنی زندگی کے مختلف اور اڑیں، کچھیں
ہو کے جوانی، کبوت بوك نہیں، ہر انہوں ٹوٹتا ہے ایسے اداروں کو ہمال جا کر وہ
پیروی کرے اور اپنی زندگی کے لئے کوئی راہ افتیار کرے، ملک، باب، خاندان
مدرسہ، دوست، احباب، حکومت، معاش اور زندگی کے مختلف ذرائع کی
تلشیں پر سب وہ اوارے ہیں۔ ہمال انسان پیروی کرئے ہوئے آئے بڑھتا
ہے۔ بچہ اپنے ماں باپ کی پیروی کرتا ہے، بچہ اپنے گھر کے رسہ و رواج کی پیروی
کرتا ہے۔ بچہ جس خاندان میں ہلتا ہے اور بڑھتا ہے اس خاندان کے افراد کی
پیروی کرتا ہے۔ ان سے بعض قدم پر چلنے کی کوشش کرتا ہے۔

مدرسہ میں آتا ہے تو استاد کی سیرت کی پیروی کرتا ہے۔ اس اداس کی نکاحیوں میں ایک جگہ بنا لیتا ہے اور پھر احباب اس پر گہرا اثر ڈالتے ہیں۔ وہ این مافرے اپنی راتے سے ہار بار اس سے مطالبہ کرنے ہیں کروالن کی پیروی کرے۔ اور اس طرح سے معاش کے نظام میں بھی تجدید نیں، ماذ میں انسان کو کسی نہ کسی کی پیروی پر مجبوہ کر دیتی ہیں اور پھر حکومت کے احکام تو جبری کر دینے ہیں کہ اگر وہ حکومت رائحتی پر ہے، حق پر ہے تو انہا ہم ہے اس کا اثر جدا گاند ہوتا ہے۔ اگر وہ حکومت باطل کے پناہ پر ہے اور جبر و استبداد کے ساتھ ہے تو اس کا اثر کچھ اس سے اسی طرح سے قدم قدم پر شایری کا ثاثر ہے۔

تمدم قدم پر انسان اتنا کے ساتھ آجے بڑھ رہا ہے۔ قرآن مجید یہ چاہتا ہے کہ دیکھو شروع ہے کہ آفرینک اس پیروی کی منزل کی خوانی کرو۔ دیکھو تمہارے لئے سب سے ابھم مسئلہ بچوں کی فرمیت ہے سورہ بقر میں آیت ۶۷ کا شان

۱۴۴

الْوَلَا أَخْدُكُمْ إِنْ يَكُونُ لَهُ جِنَّةٌ مِّنْ شَغْيِنٍ وَأَغْنَابٍ تَغْيِيرُهُ مِنْ شَغْيِهَا
لَكُلُّ شَغْيٍ لَّهُ مِنْ كُلِّ الْقَمَوَاتِ وَأَسَابِعَهُ الْكَبَرُ وَلَهُ كُلُّ شَغْيٍ
فَضُعْفَانُهُ فَأَسَابِعُهُ أَعْنَانُهُ فَأَسَابِعُهُ أَعْنَانُهُ
فَتَبَعَّدَ مِنْهُ مُخْتَرَفٌ مَا كَذَبَكَ فَيُبَيِّنُ اللَّهُ كُلُّ أَلَيْتُ لَعْنَكُمْ سَتَكْرِمُونَ وَسُورَةُ بَقَرٍ
آیت ۶۷، کیا تم یہ دوست رکھتے ہو کہ تمہارے پاس ایک باغ ہوا تھا کوہ کا، کچھ رہا کا جس کے نیچے نہر میں بیٹی ہوں اور اس باغ میں ہر قسم کے بھی موجود ہوں۔ ایسے میں باغ کے مالک پر ضعیفی چھا جائے۔ باغ کا مالک بڑھا ہو جائے۔ باغ مالک پر ضعیفی عاری ہو جائے۔ اور اولاد کمزور ہو جائے ابے میں ایک تیز گرم جبل دیتے والی ہوا چلی جس نے باغ کو جلا کر فاٹ کر دیا، ہی طرح سے خدا تمہارے لئے نشانوں کو پیالن کرتا ہے تاکہ تم غدر سے کام لو۔

وَلِكُوْنِ بُرُّی سے بُرُّی دولت تھا سے پاس کسی اگر ذریت کنور ہو گئی
اگر بھول کی تریت پوری نہ ہو سکی وہ دولت ایک بائیک مانند ہے جو عمل کے روند
بائیک بجد تباہ ہو جائے گذ اگر بنوں نے دلائل ادا دئے رہے۔ قرآن کا تقاضا یہ ہے
کہ بچوں کی تریت کر داتبدع کی مجھی منزل کو سامنے رکھو تو اذن کے لئے سعینوں کے
لئے سورہ زمر نہیں اور شادرہ اور محیب شان سے یہ ارشاد ہے۔

**فَبَشِّرْ رِبَّاً الظَّيْنَ يُشْعُرُونَ الْغَوْلَ يُشْعُرُونَ أَخْتَهُمْ إِذْ أُرْيَكُوكُمْ
إِلَهُكُمْ ذَا أُرْيَكُوكُمْ أَدُوًا الْأَلْهَبُ** دو رد مرامیت، آیت ۵۹۔ یہ یہ بندوں کو
بشارت درج ہے ایک کل پلت کو سنتے ہیں۔ ان کو بشارت درکرو وہ پر ایکیں کوں کرائیں
کی پیروی کرنے ہیں جو بھر عینہ کی پیروی کرنے ہیں ہر کس و ناکس کی پیروی نہیں
کرتے، ہی رہ لوگ ہیں جن کی اللہ نے پدایت کی اور ہی ماجدینِ عقل ہیں؛

تو آپ نے دیکھا کہ ایک طرف تو قرآن مجید نے حکم دیا ہے کہ افسد کی پیروی نہ
کرو، خالم کی پیروی نہ کرو، فاسق کی پیروی نہ کرو ایک طرف تو قرآن کا یہ ارشاد ہے
کہ غلن و تھیں والمازے کی پیروی نہ کرو، بتلادیا کہ ایمان رو ہے کہ جہاں حق کی پیروی
ہو، کفر وہ ہے جہاں باطل ہو۔ باطل نکاحوں کے سامنے رہے، اور انسان باطل
کی پیروی کر تاہلے، بچایا قرآن نے باطل کی پیروی کے سے۔ قرآن مجید نے
آگئے بڑھو کے عاد و مثود کے واقعات بتائے اور یہاں تک کہ دریا کے

وَتَلْكُفُ عَنْ مُحَمَّدٍ کو ایامت سمجھی و غصہ اور مُلْكَه و اشْعُرُوا آمُشْرِكُوںْ جَهَنَّمْ

عینیں (سورہ گود آیت ۵۹) یہ قسم ہا وہ ہے جس نے ہماری آیزوں سے ایکاری پی
تھا اور پھر انھوں نے رسولوں کی طاقت سے اپنیات سے، ان کی زندگی سے
فائدہ نہیں اٹھایا بلکہ ان کی سعیت کی اور پھر وہ متابعت کے سچار ہے تھے
ہر چیز کی پہر تھی فراموش کی رائی سے ہر چیز جانے والے کی، اس قوم نے

مختلفت کی تھی متابعت نہیں اور یہ قوم تباہ ہو کر رہ گئی۔ جو جگہ قرآن نے
نشانیں دیں آج قوم شود، قوم نوح، قوم ابراہیم اور قوم موی اور قوم مسلم کو یہ
اور یہ ریا کہ اگر پیروی کی منزل پر آتا ہے تو آنکھیں کھول کر جان بوجو کرو یہ
یہی کہنا کہ افضل کے ہونے ہونے مفہول کی پیروی کریں گے۔ وہاں کبھی
پڑھنا کہ احسن کے ہونے ہوئے کسی بڑی یا بگلاہی ہوئی چیز کی پیروی کریں گے۔
اے اپنے مخلوقات کو مول کو سے۔ اگر احسن کی پیروی
کرنے کر دے گے۔

یہ وہ احکام تھے کہ چھال ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید میں بار بار کہا
گیا کہ دیکھو پیدا ہون کی پیروی کرو، ہوا کی پیروی نہ کرو، خدا کی پیروی کرو، خشی
پڑتی نہیں کہ ڈرتا ہوں اپنے بعد اس نے ہمیں کہ تم ہسودی ہو جاؤ یا تم
قرآن ہو جاؤ، ڈرتا ہوں اس نے کہیں تم میں ابتلاء ہوانہ پیدا ہو جائے کہیں
کھولی مل لے پیدا ہو جائے تو یہ عرض کرنا تھا کہ یہ منزل ہمارے لئے ہے اور ہمارے
لئے مثالیں معین کروی۔ اور سب سے اہم مثال، سب سے اہم امور ہم کو جو
کھلاکیں گی اس اس کرامی ختنی مرتبت احمد مجتبی بہمد صطفیٰ نے اور آزادی کو دیکھو
کہ کی پیروی لازم ہے۔ یعنی ان کلماتِ شعراً کی شعریں مجتبیؑ اللہ عز وجلہ آں ملک
پریت ۲۷، کہ در اے رسولؐ اگر ان کو الشکی دوستی کا دلخواہ ہے تو پہ میری پیروی
کے سے اپنے اسے رسولؐ میں آجے بڑھیں، کیوں آجے بڑھیں؟ اس نے کہیں مسند
کتابت کی منزل پریے کیا تھا۔ اے آشیع الاما بیویؑ ایک سورہ انعامہ بتاتے ہیں میں
کسی کی متابعت نہیں کرتا میں تو دھی رہاتی کی متابعت کرتا ہوں یہ نبیؑ تابع و می
کتابت کو حکم دیا گیا ہے کہ تم تابع نبیؑ ہو جاؤ۔ تاکہ قدم تقدم پر تم دھی رہاتی
کتابت ہیں اور حکم رہاتی کے سلسلے میں پرداں چڑھ سکو، نبیؑ وہ جیسے جو

تائیں وہی پے اور کبھی رہا بے ان اتبیع الامالوگی الی اور اس کو یہ دعوت رہ جاتی ہے
کہ میری پیروی کرو اللہ تم کو دعوت رکھنے کا اور اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے، وَالذین
افتوأ وَاسْبَهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ يَا إِيمَانُ النَّحْنَا وَهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ (سرہ فور آیت ۲۱) وہ لوگ ہو
ہی ان دو سے اور جبکہ ان کی ذریت تھی ایمان نہیں ان کی پیروی کی جنم نے ان کی ذریت
کو ان سے ملحت کر دیا اور معنی پھر شیئے، جو ایمان لاتے ہاں کی ذریت ان کی اولاد نے ان کی
پیروی کی تو یہ نے ان کی ذریت کو ان سے ملحت کر دیا۔

ابراہیم کہتے ہیں فَهُنَّ تَسْعِقُ نَاسًا مِّنْ قَبْلِ (سورہ ابراہیم آیت ۱۷) جو میری سلفت
کرے وہ خود سے ہے: اس نے رسولؐ نے دیکھا چوہنگاں رسولؐ نے رسولؐ کی پہلی
نک پیروی کی کہ ایمان میں آں رسولؐ رسولؐ کے ملحت ہو گئی تو رسولؐ نے ہبھی
صیٰ وَا کیا اسن حسین حسین بن محمد سے ہے اور میں حسین سے ہوں: یہ اس نے
نہیں کہا تھا کہ بیٹی کا بیٹا ہے، فاٹھر کا نور نظرت، یہ اس نے نہیں کہا تھا کہ تو اس
یہ بلکہ امام حسین نے اتنی پیروی کی کہ رسولؐ کے نقش قدم پر لیے چلے کہ جنم
ان کو ذریت کو ان سے ملحت کر دیا۔

اور اس طرح قول ابراہیمؐ کی تکمیل ہوئی جو میری پیروی کرے گا وہ بھروسے
ہو گا: یہ سے مقام منیت حسین، رہ جھیٹن جس کی یاد کو نلتے ہے اور جس کے غم
کو باق رکھنے کے لئے اور ساتھ کرنے کے لئے ہم تھا یہاں پر جمع ہوئے ہیں، یہ اعتبار
منیت دو حالات یہ ذکر و کر حسین نہیں، ذکر نمود غربنا ہے۔ پڑکر ذکر فاتح افینیں ہے۔
اپ آپ کو جھوٹنے اس ذکر کی اہمیت کیا ہے۔ اگر تابع ہیں عین رسولؐ کے اور اگر رسولؐ
تابع ہیں وہی کے تو اس سے سعی یہ ہیں کہ حسین مردی مولا کے ساتھ سارو چل رہے
ہیں۔ اگر مدینے سے نکلے تو مرضی مولا تھی، اور اگر ملکے کو چھوڑا تو مرضی مولا یہی تھی، اور
اگر کہاں میں نہیں تو مرضی مولا یہی تھی، اور اگر ملے کریا تھا کہ ہمارے خیے فرزاں کے

پڑ جائیں گے تو مریض مولا بھی نہی اور پرٹے کر پا تھا کہ ۲، ۳، ۴ لکھ میلیوں سے بکرا
جائے ہوا تو مریض مولا بھی نہی۔

کوئی یہ نہ بھئے کہ حسینؑ نے اپنا کبوں کیا؟ اس واسطے کہ حسینؑ تابع دھی الہی
ہے۔ تابع ہوا وہ شیطانی قبیل ہے۔ اسی لئے حسینؑ نے بیعت سے الکاری خدا
کے دنیا جان لے کر بیعت تابع ہوں ہوتا ہے۔ جو ایک مرتبہ اپنے آپ کو ذاتِ وہاں
کے باخوان بچوں دیتا ہے۔ وہ پھر کسی اور کے باخوان نہیں بلکہ خلماں کرنے والے ہوں اور
ہوں کی بت بیعت کرنے لہیں خلماں کرنے والے نیاموڑا باعثت اے وہ والہنگر سورہ نویر
ایت ۱۰۷ تم کو برا آج کم دیتے ہیں وہ تم کو بردی بالوں پر آزادہ کر دتے ہیں وہ زندگی رسول
نے بیعت کرنے سے الکار کر دیا اور آزاد آئی فاستبتر و ایمعنکمُ الَّذِي يَا بَعْتُمْ يُبَرِّهُ
وَذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ (معنی) سورہ نوبہ آیت ۱۰۷) اسی خوش بروجوار ہیں بشارت
یا جاؤ کر تم نے بڑا اپھا سو رائیا جسے الہ دی کہا میاں عظیم ہے عظیم کا مرال ہے۔

خرزند رسول متابعت رسول کی منزل پر ہیں۔ اور اس متابعت کی آخری
جزیل ہے کہ پہاں آواز دیتا ہے قرآن ذَاتَ الْمُعْلَمَاتِ عَلَىٰ فَتَنَ أَبْشِرُ الْمُهَاجِرِ
آیت، نہن سلام ہواں پر جو بدایوں کی پیروی کرے۔ اگر قرآن میں مَلَمَعَتِ
پرواہیم ہے، اگر قرآن میں مَلَمَعَتِ فُرُجٍ فِي الْعَالَمِينَ ہے۔ اور مَلَمَعَتِ
ہوسی و حاد ون ہے تو پھر کر بڑا والوں کے لیے بھی قرآن میں سلام موجود ہے اور وہ یہ
خداوَالَّذُورُ عَلَىٰ فَتَنَ أَبْشِرُ الْمُهَاجِرِ سلام ہواں پر جس نے بدایوں کی پیروی کی
کے مَلَمَعَتِ عَلَىٰ ِجَاهِ وَالْقَوْمِينَ اسْتَلَمَ رَحْمَةً مُنْدَلِعًا آیت اہ سلام ہواں پر جو اس کے بندوں
کیں چنے جو کے بندے ہیں۔ مصلحتے بندے ہیں۔ مَلَمَعَتِ عَلَىٰ كُلِّ مُنْكَرٍ فَإِنَّمَا مُبَرِّئُكُمْ عَنِ الْأَذَىٰ

رسورہ رصد آیت ۲۶) سلام ہو تم پر کپا صبر کیا تم نے، میرے صابر بندوں پر سلام ہو
سَلَامُهُ عَلَى الْمُنْتَصِرِ پتْ مُحَمَّدٌ اسرورہ لیہیں آیت ۲۵) رسید یعنی کم طرف سے سلام ہو
سَلَامُهُ عَلَيْكُمْ طبیعتُ قَادْحُلُوقَهَا خَلَدُوْمَنْ رسورہ ترمذ آیت ۳۰) تم پر سلام ہو میرے منتوں
کے دروازے کھلے ہوتے ہیں ۔

وہ جہاں ملا اندر مفریقین سپردہ اور ہر سلام کر رہے ہوں، جہاں بُداشت پانے
والیں پر سلام لازم ہے تو وہاں ایک مرتبہ ہم سلام کر لیں اور اس آنکو سلام کر لیں،
اس بولا پر سلام کر کر جس پر اس وقت سلام ضروری ہے۔ سلام ہو میرا اگر بلا کے
اس شہید پر جس کی لاش اس وقت بنے گور و گفن پڑتی ہے، سلام ہو میرا فرنڈر بول
آپ بندہ اس نئے کہ آپ نے صبر کی۔ اس نئے کہ آپ نے ہدایت رسول کی پیروی کی
سلام ہو میرا فرنڈر رسول آپ پر اور اس پہنچنے والے خون پر، اس پہنچنے والے ہبہ
پر، اس شہید پر جو آپ کے زادوں پر دم توڑ رہا تھا، ایک ایک شہید پر ہمارا سلام
ہیں فرزند حسین ابن علی پر سلام ہو، برادران حسین ابن علی مظلوم پر سلام، سلام ہو علی
الجیزہ، سلام ہو عون غمیر، سلام ہو قاسم ابن حسن پر، سلام ہو عبادتیں الہو علی پر اور
سلام ہو ہمارا ان اصحاب والفار پر جو لیک لیک کہہ کر اپنی جانیں فرزند رسول پر
ٹتا کر رہے تھے اور اعلان کر رہے تھے کہ ہم ہو اوس کے ساتھیں ہیں خدا کے
سانشوہیں۔

ایک تقسیم ہو چکی تھی کہ ہماں، اس طرز ہوا ہے اس طرف خدا ہے، جو خدا
کے ساتھ ہے ان سب پر بند اسلام ہے۔ ہمارا سلام ہو شام غریبان کی اس
جگہ میں اس امام مظلوم پر ہیں نے آخر وقت کہ اپنا مہربانی استقلال و استقامت
سے اس بات کا ثبوت دیا کہ وہ ہدایتوں کے ساتھ ساتھ ہے اور میں کے ساتھ
ہے وائے ایک ایک شہید نے اس بات کا ثبوت دیا کہ وہ ہدایت کے ساتھ ہے

کسی ہوا اور جوں کے ساتھ نہیں ہے۔

ہمارا سلام قبول ہو رہا ہے۔ یہم اب سلام کریں گے اس بی بی پر جس کا نام
ٹال نہ بڑا زینت کرنے لیا ہے جو ناظرہ نہیں رکنی تاب ہے۔ بی بی غلام عواد کا سلام قبول ہوں گو۔
بند بی بی آج چیل رات ہے، دیباں اب نرم کی نگرانی آپ کر کرنا ہو گی۔ بی بی کل تک خدا کی
شیخیں بھی عرض و مدد نہیں۔ کل تک قاسم اب حسن تھے۔ کس تک عمل اکبر تھے،
پر بی بی آپ جعل ہوئے ملبوں کی شکران کریں گے۔ ہمارا سلام قبول ہو اور یہاں را
سلام ہو اس طبقہ کی پر کوہر ملائی پنج کھا کھا کر جی پوکار دی ہے۔ آذ چھانیے جل رہے
ہیں۔ چھانہیں لاتے، سکینہ لاتکر جو جل گی پھانہیں آئندہ۔ سکینہ ملائی پنج کھائے
چھانہیں آئندہ۔ بی بی ہمارا سلام ہو آپ پر سکینہ بی بی آپ رات کے لذہ ہیرے
میں، آپ جائیں گی بابا کے یعنی پرسون کے لئے۔

کلمہ طیبہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَجَعَلْنَا لَهُمَا تِبْيَانًا بِالْحُكْمِ لَعْلَمُكُمْ بِيَوْمِ الْحِجَوَةِ وَمَرْأَةُ نَزْفِ آئِينَهَا) حضرت
ابراهیمؑ کے نے ارشاد ہوا کہ انہی کی اولاد میں ہمیشہ باقی رہنے والا کلمہ طیبہ دپا بنا کر رہ
خدا کی طرف رجویخ کریں۔

امام محمد باقر علیہ السلام سے مفرما پا کریں آیت ہماری شالہ میں نازل ہوئی ہے۔
کفر یا قیمة الحسن قیامت تک اولاد امام حسینؑ میں جو آئے ہوں گے ان کا ایک شردہ
باقی رہے گا۔

ہمارے مقامؑ سے عالم اسلام پا خبر ہے۔ اور بعد دور آنہ الہیت غیرت صفری
ہی کے زمانے میں حقیقتی ہیں ملکیتی ہیں اس سب کی بول میں علمتے اسلام نے
ہمارے عقائد کو جان کر ان سے راقفیت حاصل کر کے ان کا خلاف کیا اور رو
مباشت پیدا کئے کہ جن مباحثت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ان کو ہمارے پورے اصول
کا عالم تھا۔ اور ہم اس بات پر مطمئن ہیں کہ ہمارے مقامؑ میں کوئی جیز چھی ایسی نہیں
جو تھیں ہوئی ہو کسی منزل پر کسی موقع پر عقائد کا کتابوں میں مکون ہونا یا اپنے بوا
رہنا ثابت نہیں ہے اور بات ہے کہ کوئی شخص اپنی جان کے خطرے سے یا کسی امر
معیت کی وجہ سے کسی مقام پر لپے مکمل عقائد کا افہارڈ کرے۔ لیکن ساری مکتابوں

میں بہارے پورے عقائد وجود ہیں۔ اور اس اختبار سے اگر کوئی شخص عالمِ اسلام سے یہ پہنچے کہ اس کو معلوم نہیں ہے کہ آٹھویں ربیع الاول کی تاریخ چہ تو سی محفل حاکم اسے لینپتا کوئی دھرم کا ہوا ہے اور وہ اس دھرم کے کو اپنے آپ پر قائم رکھنا چاہتا ہے کوئی شخص ایسا نہیں ہے کہ اس کا اسلام کے تعلق ہوا درا آٹھویں ربیع الاول کی تاریخ سے دافق نہ ہو ہیں خواہ کمی بھی ہیں تھنکو نہیں کرنا چاہتا ہوں اس دامنے کے طبق ہر ہے کہ شوام کو نہ رسالتا میں کی تاریخ ولادت معلوم ہے اور نہ امیر المؤمنینؑ کی اور نبی ان کی تاریخ ولادت کا کوئی علم ہے نہ فلسفہ کے گرام کی ولادت و وفات معلوم ہے اور نہ دل دست و دنیات معلوم ہے آٹھویں ربیع الاول سے اگر ہم نہ دافق ہوں تو کوئی تعجب کی بذنبیں نہ کن جو خواص ہیں جو صاحبانِ علم ہیں ہب سب کو ان تاریقوں کا علم ہے اور اسی ایک حقیقت ہے کہ وہ ہستیاں جن سے یہ تاریخیں منسوب ہیں کوئی ایسی کتاب نہیں کہاں کے متعلق تاریخ عالم ہب پر جاتی یا امور فضیل طاہوش بنتیں تو تھیں نہیں کہ ان کے متعلق تاریخ عالم ہب کو کجا کیا تھا۔ بہاری حدیث کہ اگر چہرہ اصل کی جمع ہے لیکن واحد بھی استعمال ہوتا ہے کہ ہمارے مقامد میں یہ اصول ہے مالا و مالا لے لیں اسکے آخرین اک جو چیز ہمارے اول کے لئے ثابت کی گئی ہے دی ہمارے آخر کے لئے ثابت کی گئی ہے۔ اور اسی لئے زیارتِ جامد کے آخری طور پر ہیں تھاں تک جو تھی جمال آپ زیارتِ عبادت پڑھتے ہوئے یہ کہتے ہیں۔ بھاڑیت بہ آصر کمد بہ تولیت بہ اونکہ کہ اسے آلِ محمدؐ ایکم نہ تھا اسے آخر کی ولادت کو اس طرح تسلیم کی ہے جس طرح تمہارے اول کی ولادت کو قبول کی۔ پس وہ نہ پارہتِ جامد میں کا ابھم ٹھکڑا یہ بھی یاد رکھتے کے قابل ہے کہ اے اک نعمدؐ اب دبمو الائکم تہت العظمۃ تمہاری ہی محبت کی وجہ سے کہر تمامؐ

قرآن کتبی ہے کہ قیامت کی تھی رب بکار کا نہ سبق و
عذالت کے ساتھ ختم ہوا۔ اگر محمدؐ کی شخص پر ہے کہ امام علیٰ نقیٰ علیہ السلام فرماتے
ہیں وہیو الافتکہر تھت العظیمۃ تبادلی محبت مسے کلمہ نہام ہوا۔ اور قرآن
بہتا ہے کہ عدالت اور عدالت ہیں اہم کلمہ ہیں۔ آل محمدؐ بہتے ہیں کہ محبت آل محمدؐ
اہم کلمہ ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ جیسا محبت آل محمدؐ تھے وہاں عدالت آپیں ہے۔

میں یہ چاہتا ہوں کہ آٹھویں صدیقہ الاول پر گفتگو کرنے ہوئے ایک امر کردا ضمیح کرنا
کہ زیارت جامعہ کا کبھی آپ سے نافرمانہ ہو چکیم بالجامعة مددیکہ بالجامعة پر ابر
آواز آرہی ہے حضرت صحیح کی زبان سے اور خصوصیت کے ساتھ امام علیہ السلام نے
زیارت چامعہ کی طرف توجہ والائی ہے۔ آپ ممتاز عالم گھوں کر جب شروع
کریں گے قرآن سے بعض چیزیں رائقات ہیں وہ سب حضرت صحیح سے مشروب ہیں
کہ صیہ میں زیارت جامعہ پر گفتگو ہے وہیو الافتکہر تھت العظیمۃ دو
الفرق، تبادلی محبت کی وجہ سے کلمہ ختم ہوا۔ اور فراق ہوا بعد اُن ختم پولی انٹر
فلاں ہوا اور انفلات دور ہوا تبادلی مودت پر اپس میں دل مل گئے تبادلی ہوتا
پرسب اپس میں بیٹھ ہو گئے۔ بہار انتقاد، بہار ایام جانا، بہاری بیگانگت بہاری
بچھائی یہ سب کچھ تبادلی محبت و مودت پر منحصر ہے۔ وہیو الافتکہر علمنا اللہ
معالہ دینتا اور تبادلی مودت کی وجہ سے اڑنے ہیں بہارے دین کے طریقے
پڑائے بہارے دین کے راستے بتائے۔ تعلیم مل۔ تبادلی محبت کی وجہ سے دین
کی دراہ پاں۔ دین کا لاتکم علمنا اللہ، معالہ دینتا راستے ماکان خلد من، بینان
گریہ میں دینا بڑا گھنی، بہاری دین میں تاد چیکا تو تبادلی مودت نے بڑھ کر ہیں سنہال بی راسخ
ماکان خلد من دینتا اور تبادلی دین میں کوئی بات قائد ہو گئی تو تبادلی محبت نے اس
نکلو ختم کی۔ بہاری دین کو سنبھال لیا تھی میں ووناک روشن تبادلی محبت ہی کی وجہ سے ہے۔

وین و دنیا میں ہماری گزت تہاری محبت کی وجہ سے ہے۔ اسی راستگل کے ہمراجی
جیتے ہیں۔ اسی راستگل کی وجہ سے ہم لندھ اور باقی ہیں۔ اسی والی عالمی سے دنیا کو
اچڑا پڑتے ہے۔ اسی راستگل کی وجہ سے دنیا حسد کرنے ہے۔ دنیا نے فقلد آل ابراہیم
کے حسد نہیں کی بلکہ دنیا نے آں ابراہیم کے دوستوں سے بھی حسد کیا ہے۔
دنیا نے فقلد آل ابراہیم پر علم نہیں کی بلکہ دنیا نے آل ابراہیم کے دوستوں پر
بھی قلم کیا ہے۔ محبت گرنے والے فقط زبانِ دعویٰ نہ کریں بلکہ ان مصائب
کے لئے بھی تیار ہو جائیں جو آل ابراہیم پر پڑتے رہے ہیں۔ اسی نے امیر المؤمنین
نے فرمایا ہے کہ من احتجنا اهل الہیت فلیستعد للغقر۔ جو آل محمد کو درست
رکھیں، جو آل محمد کے اہل بیت کو درست رکھیں، وہ فقر و فاقہ کے لئے ایک
چادر سمجھی نیا کر لیں۔ اور فقر و فاقہ کے لئے تپار ہو جائیں کہ معلوم نہیں کہ محبت
آپ کے معلوم نہیں کہ آسمانِ لٹک پڑے، معلوم نہیں کہ زمین پھٹ پڑے
یا اشکارے ہیں۔ پرانے ہیں ان کو سمجھنے کی کوشش کیجئے جو آل محمد کی محبت کا
دعویٰ کرتا ہے اس پر لازم ہے کہ وہ محبت کو پرداشت کرنے کے لئے بھی تاریخ
رہے یہ سمجھتا رہے کہ دنیا اس کا اسکی طرح ساتھو ہے گی جیسا کہ جائیگر رارول
کا ویٹ نے ساتھو دیا ہے۔ جیسا کہ منود ان لوز کا دنیا نے ساتھو رہا ہے۔ جو منظوم
کا یہ درد ہوتا ہے۔ دنیا اس کا اکثر ساتھو نہیں دیتی ہے۔ اب جو یہ جلد و بعد الائکاں
اسلح ماکانِ خند من دنیا نا تہاری محبت کی وجہ سے جو دنیا ہماری فاسد جو گئی
تھی اس میں اصلح ہو گئی ہے۔ جو دنیا ہماری بہر باد ہو گئی تھی وہ بچ گئی ہے۔
اُس کو سمجھو لیجئے اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ آپ نے ہم کو اس دنیا کی دولت عطا
کی ہے بلکہ آپ کی محبت نے ہماری دنیا کو اس طرح صرف کروایا کہ دنیا ہماری
مزدور آنحضرت بن گئی۔ یہ دنیا ہماری آنحضرت کی کھنچی بن گئی۔ یہ دنیا ہماری بائیات

ومن لحات بن نبی۔ مال ملا، آل محمد کی محبت میں خرچ ہو گی۔ اولاد مل آل محمد کی
خدمت کے لئے نذر عَلَيْنَا الْهَمَّ وَالَّذِينَ نَسْأَلُ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَالْآتِيَاتِ
الْعَالَمَاتِ یہ سچے پتے کہ مال اور اولاد دنیا کی زینت ہے مغرب آل محمد کا الفرق
ہوتا ہے تلب ان لپتوں مال بھی یادیات و مصالحت بن جاتا ہے۔ اولاد بھی یادیات
و مصالحت یعنی جانی ہے اور یہاں تسبیہ والی نیکیاں بھی شہدیت کے لئے کام میں کھلتی
ہیں۔ دنیا نہ رہے تو بھرا خرت میں سوال کا ہے کہ ہے۔ دنیا نہ ہو تو بھرا خرت میں
کھٹکو ہے کی ہے۔ امیر المؤمنین فرمائے ہیں کہ اے دنیا کی مذمت کرنے والے اے
ابھی تو نے دنیا کو نہیں پیچا نا۔ اللَّٰهُ أَفْسَدَ بَصِيرَةً لِوَيْلًا إِلَّا
لئے سنجارت کی مددی ہے کہ جہاں اتنا سو داگر تا ہے۔ جہاں انا ان پازار میں
چاکر اپنی حیات کو بیٹھا ہے۔ اور بیش محبت کو فریدتا ہے۔ جہاں سے آل محمد
کے موالات کو فریدتا ہے۔ یہی وہ مددی ہے یہی وہ سنجارت نگاہ ہے کہ جہاں ہیلوں
نے بیقت کی ساری جن سکے لئے تراکن نے گواہی دی و من انت من من تشری کون
چے ان لوں میں جو اپنے نفس کو بیچ کر مرضی الہی خریدے اس سنجارت میں یعنی
خدا تھے جہنوں نے بیقت کی اور اپنی حیات کو دے کر مولا کی مرضی کو خرید
یا۔ ہمارے نے کتنی ایسا موقف نہیں ہے اس نے ہم حیات گئی کر ان کی
مودت کو لے لیتے ہیں جہنوں نے مرضی مولا کو خریدا اسکا اب آنکی مودت کو ہم
لے لیتے ہیں تاکہ یہ سچے معنوں میں یہ مودت پہنچیں سورا بن جائے۔

میرے بخت می بزرگو۔ آنکھوںیں رسمی الاول کے معنی ہے ہیں کہ ہیں محروم ہے جس
علم کا آغاز ہو اتحادہ آج ختم ہو رہا ہے۔ اس نے نہیں کہ میرے تھک گئے ہیں اس
لئے کہ یہ سیرت آل محمد ہے کہ لڑکوں کامل پاپیخ برس کے بعد جب منانے
قاتلوں کے سر محمد حنفیہ کہاں دیکھیے۔ میرے ان لفظوں پر غور کیجئے اور ان

ناموں کا خیال کیجئے۔ محمد حنفیہ کے پاس جب تاکوں سے سرچیے اور محمد حنفیہ
نے عائد بھیاری کو اٹلائے دی کہ فرزند رہوں گے پر مرتے ہیں تو آپ نے حکم دیا کہ مسید
زادیاں آج اپنا سوگ تاکہ میر تو اس کی بذات اس لئے آٹھویں ریسیع الاول کو منائی جاتی
ہے۔ آج کی تاریخ یعنی آٹھویں ریسیع الاول المولود ہم کی سیرت آئی کے اعتبار
ہے۔ اور تو یہ کی حد تک مفریں کی بات آپ کے علم میں ہے اس کا تاذکہ بھرپور
کسی وقت تکروں ہے۔ اپنے اس کے معنوں کو تکروں ہے تو زمانے کے امام حضرت
مجتبی کی تخت تشریف اور تاج پوشی کے مخواہ پر اکہ پہلے شب بہارے ہے لئے کتنے ایم
بچھنکل کھادن ہمارے ہے لئے کتنے ایم ہے۔ تاریخ اسلام کو اس کے کیلئے ہے
کس طرح سے ہماری زندگی ہونی چاہیتے۔ پھر حال آج کی حد تک پہ ہے کہ آج غم
کا آفری دن ہے۔ اور آج کی تاریخ کی عصرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے منوب
ہے۔ امام حسن عسکری میں متعلق ایک بات کا خیال رکھیں کہ میرزا کا پیشہ امام حسن
عسکری ہادن ہے اور جمیع امام زماں کے منوب ہے۔ پیشہ کو امام حسن عسکری کی
زیارت کو آئندہ نے ضروری خیال فرمایا ہے۔ زیارت کی صرف دو سطحیں ہیں کہ
کوچھ چہرے اٹھتے بیٹھتے جب پیشہ ہو امام حسن عسکری کو بیان کر لیں فروری ہے
اس لئے کہ امام حسن عسکری کہا ہم یہ بڑا اعماق ہے۔ صرف اٹھائیں برس کا سب ہے
چھو برس معرفتو امامت اور چھو برس قیاد۔ اے بن انساق بیان کرتا ہے یہ ہمارا
اصول ہائی اور فروع کافی کا مشہور راوی ہے۔ وہ ابو الحمید سے روابط کرتا ہے
میں کی کیست آپ کو معلوم ہے۔ ابو محمد زاد موصیین کی کیست ہے۔ جسیں بھتیں اور
حسن عسکری کی ہے۔ یہ بھی حسن ابن علی گئی وہ بھی حسن ابن علی ہیں۔ ان کا نام
حسن بن علی ایسی الیالیاب ہے اور ان کا نام حبیبہ بن علی گئی بن مدد ہے۔ ان کی
کیست ابو محمد ہے۔ ان کی کیست بھی ابو محمد ہے۔ میکن فہریں کیتیں ہوں میں بھی

عفت ابو محمد آتے تو مطلق حسن عسکری مراد ہیں اس داستے کے اور امام حسنؑ کے کوئی
روایت ہو تو یہاں ارادوی دیجی کہے گا کہ عون حسنؑ اہن جلی اپنے الی طالب وہاں نہیں
استھان نہیں بوگی۔ اس طرح سے کہ چیز اگر روایت میں کہا جاتے تھے کہ اہل الحسن تو
آپ امیر المؤمنین قطعاً نہ کریں۔ اگر چہ امیر المؤمنین کی کنیت ابوالحسن ہے۔ بیکن
فتنہ کی کتابیں امام موسیٰ کاظم، امام علی رضا اور امام علی نقی سے اس کنیت کو ضمیبا
کرنگیں۔ امام موسیٰ کاظم ابوالحسن اول ہیں، امام علی رضا ابوالحسن ثانی اور امام علی[ؑ]
نقی ابوالحسن ثالث ہیں فتنہ کی کتابوں میں بھی شاپ کو اس کی تشریع ملنے لگی کہ عون
ابوالحسن اول، عون ابوالحسن ثانی، عون ابوالحسن ثالث تو ابو محمد امام حسن عسکری کی
کنیت ہے اور مطلقاً ان کے نہ ہی ہے۔ احمد بن اسحاق بیان کرتا ہے کہ میں
سرینوار اتنے چیخا اور میں نے پڑی کوشش کی۔ زندگان بان کو میں نے الفعام کا
لائپ ریا اور نواہش کی کہ میں کسی صورت سے نام اُسے مٹا پا بتا جوں۔ مجھے ہفت ہزاری
نکام ہے اس نے مجھ سے کہا کہ اللعن شب کے بعد آنے۔ احمد بن اسحاق کہتا ہے کہ
آدمی رات گزرنے کے بعد میں وہاں چیخا تو اس نے پڑی خابوشی سے سالکوں مختلف
راستوں سے گزرنے ہوئے امام کے کمرے تک چیخا دیا۔ احمد بن اسحاق کہتا ہے کہ
کرناام پر نظر پڑنے سے پہلے میں کمرے کو دیکھو کر روپڑا کر دوہا اس نہ کرہ تھا کہ اس
میں ایک آدمی بیٹھکل تمام کھڑا ہو سکے تھا۔ احمد بن اسحاق نے زندگانیہاں سے لوچا
کریہ کرہ کیا ہے یہ ٹھیکیسی ہے۔ بہاگہ یہ کمرہ نہیں ہے یہ کوئی رستہ کی جگہ نہیں ہے
بلکہ یہ سارہ کے تابداروں ہونہاں نے اپنے محل کے پیچے یہ تھوڑی دیر کھڑے
ہونے کے داستے کرہ بنا یا ہے۔ یہ دریا سے سفل ہے اگر کوئی اوپر سے چلے کر دے
تو بادشاہ تھوڑی دیرستا لے اور اسکی راستے پے گئی ہیں سوار ہو کر دجلے سے بانے
سے لکھ جاتے۔ یہ رہنے کا مقام نہیں ہے۔ این اسحاق بیان کرتا ہے کہ جہاں

آدمی بیکھل کھڑا ہے بتا ہے وپاں چھوپس تک امام قید رہ یہاں امور کو یاد رکھنے
دینا سے لاکھوں انسان مر جاتے ہیں جن کی ہمارا ثقائیں سال بولتے ہیں یہم کو دست
نہیں ملا آئے کہ وہ اٹھائیں برس سے سن یہیں مر گئے بلکہ اس نے روئے تھے یہیں کروہ
شقاوات یہاں کے لئے روار کی گئی، وہ علم چوانے کے لئے جائز رکھا گیا ایسا یہ ستم رو
ہاں پر دعاستے گئے، وہ یہیں جوان پر تورڈی گئیں اگر رہ بیانا ہے، اگریں تو یہیں بھٹا
پڑا، کرچہ اس ذائقے سے کہا یہ کرے گا شاید رہ ٹھیک ہرگز اور نہ تعجب، بتا ہے کہ ان لوگوں
نے چھوپس تک کس طریقے میں کو گوارا کیا۔

امد بن اسحاق بیان کرتا ہے کہ یہیں امام کی خدمت میں ہائے رہوا اور جیسے
فتنوں کی تو آوازیں نقابت لئی اور مجھے پہت ہی فوجہ کے ساتھ نہ تاپڑتا لقاہ ہیں نے
عریض کی فرزندان رسولؐ اولاد مولیجے کا کون اونکان نہیں ہے ایک مرتبہ صورت
وکیس اور فرمایا، ابن اسحاق کی میریہ زبردیا جا چکا ہے۔

بھم پر امام صحن مسکری کا احسان ہے کہ ہمارے اصول کا معائنہ کیا، پھر اسی
ساری کتابوں کو پڑھا، ہماری ساری تسلیروں کو پڑھا، جہاں بیان کی تھی علماء
کو جا کر سمجھادیا کر اس کی کلیکھیں کر دے۔ جہاں بیان مسائل اشارة گئے ہے ان کو
مکمل کر دیا، باب الثبات کو مکمل کی۔ باب البرات کو مکمل فرمایا، باب الطلاق
باب الرضاۃ کو مکمل فرمایا، جب نہیں کیتے کہ فرزند رسولؐ اپر مسئلہ بال رہ گیا ہے
 تو فرماتے لکھلو۔ شریعت کا مقصد یہ ہے کہ یہ روز بروہ دوین ہے۔ یعنی جب فتنہ کو مکمل
کر دیا اور جب یہ جان پیا کہ اب میرے دشمنوں کو قیامت تک کوئی عکیف نہیں ہوں
تیامت تک کوئی گئی نہ ہوئی تو اس وقت فرمایا من ہمان فی علماء نام خالق اخواہ
وعلیاً امر مولا فلم عوام ان یقظل رہ کر جب ہمارتے علماء اپنے ہو اور بوس کے

مخالفت کر دیں اور اپنے مولائے حکم کی اطاعت کر دیں۔ تب اس وقت عوام کے نئے لازم چیز کے طبقہ کی تغییر کر دیں۔ تو یہاں علماء کی تغییر کو کھوں دیا، یا ب اجتہاد کر کھوں دیا، مدد و نیت کو مکمل کر دیا اس کے بعد جب یہ دیکھا کہ ستم پر ستم دفعاتے چاہیے میں قسم کی مرضی سے فیضت تغیری کا حکم دیا کہ عبس کا نتیجہ غیبت کبریٰ ہے۔

یہ ہے وہ مختصر سی تاریخ کہ عبس کا جانتا آپ سب پر لازم ہے۔ رادیٰ گفت ہے کہ اتنے نئیں نید فاسد میں آپ نے علمائے پوچھا انفل بن شہزاد کی کتنی کتابیں ہیں۔ لوگوں نے عرض کی تھیں کہ سو اسی کتابیں ہیں مول شیعہ پر فرمایا سب کی سب کتابیں صاف تر کر۔ جب ایک سو اسی کتابیں آگئیں تو ان کو شروٹ سے آئندہ کا پڑھ کر اس کے آخر میں دستخط فرمادیتے اور کہا کہ خدا انفل کرے فضاں بن شہزاد پر یہ عذر و نعم مرتباہ فرمایا اور فرمایا کہ میں اپنے دوستوں کو اب انت دیتا ہوں کہ ان کی بوس پر اپنے احکام کو مختصر کر دیں اور اتنے باہر احکام کے لئے ان اموال سے مدد لیں۔ آپ بھی سے تفسیر مردی ہے۔ آپ بھی سے وہ تمام روایت مردی ہیں جو ہمارے پاس موجود ہیں۔ یہ کوئی خیال نہ کرے کہ امام حسن عسکریؑ کا سمجھی تذکرہ نہیں ہوتا۔ یہ اور بھی ہے کہ ہم نہ سوچ قلیلی کی بنا پر بجور ہیں مقتول ذکر میں اور ذکر مولیٰ کے لئے یہ سچ بھی عرض کروں یا کہ اس کی مصلحت کیا ہے فقط اس واسطہ کی لگر عالم اسلام ان درنوں پر مشتمل ہو جائے تو پارہ کے بارہ پر متفق ہو جائے گا ماس نے حکم دیا کہ ان در کے ذکرے کو بجا رئی رکھو زینوا بجا سکھو بیکس علی یہ نفس قلیل ہے درسری نفس قلیل امام رضاؑ کے یا اب عاشیب ان کنت بائیں علی حق یہ دن۔ اے شیب بالر فہد کو کس بائی پر روشن آتے تو بخارے جد تخریب پر در پر درے۔ ان کی در نفس قلیل کی بنا پر بھی علی کا ذکرہ کر دیتے ہیں سمجھی خییں ہاذکر نہ نہیں۔ ورنہ امام حسن عسکریؑ کا ذکر بھی بھی منزلا تدھنی ہے یعنی مقام رکھتا ہے "مال و لوتا ولآخرنا" جو بخارے

اول کے لئے ثابت ہے وی بھارے آخر مکے سنتے بھی ثابت ہے۔ گفتگو کو حتم بونا پاہنچا اٹھوں ریح الارل کی صحیح آنے تو تاریخ اسلام بتاتی ہے شاہد محمد کی صحیح فتنی افک طویل نہیں ہوا تھا۔ نماز بھی سے فارغ ہوتے تھے۔ جس عصرتِ محبت کے نئے اور پیشہ امام حسن عسکری کے نئے مخصوص ہے۔ محمد کی صحیح ابھی مالاٹ نہیں ہوتی تھی کہ آپ نے اپنے زندگی کو طلب کیا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سامروہ کے قرفلے میں میں آدمی تھے یا امام حسن عسکری تھے، یا پانچ برس کا صاحبزادہ تھا یا ایک کنیز تھی۔ اس کے علاوہ پستہ نہیں چلتا وہن درود، مدینہ درود، چند کار و شر پہت درود۔ بار بار پسندید کو مسلم کرنے والی تھی۔ اسلام علیک یا مسیح مسیحیت یا مسیح اصلیت یا مسیح اصلیت کو جایا۔ اسرارہ امامت ہر دو کے اور ایک ایسے عالم میں بندگی اپنے میں معروف ہو گئے۔ غلام خاص کا درج بیان کرتا ہے کہ میں نے دیکھا کہ امام کے پڑے پر جسی سرخی درڑتی تھی کبھی سبزی آجائی تھی اور کبھی زردی طاری ہو جاتی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ نہ ہر برڑی تیزی کے ساتھ اثر کر رہا ہے پرانے افسوس متوالی ہو چکے تھے۔ باہر میں شدید روش رہتا تھا۔

چام آپ لنب کی ٹکر رکھنے کی وجہ نے پانی بیوں تک نہ جاسکا۔ پانچ برس تک صاحبزادہ سے سے خوبیا بیٹھا۔ انہم اپنے بالخون سے اپنے پاپ کو پانی پکارنا خوبی رہتا تھا۔ تاریخی اکریں یہ وادی مثال ہے کہ اس طریقے کی تباہی ہو رہی پر اکیلا پر صاحبزادہ ساتھ ہو اور اس صاحبزادے کو یہ لفظ ہو کہ میرا پاپ بخوبی دھا۔ ہر بار ہے مجھے معلوم ہے کہ جب امام رضا صافر کے لئے جا رہے تھے تو امام رضا نے راہ کا سن چھوڑ برس کا تھا جب تھی جو اور کسی میں میرا پاپ بخوان کوہہ کر رکھا ہے۔ مگر ٹکرے پر سورج ہو رہا ہے تو امام رضا تھی جو اور میں پر بیٹھ رکھتے اور میں کو لپٹنے سرپر دلان رہا۔ کیدا امام رضا کی نظر بڑی تو ہماہیا یہ کیا کر رہے ہے خوب میں کی پالیاں جیسے

کو اپنے نیتیم بوجانے کا علم ہو وہ کیا کرے۔

پا اور رانگو ہے کہ اس کسی سماجیزادے کو دیکھتے معلوم ہے کہ باپ دب سے بخار ہے مگر ارادی سیال کرتا ہے کہ کمال بصر کی قصور تھے حضرت صحبت نے اپنے پانچ سو سال کی عمر سے اپنے بانحو سے اپنے باپ کو دیکھو کرایا۔ احکام راجب دیکھو اکتے۔ اپنے بانحو سے اپنے پدر گرامی کا سمجھ کیا۔ باپ اس کے بعد اپنے پدر کو اس کو تکلیفیں بناز میں صروف ہو گئے تو فلام بیان کرتا ہے کہ میں نے دیکھا حضرت زین کے ادار پر سمجھ دیا اور اسی بحث کی حالت میں یہ آزادی میا اخبارات المستعیشیں۔ امام حسن عسکری کی یہ تیوب روائی داد دیسے بہر حال مجھے اور آتے جانلے ہے تاکہ آپ ہر دفعہ کرو دوں کہ میں آپ کو کیوں نہ محنت دے رہا ہوں۔

ایک مرتبہ نماز سے فارغ ہو کر آزادی یا بیتی بیٹے کا نام ہی۔ وہ نام کہ جس کو بغیر مکمل تعلیم کے نہیں دے سکتے۔ بیٹے کا نام یہ اور کہاں دیکھو تمہارا بیٹا آپ تم سے ختم ہو رہے تھے تم پلے جاؤ۔ دیکھو بیٹا اقبل اس کے کوئی تم کو دریکھے چلے جاؤ۔

روایت کہتا ہے کہ میں دیکھو رہا تھا کہ امام پار بار کہہ رہے تھے کہ جیلے جاؤ سنیں احمد جانا ہیں یا پہنچتے ہیں نے دیکھا کہ صاحبزادہ ایک بعد م آ کے بڑھا اور بڑا ایسے پاپا جان کہاں ہیں جس عسکری کہاں ہیں راوی نے کہ جس عسکری دینا سے پہنچتے ہیں بیلا و علیاً کو معلم اوسانے آتے، چند رکو ہٹا کر کہا کہ دیکھو ان پر کوئی آثار نہیں ہیں ہیں نہیں اس کے نشانات نہیں ہیں، ان کو زہر نہیں دیا گی۔ اعلان کر دیا اور اس کے بعد عصمر نے کہا کہ میرے سامنے ان کی لاش باہر لاتی جاتے۔ جھوہر بن کے بعد امام حسن عسکری کا جنازہ باہر لایا ایسا ب تاہم تاریخیں اس بات پر متفق ہیں کہ جو شہی جنازہ ہاہر آیا اس میں راتے ہیں یا کہ آواز آتی یا این اللہ تھا، اے رحمتیہ! یعنی ہل سامنہ امام کو اس طرح پکارتے تھے جب لاش باہر نکلی، پانچ سیا

نگتے تمام علیہو جمیع ہو گئے۔ سارے شکر بچی ہو گئے سارے عسکر جمیع ہو گئے تمام سامنہ کے مسلمان جمیع ہو گئے۔ ابتداد کو اطلاع میں بغداد کے لوگ آگئے۔ رلوی کھا ہے کہ آئندہ میں کسی کی لاش اس شکر سے نہیں بھٹھی۔ پورا شہر سارہ لاش کے ساتھ مٹا یوت جنازہ میں اس طبع سے آئے بڑھا کر ساری دنیا کو حیران ہے۔ سمجھنے آئے آنکھے وزر اس کے ساتھ ساتھ، عالمہ پچھے پیچھے پورا شہر ساری دنیا میں بند بغداد کی پوری خلافت آئی۔ اس طبع گیارہ ہویں امام دفن ہوتے ہام علی نقش کے پہلو میں۔

داقو کو صدیاں گزر گئیں۔ تاریخی تبلیغ ہے کہ ایک مرتبہ بن عباس کے آخری دور میں آخری بادشاہ سامنہ کی سیر کو چلا۔ امام علی نقشی اور امام حسن عسکری کے روپے پر پہنچا۔ پوچھا یہ کس کی قبر ہے؟ لوگوں نے کہا یہ امام علی نقشی کی قبر ہے۔
 یہ شیخوں کا رسول امام ہے اور یہ شیخوں کا گیارہوں امام ہے۔ نہ رہی۔ نہ بارت کی اور نہ بارت کر کے دیر تک قبر کو درجتارہ اس کے بعد واپس چینے لوگوں نے کہا کہ اپر اپ پہاں تک جب آتے ہیں آپ کے داؤ اکی قبریں بھی پہاں ہو جوہیں ہیں تو کل دنیا کے دیکھو تو یعنی وہ چلا۔ پچھے پچھے دیکھا تو کھا میدان ہے اجری ہوتی قبریں ہیں جا لوز بونے رہے ہیں کوئی اس طرف بنا نہیں مٹی کے ذریعہ پڑے جوئے ہیں اس نے خاوشی سے ان قبروں کو دیکھا۔ وہ بہرے نے کہا اب آپ سخت حکومت پر ہیں یہ آپ کے اجداد کی قبریں ہیں۔ وہ بھگت کے پتوں کی قبریں ہیں معلوم نہیں کہ دنیا نے جتن پر ظلم کئے ان کی قبریں ہیں رہی ہیں اور دنیا میں جنہوں نے حکومت کی آج وہ اجری ہوتی حالات ہیں ہیں۔ تو یہ آپ کے اجداد کی قبریں ہیں۔ یہ مناسب نہیں کہ آپ کی حکومت کا اقتدار ہے اور آپ کی بیت المال ہے۔

تھے آپ احمد اولیٰ نبیر میں تیار کریں اور ان کے درختے تیار کریں۔

راوی بیان کرتا ہے جو وزیر ہے کہ اب تک مجھ سے وہ بڑے سکون و وقار
کے ساتھ خدا موش کھڑا تھا۔ جب یہ جملہ فتحم ہوا تو بے احتیاط اس کی آنکھوں سے آنسو
جباری ہوتے۔ بھاگ کہ لوگوں پر مجھتا ہے ان ہالوں کو اس لئے کہ خدا نے ہمارے
آباد احمد اولیٰ میں ہونے کے لئے پیدا کیا تھا۔ اور آنکھ کو عظیمت کے لئے
پیدا کی تھا۔ یہ دنیا کے قدر اسے صرف کروں یہ قبریں آباد نہیں ہوں گی۔ دنیا کی
دولتیں بلکہ اپنے پر دنیے نہیں کے بنتے ہیں جن کو خدا عظمت دیتا ہے اور
ان کو دنیا مسلم کر دیتے ہیں تو یہ روندھے نہیں بن سکتے۔ جن کو خدا لئے قابل سلام
ہنڈا یا ہے ان کے درختے بنتے ہیں۔

یہ جملے آپ کی خدمت میں صرف کر دیتے ہیں۔ تاریخ کا یہ ایک اہم راقم
ہے۔ اگر یہ اہم راقم آئے والے کسی لغزیر سے مثاہدہ مربوط ہو جائے مگر یہ بڑی کام
کی بات ہے کہ ہمارتہ دلکاری کہتا کہ اگر ہمیں سارے ابیت الال بھی اپنے آباد احمد اولیٰ
نبیر میں صرف کر دیں تو وہ قبریں کبھی آباد نہ ہو سکیں گی جن کو خدا از د
عالم آبادی دے، جن کو خدا اونٹری عالم عظمت دعیت دے اتنی کی قبریں اسی قال
ہوئی ہیں۔ جن پر مجھے سے شام تک اور شام سے مجھ تک سلام کرنے والے سلام
کرتے ہیں۔ ہم بھی آج اپنے امام کو بڑی دور سے سلام کرنا چاہتے ہیں۔ سلام
ہو فرزند اعلیٰ رسول! اے امام حسن عسکری! آپ پر سلام ہو۔ اس لئے سلام کر آپ
حدیث کے حاکم ہیں اور اس لئے سلام کر جس کا درد ہے یہ لازم ہے کہ اس کے
لئے تعریت کی جاتے۔ تعریت بھی جو عبس کا درد ہے۔ یہ محبت کا درد ہے۔ اس
لئے رسمی نظریت بھی ممکن ہو لے زمانے کے امام! امیر آپ کو سبروے۔ آپ کے
پیداگرامی کے فلم میں پہلی محروم سے جو دُکر شروع ہوا تھا وہ اب ختم جو چکپا ہے حضرت

جست اگر اجازت دیں، اس نے بھی ان کو عاضرونا فرمائی ہوں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ چہاں وہ مصلحت سمجھتے ہیں وہاں موجود ہیں اگر وہ اجازت دیں تو میں ان کی بارگاہ میں سلام اور بندگی کے بعد عرض کروں کہ کیوں مولا، اگرچہ آپ کے پدر سُنِگرامی کا نام ہے اگرچہ آپ کے پدر سُنِگرامی کے نام کا دن ہے لیکن آپ یہی کافی نہیں کی موجودگی میں اس علم کو ختم ہونا چاہئے تذکرہ حسین کو ختم ہونا ہے کہ پہلی نورم سے جس علم کو شروع کیا تھا آٹھویں دریں الادل کو اس علم کو ختم ہونا ہے تو تمہرے ہیں سے میں عرض کر دیں کہ مولا! پر نمائش سبستہ ہرگز کہ امام حسن عسکری با وجود فربت با وجود معبدت، با وجود قبیل، با وجود درد و آلام کی طبانت بخشی، امام کو ایک سکون کے تھا، امام کو ایک سکون کے تھا اگرچہ میں تھا ہوں لیکن اس وقت میرا ایک بچہ تو ہے۔ اس وقت میرا ایک بچہ میرے ساتھ رہے۔ اگرچہ کسی ہی مگر جو اتنی طاقت رکھتا ہے کہ دسمیں آتے تو پر دے میں چلا جائے۔ دسمیں پانہ سکے۔ برطانی لوچر سے سنبھالے! یہ سکون یہے قلبی، امام یا زد ہم کو کہ میرے بعد میرے بچے کو کوئی تکفیف نہیں نہے سکتا میرے بعد میرے بچے کو کوئی طبانت نہیں مار سکتا۔ آپ سمجھو رہے ہیں نا! میں اپنی نظر میں ختم کرنا چاہتا ہوں اور حضرت جنتی ہی سے اجازت لے کر ختم کر دیتا ہوں کہ فرزندِ رسول اپر مقدار سوچکا تھا کہ آپ کو سعید نہ دیجئے۔ میرا مقدار عظیم الجنی تھا کہ کوئی شکر والا، کوئی دینی کائنات کوئی دینی کی طاقت آپ کو پر دے سکے۔ اگرچہ آپ کاسن پانی برس کا تھا، مگر جانے والا باب اس بات کا یقین رکھتا تھا کہ میں ملٹھن ہوں۔ میں تو خوار بامیں میرے بچے کو کوئی دکھ نہیں نہے سکتے۔ میرے بچے کو اپنے کوئی تکفیف نہیں پہنچ سکتی۔ رو جلوں کی اجازت دیجئے کہ بائیتے ہیں! اب نہیں معلوم کہ میرے لئے کون سدا ہوتا ہیں ذکر رہ جاتا ہے۔ میرے بچے اب بھائی ہوں کہ جب آپ علم کو ختم کریں کسی ایسے دافع پر آکر علم کو ختم کرو۔ شاید میں

ایت مل رو خر چوں رجھے ہوں تبے چین ہو جائیں۔ باں فرنڈر سلگ یہ بھب دانغہ
بیکر آپ بھی گھوڑے پر موار ہو چکے تھے۔ اسخی مثل تھی بہنوں کو رخصت کے چکے
نئے عباس نہ تھے مل اکبرتہ تھے۔ خونگی و مخدوش تھے۔ تا سکر نہ تھے۔ کوئی یاد و
ناصر نہ تھا۔ باں آپ اکچھے تھے۔ عین کو دیکھیساں کو دریکھا نظر ہوتا رہتا۔ داشتی
جانت کو دیکھا، باشیں جانت کو دیکھا جیسے دیکھا کوئی نہیں ہے تو کہا زدابنخاں میں یہ
آخری مواری ہے۔ جو نہیں زدابنخاں نے ارادہ کی ایک هر تہ گھوڑا رسیا پوچھا کیوں
چلتے نہیں۔ کہا مولا یہ دیکھتے آپ نے دیکھا تین برس کی بچی گھوڑے سے بٹے گئی
آپ گیرا تین نہیں آپ پریشان نہ ہوں آپ حیران نہ ہوں پہ ہماری آخری بلس
بیکھے۔ یہ ہمارا آخری غم ہے۔ اس کے بعد بھر عماری بیانی ہیں۔ بھر عمارے حبیش
ہیں۔ سیرت کے جلے ہیں۔ بھل دیوار ہیں۔ ہم بھرب کے ساتھ ہیں لیکن آج
غم کا خاتمہ ہے۔ اس لئے نہ کے ساتھ اگر کوئی کمی رہ گئی ہے تو مکمل بوجانے
یہ دوچار مجھے سنتے کہ عین گھوڑے سے اترے۔ میں کو مجھے سے لکاید کیوں کھینچیں۔
کیا ارادہ ہے۔ عرض کی بابا جان! کہاں جا رہے ہو۔ فرمایا میں وہاں جا رہا
ہوں ہمال جا کر سافروال پس نہیں آئتے۔ سیکنڈ نے عرض کی بابا! ہم کو اپنے نہ کے
روپھے پر پہنچا ریختے ساتھ افریما یا سکبت اپنے اناضور مخوبی کروں۔ یہی دراںے بعد
ہیں۔ سیکنڈ نے کہ بابا! اگر ایسا نہیں ہے تو تھوڑی دیر دیکھ رکھ جائیں۔ اہم شادر
فرمایا سیکنڈ کیا ہے! ہو۔ کہا بابا! ایسا نہیں۔ تمام بار بار پوچھتا ہے۔ سیکنڈ پلی جاؤ۔ پھی
یعنی سے لہٹ گئی تھوڑی دیر بھی سوئی اس کے بعد کھڑی ہو گئی اور کہا بابا! ہندوستان
فرمایا سیکنڈ! یعنی ہے سرکر کیوں ناٹھ پڑی۔ کہ بابا! میں حق تھی خواب میں دلوی آیں
تفہیں۔ بھوٹھ کہہ دی تھی سیکنڈ! حسین کو نہ رکھ جانے دو۔ خصوصی سپر

ذکر حسین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ملوک احمد کا آغاز ہمارے قمری سال کی اپنی اوجہ پر خداوند کی پرندہ نہیں بھی میں تو حید
کے پرستار موسیٰ میر پرست نہیں کی ان کی عید صرف ہمارے میں نہیں بلکہ عید میں مسلمانوں پر خداوند
ہمارے پرست ہے کبھی چلپانی و حوب کے روزے میں تو کبھی کذا کرو اتنے جائے
کی خبر۔ تپنے ریگستان کی تیامت فیز کو کبھی حاجیوں کا استقبال کرتی ہے تو کبھی باور
شمائل کے لئے جو بڑا رینے والے سرد جھوٹے معناوں مروانہ کے دریں سنیں کیں کن لذت کو ریبا
کر دیتے ہیں۔

یہی عجیب الفاق ہے کہ ہر یہی سال کا آغاز محرم ہے جو تابعیت میں
کو مرست و بنیاط کے معنی اور فانی الذول سے ہے اگر تجدید عهد و فداء العبد زیارت
ندویت و ایثار سے شروع کی جلتے یہی عید کے اعلانے عذر حق کے لئے پیغمبر اُنہوں
الزمان کا ہر امت کسی ذریان سے دریغ نہیں کر سکتا۔ اور یہی جذبہ ایثار کے حناف
امریں اسی میں کے لئے اگر فریک و ملن لازمی برآئی منظورہ اسے اگر پناہ گاہ ہے پہنچ
پڑے تو بتوں ہو۔ اگر منظر طاقتوں کی اکثریت سماں اپنی اعلیٰ شہادت کے باوجود ٹھکرانا چاہئے
تو ماصر ارشاد کے پیغمبر انسان ٹھکرا جائے۔

عزم بر مسلمان اپنے فیرار اور کمال میں بھی ختمی مرتبت کے چھٹے ڈالے

سے ہذکرے کو سن کر انہار مزار کو درجود کرنے و محن کی ایک ہر کو محسوس کر کے ایک بڑی ستم
کرتا ہے کہ اگر خالق روح و جسد کو پہنچو کر امریقی میں روایاد جلد کا برخلاف متعلق
بھروسے تو یہ اس کے نئے تہذیف تبدیل ہو جائیں۔

مشیت الہی یہ ہے کہ راوی محبت کا ہر ساتھ بغير امتحان کے نہ رہے حب
ان انس اون پیشہ کان یق قول امسا دهم لا یعنون کی ان یعنی گل کرتے ہیں کہ ان
کو صرف اس لئے بغیر امتحان چھوڑ دیا جائے کہ وہ اپنے آپ کو ایمان دار کہتے ہیں ہیں
لقد فتنا الذین من تبدیلہم ہم نے ان سے چلوں کو بھی آزمائش میں بدلائیں
اور ظاہر ہے کہ

جس کہ دریں بزم مغرب تراست
یعنی با پیشہ شیخی دبند
مواں نہ کی صدا فر بر ان ان کھڑا ہے من جب عقل و شعور ہے حاصل
ہوش و حواس ہے اور اطمیناننا پر بجور۔ اگر اس انکل آزمائش میں صرف لذات رہنا
کی ہو سے اور غیر حق کی پرستاری پھر ہے تو یہ انتہی سے محروم اور جامد ہے
ادنیا کیں ایسی بھی اس کو ایک طویل بیات دینے کے لئے تیار ہے اور مقدمہ
خلافت کو پھینوا نے اور انہان کو مسلسل زمینی سے آٹا کرنے ہوئے ملتوی مدد و نیک
بچانے کی کوشش میں لگ کر اپنی ان کو ربیری کے لئے پیش کرے تو مشیت
الہی بربگام پر ایک بینا استعمال یتی ہے اور ہر نفس پر اس کو ایک نئی آزمائش میں
بدلائی پا جانا ہے۔ تا علاج خیل علی آسائش دیکھ دید
خوار بادر ریکڈار ہیسان انداخت

یہی وہ منزل ابتداء ہے جہاں بالا البشر ثابت قدم رہنے کی رہائیں مانگتے

ہیں اور جہاں تو سگانیں اور العزم اپنی قدم کے ہاتھوں حیران و پریش نظر آتا ہے
اور ہالہ ہی وہ مقام آزمائش ہے جہاں باپ بیٹے کو تھہ شیخ رکھتا ہے اور قد
سدقت الرویا خوات کندار فی قبیلۃ المعینین کے خلاط سے سرفراز کیا جاتا ہے
لیکن امتحان کے مرامتیں ہیں۔

ظیان ناذ بین کہ مجرم کو شہادت لعل

آئندہ زیر شیخ و شہید س نہیں کفتش

اسی راہ میں نیقوٹ کریو فٹ کے فرماں میں بندگی کیا جاتا ہے اور واپس
عیناً من الحزن کے فزوں کے تاریخِ محبت لکھی جاتی ہے جسی وہ موقف انحصار
ہے جہاں تیربری عطا کر کے بندگی کی آزمائش مطلوب ہے

عشق یوسف را دریں کونا بینا اسے فروخت

بندگی فوائد یکمیز ادگی سفلو رنجت

اللہ الشَّهِيْدُ اخْرِيْ بِنَدْرِ وَلِيْ آزْمَائِشُ ہے جوں کو قدرت نے منتخب کیا ہے اس
وہ بارہ محبت میں ذکر یا پکار رہے ہیں ادبِ لاتری فزوڈا وائست خیر ادار شیخ دار
ذوالثوث پکار رہے ہیں لا الہ انت سبحانک ای کفت من الظالمین ۗ

بندگی کی قدر دل کریب اڑا جاتا ہے تو طائفی دربار میں بھی سرپوش کیا جاتا

ہے اور علیمی دینا کی عسویوں کو برداشت کرنے جوئے ملیب تک پہنچ جانے ہیں جوہر

زرد انائیت منصہ فولاد مطلوب الہی ختم ہر قیمت کے لئے ابتدا و آزمائش کے

مراحل تھے لیکن سب سے کہیں زیادہ یہاں تک کہ ما اوزی نبیا کیا اونیت
(حدیث)

کی حقیقت نہیاں ہوتی۔ گذرِ منزلِ تسلیم و پیش مشکل ہے

جوں کے رہتے ہیں ہوا الہ کو سوچا مشکل ہے

سخت الہی اس طرح سے جاری و ساری رہی۔ افیاوداریا و کامیابی
جیسا کہ ہے اور راہ حق سا خداوند اور حکم اپنیا سے عدول کرنے والی فرمیں قانونی
نزول، عقاب الہی کی زندگی تائیں اور تباہ پوکر دیکھیں۔

سقیرہ بہادر ہے ازل سے تا امروز

چراغِ مصلحتوی سے شراری بولہی

املا کے کلمہ حق کے نئے بن نہوں قدیمے نے اپنے آپ کو جیش کیا تھا۔ ان کی
دولت و شریعت نے نہیں ان کی حکومت و سلطنت نے نہیں بلکہ ان کے فقر و صبر
را قائم تھی اور حق نے ان کو ہمارے لئے قابل تعلیم بنا دیا۔ یہ کب و بد، کذب و صد
خلوص دریا حق و باطل کی پیکار میں جی کبھی بے دریغ فریانی کا وات آیا ہے تو وہی
زندگیاں ہمارے لئے نہوں فرار پائیں۔ مقصیدِ معین تھا لیکن ماشقاں نے دھمکی
کی چونکہ مقصید خود اپنے آپ کو بدرون شخص متعارف نہیں کر سکا اسی لئے بھی وحی
نے لکھیں کہ ان فی مرق کے لئے لازمی فرار دیا ہے۔ فطرتِ ان فی کے غلط پہلو
ہوس زدہ ہتاں کو جلت اکتاب کے لفڑا راستوں پر ڈال دیتے ہیں۔ وہ ہر
تیہت پر انسان سے ان کی بزرگی بھیں لینا چاہتے ہیں۔ یہاں تک کہ اگر یہ
ظاہر ہو کہ کسی کا جذبہ رہ وعایتیت اہل عالم کے لئے جا اپنے تلب و فخر ہیں رہا ہے
تو وہاں کو پرداشت نہیں کر سکتے اور ان کی ہوتا کیوں کی فریان گاہ ایسے ان اہل
کی صحی بھینٹ مانگتی ہے جو دنیا کے طالب نہیں جن کو حکومت و سلطنت سے
ر اربط نہیں لیکن جن کی اقامتِ علی الحق عالمِ ان اہل کی لگاؤں میں ان کو ایک
بلندترین منزلِ عطا کرنی چاہیں رہ میدانِ کامزار ہے جہاں حکومت و سلطنت
روستان فدا سے مگر آتی ہے۔ اور ان سے بذرت طلبِ حق ہے اور جب ملے جو دل ان
جن اس کے جواب کے لئے مقابل میں آجائے ہیں تو پھر حق و باطل کا سفر کریں۔

تازہ بُر جاتا ہے ازٹل سسیں ہوتا آیا پس اور یہی ہوتا رہے گا۔
دستیہ رکاوہ جہاں نتیٰ نہ فلیں پھر تکن نتے

وپی نظرت اسد الہی وی مرسی وی فخری
ہن ان نظرت کی رویدادیں ہر دوسریں تاریخ سے صفات پر ابھرائی ہیں اور یہ میں
جب جیلت اکت ب قلم پاٹرائی ہے تو پھر انہیں شک و ساو اور تاریخ اکو دوسریں
کا عادی ہر جا تا ہے انسانیت کی اصلاح جن بندوں کے ذمہ پر وہ سنت الہی کی
پیری دی کرتے ہوئے کبھی بہت و پیکار کو اپنی ہدافت و مصالحت سے روکتے ہیں۔ اور
کبھی خنجر پر سنت اور سریکفت ہو کر اجتماعی زندگی میں اصلاح کی بھی دھوڑریں
ہیں۔ اور بخت رسولؐ فاطمہ زبیر کے دلوں پھول نے اسی شان سے اپنے نرف اصلاح
کو ادا کی۔ حکیم شرق نے اس مسئلہ کو یوں نظر نہ ریا ہے۔

آن کہ شمعِ شیستانِ حرم

حافظِ ہمیتِ خیسِ الامم

تائشند آتشِ پیکارِ حد کیں!

پشت پاڑ د برسِ راج و نجیں

آن وگر مرلائے ابرارِ جہاں

(ست) باز رتے اصرارِ چہاں

درناتے زندگی سوزا ز حسین

اب حق حریت آموزا ز حسین

دو لذ بھائیوں کے میش نظر ایک ہی مقصد تھا۔ اور اسی مقصد کی نکیل
کے لئے کسی نے چاہم زہر نو غل فرمایا اور کسی نے تو پر خبرِ جدہ ہجودا دا کیا۔
لہجہ حبب رجب کا ہمینہ تھا کہ فرزند رسول اللہ تھیں نے اپنے مقصد کا

کا اعلان فرمایا اور صوبے رسالت پڑاہ کو تھام کر اپنے مسجد کو یوں بنا طب کر لے کی ورنہ حاصل کی۔

خداوند اپنے تیرے بنی اُمّہ کی تبرے اور میں تیرے بنی اُلیٰ کی بیٹی کا بیٹا ہوں۔
خداوند اپنے وقت قریب آگئیں ہا مجھے علم ہے۔ میرے پروردگار مجھے چنے
اس مقدمہ کے نئے چین میں کہ تیری ہو تو تیرے رسولؐ کی خوشودی ہو۔
رخائے حق کے جو یا نے مدینہ سے نکلتے ہوتے اپنے دعویٰ نامہ تحریر فرمایا
آفازِ رہیت میں خدا شندوں کے ایک ہونے اور اپنے نانا کے رسول برحق
ہونے کی تکویٰ دی اور جنت و نار عشرون شرک شہادت دی اور پھر پر
اعلان فرمایا۔

ترجمہ، میں نئے رناد کے نئے گھر نہیں چھوڑ رہا ہوں میں مدینے
سے جا رہا ہوں فقط اس لئے کہ استحبد کی اصلاح کروں۔
مدینے سے نکلتے ہوئے شاہ چیزِ مدینے کے ہر ان ان کو اپنے ساتھ لے کر
نکل سکتے اگر ملک چیری بکافیال داسن گیر ہوتا۔

سدھاٹش سلطنت پرورے اگر
لوڈ کر دے باجیں سامان سفر

اپنے گھروالوں کو لے کر فلکہ چند کسی بچے۔ چند بیال چند لو جوان۔ پھر وہ
قافیز ہو جہادِ حقیقی کے لئے نکلا۔ رات کی تاریخی میں نہیں دن کے اجائے میں
لٹکے۔ اہللوں کر کے چڑی کفر کی دنیا کبھی رہ گئی کہ اگر حسینؑ اپنے چلے تو ان کے گرد راہ
سے بھی مطالبہ حیث نامنکن ہو جائے گا۔

اور ادھر سید الشہداء نے بھی طے فرمائیا تھا کہ کسی صورتِ مدینہ چھوڑ
و نیچا ہتھیار کے سوال بیعت پر اگر طلاق پھر فوجائے تو آئے والا مورخ کہیں، زن

لنجھے کہ فرزند رسول نے دوست رسول کی حرمت کا سی جیاں نہ کیں۔ لاکھوں مسلمان
یہ سمجھتے رہے کہ مدینے سے فرزند رسول تکے ہیں تا یہ کہ مکہ میں قیام ہوئی کے
فراتر امام کے ساتھ ادا ایوس گئے۔ لیکن ہا اس حرمت کعبہ نے اس پناہ گاہ کو پھر بنے
ہر بھی مجود کی دلیل سات تاریخ کو آخزی خطہ ارشاد فرمایا۔ الہی قولو
اور عاقتوں پر حکوم فرماتے ہوتے ہوتے موت کے لیے جو نہ کیا دیکھ کر کیا اور پھر حادث طور
پر اعلان فرمایا کہ صورا کے دندنے عراق کی سڑی میں پر پیرے میم کے ٹکڑے ٹکڑے
کر رہے ہیں لیکن اس سے فخر نہیں کوئی اور راہ گزیں ہیں پس پر فیض ہے کہ لفاف
الش رحمائے الہیستہ نہم ابیت کی دلیل مرغی ہے جو خدا کی مرغی ہے۔

یہ عیسیٰ وہ ناموں کعبہ جہوں نے کعبہ کا اس تدریخیں کیا لیکن میں دنائی تھیں
دیکھو لیا۔ ۲۷ھ کے آخریں علوی عاقتوں اور پیریدی شکریں نے فرزند رسول
کا خون بھاکرا تھیں جرأت و جبارت پیدا کر لی تھی کہ ان کے آگے نہ خوب گاہ و رسالت
کی کوئی قدر تھی اور نہ حرب کیجیں دلوں مقامات کو روشن کر لیں۔ مسجد رسول کی
بے حرمت کی گئی اور قہاء کعبہ کے پردے کو آگ لکھ دی گئی۔ فرزند رسول نے
بیس پیش گوئیں فرمائیں تھیں کہ سیرا بہا کر تم حربی ہو جاؤ گے۔ تم کسی کی حرمت کا خاں
نہ کرو گے اور بالا خر حرف پر حروف دیجیں ہوا جو فرزند رسول نے کہہ دیا تھا۔ ۸۰
ذی الحجه کو مکہ سے یہ قافلہ چلا۔ ارذی الحجه کو آل محمدؑ کی طرف سے بہلی تسلیمانی
کوئی کیے دار لامارہ میں دی گئی اور ابن زیاد نے حضرت مسلم بن عقیل کو صید
کے دن قتل کر دیا وہ مسلم ہوا اگر کو درست بھیجے جاتے تو شاپر کر بلائی جنگ کا نقشہ پر کچھ
اور بہتا لیکن مرغی میہر دیجیں تھیں عرض کو ذکر ہوت اس قافلہ کا ریختا کر حکومت
کی نوجوان نے راستے جنگ کر دیتے اور دشتِ خیوا میں فرماں کے کنارے ہے غاظر یہ
سیفیں کر جائیں زمین پر پریہ قافلہ اتراد کا روانہ سنا لار نے زمین پنڈ کی پہنچیں

کا وعدہ باد آیا اور ساقو ناتا بھی باد آگئے۔ دوسری ہو رم تھی رشکر جمع ہونے لئے اور
ہر بار یہی مطابق کرسیں بیت کر لیں۔ یعنی جنگلہ اتواسی بیعت پر تھامہ خیریہ کا انک
پاشام کی ذمہ خیز زینیں مابہ النزاع خیزیں تھیں۔ فرزند رسول کے سنت الہی پر ٹل
کرنے جوستہ اعلان کر دیا تو سردیتھ آئے ہیں بیعت کرنے کے لئے خیزیں۔ فرآت
سے خیجے ہبڑا ہادیتے تھے۔ ساتویں حصہ پانچ بند ہو گیا۔ گری کا جہیہ بچوں کی پیس
احداں کی شریت۔ خریزوں کی غلت، غہادت کا بیض عرض کرتی امراء ایمان تھا جو
اس پانے ثبات کو متزلزل کروتا

وہ اعلیٰ کی صدائیں ہیں رہا تھا سکون و دار حجی کی نداویں میں انہوں نے تھے قدم
ہو رم کی لا تاریخ کو فرزند رسول بالکل گھر جائے تھے۔ وہ کی ستم آنے ایک
رات کی بیت جہادت الہی کے لئے مانگی۔ یعنی رشکر مخالف کو ایک رات کی اور
جہالت دی کروہ ہو چے کہ کس کے مقابل میں یہ رشکر آرائی ہو رہی ہے اسی طرح تھا
کوئی خوشیں آتے۔ دس کی نصیح کو مرکز کارڈ ارگرم ہوا۔

اس معزکہ کے لئے فرزند رسول نے یہ مناسب سمجھا کہ سدیہ میں جنگ نہ ہو
تا کہ کھلے میدان میں حق و باطل کا مقابلہ ہو جائے۔ خالیہ کعبہ میں حق کے موقع پر کوئی
لا ایں چھڑنی تو سازش کا پتہ نہ پتا اور یہی سمجھا جاتا کہ کسی حاجی نے منتظر کر دید
فرزند رسول یہ چاہتے تھے کہ ایک ایسے مقام پر برداں ہو کہ کسی کو پھر شبہ باقی ن
رہے گر کون کس طرف سے لا اور ہاپسے اور کھل جائے کہ حسینؑ اہن علیؑ کے ساقو
کوں میں اور رشکر مخالف میں کون ہیں اور ان کے معاون کون؟

تلہیج اسی جنگ کو پھر نہ ڈھرا سکی۔ رشکر مخالف نے تھکر سعد نے پھلای تیر جھوٹا۔
بزراروں پر ساقو چھوڑ دی۔ ۲۲ ستمبر اسی وقت جال بحق ہوئے پھر نیقول
کی باری ہلکی۔ ایک ایک نے دادرنافت دی۔ یعنی قوں نے ثابت اپنان کی

چارچوں دکھائیں۔ جو اُن نے غجا ہتوں کے رنگ دکھاتے۔ بچوں نے سکرا
مر جانیں دیں۔ مادینہ ہاشم رٹپ کر رکتے۔ حجز طیار سے پوتے جدر کوار کے
نو اسے گونڈ محمد شہید ہوتے۔ حسین بزرقاں کا نشانہ قاسم ابن مسن شہید ہوئے
جدر صدر کے نور نظر مارے گئے۔ عباس تراں سے بھرتا اٹھے۔ علی البر نے داغ
مفارقت دیا۔ سخن پاک کی پوری پوری مناسبتگی سنی۔ آفریں سرود سردا
قاقد سالار نائب احمد میدان میں تشریف لاتے۔ آفری بٹھ کے۔
اور باسیار فرماتے لئے محمد کا نواسہ ہوں فاطمہ کا بیٹا ہوں، علیؑ کا نور نظر ہوں
نجیے زندگی کو ہیں مذکولے کا۔ میری رُگوں میں ناظرِ بخاد و درد ہے محمد کا ہو ہے
بیتِ بھجو سے نامکن ہے۔ میرا بیعت کرنا یزید قاسی کے ہمرا مر کو شہید کرنا ہے
نجیے اسلام کو بیچانا ہے لویہ میرا سرخا拂 ہے۔

محرم کی دسویں، عصر کا وقت بھاکِ سرنا پہ قدم زخم ہو کر گھوڑے سے
زمین پر تشریف فرماتے۔ عصر کی منازداریں۔ بیت کے لئے باقاعدہ اٹھے جو
مسیوں میں سرکالت کر زمین سے انٹھاں ایں۔

بنگریز از مشق کر دل بند پوتا ب

بر فاک سمجھدہ رینر دشہید شہی کند

یہ ہے رہ غظیم المرتبت تربانی جس کا ذکر ہر سال دہرا یا جاتا ہے اس
یعنی کروپیا نیز پریت سے نگہرا تے۔ اس نے کر اقبال اکثریت سے پریشان
مذبوح کیونکہ زحمتوں اور سعیتوں پر صبر و شکر سے خوبیاں بیجاۓ۔ اس پاک کو تازہ کی
جاتا ہے کہ اب بھی میر پری ملا تھیں موجود ہیں۔

رسی د فرحون و شبیر و نزید

ایں دو قوتہ از حیات آیل پرید

ذکر حسین کو باتی رکھ کر ہم کو باطل کی طائفوں سے بُراؤ از ما ہوتا ہے مقدمہ
ہے کہ ہم ہر صورت فکر صحیح کی اشاعت کریں۔ اتفاقاً دللت کے لئے کوشاں ہوں
اور ہر آن احکام دلت کے لئے ساعی رہیں۔

زندہ باد حبیبیت

پائندہ باد پاکستان

